انوار العارفین

حافظ ممتاز احمد چشتی (ایم اے)

Marfat.com

بستی تجبّا و رموضع ڈھانڈلہ ضلع بھکّر کے مشہور و معروف
علمی و روحانی فقیر خاندان کا مستند تاریخی تذکرہ

انوار العارفین

از

فقیر حافظ ممتاز احمد چشتی (ایم۔اے)
خطیب و مدرس مدرسہ انوار العلوم
کچہری روڈ ملتان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ھیں

53349

نام کتاب ----- انوار العارفین

نام مؤلف ----- فقیر حافظ ممتاز احمد چشتی (ایم اے)

تاریخ اشاعت ---- جنوری ۱۹۹۰ء

ھدیہ -------

مطبع ------- الخطاط پرنٹنگ پریس ملتان

Marfat.com

646

اِنتساب

گرامیِ قدر آباؤ اجداد کے نام
جنہوں نے
قلوب و اذہان کی گہرائیوں میں
فقر و علم کے لازوال نقوش ثبت کیئے۔

ع گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

Marfat.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
عرضِ مؤلف	۱
تقریب	۶
ہمارے خاندان کے ابتدائی حالات	۹
قبیلے پر لقب کا غلبہ، استعمال	۱۱
حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	۱۲
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	۱۷
مناقبِ سلطانی پر تبصرہ	۱۸
حضرت موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰
حضرت سلطان العارفین کی حضرت موسن شاہ کے بارے وصیّت	۲۳
حضرت محمود مستانہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	۲۵
چند حقائق روشن ہو گئے	۲۸
حضرت محمود مستانہ رح کی اولاد	۳۲
حضرت حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ	۳۳
فیضانِ قادریّت کے دریا کا جوش و خروش	۳۴
تجھے کیا خبر کہ کیا ہے نگہِ قلندرانہ	۳۵
بیا جانِ جاناں کہ در انتظارم	۳۶
گلشن فقر میں بہارِ جاودانی	۳۶
حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کے مزید حالات	۳۷
حضرت فقیر نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد	۴۱
حضرت مولوی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	"
عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات	۴۳
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں	"
عارف سلطان حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۴۴
ابتدائی حالات	"
بستی بختاور میں تشریف آوری	۴۵
بستی بختاور کی شہرت کی اصل وجہ	۴۶
ملک بختاور کی مخلصانہ گزارش	۴۸
حضرت فقیر صاحب کی صورت سیرت	۴۹
اور اخلاق و عادات	"
حُلیہ ، لباس ، خوراک	"
نشست و برخاست ، اندازِ گفتگو	۵۰

Marfat.com

عجز وانکساری ٥٠
نام ونمود اور شہرت سے نفرت ٥١
عبادت وریاضت، زہد وقناعت ٥٢
اور شانِ استغناء ″
جاگیر قبول کرنے سے انکار ٥٣
بے ہوشم وباہوشم بے کارم وباکارم ٥٤
تعلیمات ٥٥
تعویذات اور عملیات سے بے توجہی ٥٦
حضرت فقیر صاحب کا تعویذ ″
تعویذ یا درسِ توحید ٥٧

ذوقِ سماع ٥٨
وجد وحال کی عجیب کیفیت ″
حضرت فقیر صاحب کی شہرت اور مقبولیت ٥٩
شیر کا زیارت کے لئے حاضر ہونا ٦٠
میاں غلام کی گذارش ″
جنگل میں تشریف لے جانا ٦١
جنگل کے جانوروں کا ہجوم ″
حضرت فقیر صاحب کا ردِ عمل ٦٢
قوم کچالا کا رقبہ دریا برد ″
یار پشوری اور یار ملتانی ″
بیٹھا ہوا وطن میں بھی سالک سفر میں ہے ٦٣

کشف وکرامات ٦٤
بحری جہاز کو گرداب سے بچانا ٦٦
بھکر کی بجائے سکھر ″
مہمان آرہے ہیں۔ ٦٧
شاہ صاحب پر وجد وگریہ کی کیفیت ″
ایک ہی رات میں حصولِ مراد ″
کانی گرم کے سادات کی امداد ٦٨
ساداتِ کانی گرم کی فقیر صاحب سے عقیدت ٦٩
بی بی سیدہ زہرا لالؒ کا پیغام ٧٠
فقیر صاحب کا جواب ″
قرآنِ مجید سے نقد رقم برآمد ٧١
کنویں کا نام ونشان مٹا دیا۔ ٧٢
دریائے سندھ کی طغیانی اور کٹاؤ کو روکنا ٧٣
بس او خضرؑ آ۔ رہ او خضرؑ آ ″
ایک باؤلے (رچھتے) کو اسمِ ذات جاری کرا دیا۔ ٧٤
دریا میں ڈوبنے سے بچا کر پار لگا دینا ٧٥
فقیر صاحب کے ہمعصر بزرگ ٧٦

Marfat.com

حضرت پیر امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۷۶
حضرت فقیر صاحب سے غائبانہ تعلق	۷۷
حضرت فقیر صاحب کا پیغام	〃
شاہ صاحب کا جواب	۷۸
حضرت شاہ صاحب کی دعا کا مفہوم	〃
حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ	۸۰
فقیر صاحب کا پیغام	〃
شاہ صاحب کا جواب	۸۱
حضرت سلطان عطار رحمۃ اللہ علیہ	۸۲
حضرت فقیر صاحب سے فیضیاب درویش۔	۸۳
حضرت فقیر صاحب کا حلقۂ ارادت	۸۵
ڈھانڈلہ خاندان کی عقیدت	۸۶
جلال خان ڈھانڈلہ کا پس منظر	۸۷
جلال خان پر خاص عنایت کی وجہ	۸۸
دریائے فقر و ولایت میں جوش و خروش	۸۹
جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہے	۹۰
جلال خان کی اولاد پر شفقت	۹۱
مقدمۂ قتل میں گرفتاری	〃
حضرت فقیر صاحب پر جلال طاری ہوگیا۔	۹۲
کافرا، تو کہاں تک جائے گا۔	۹۲
ڈھانڈلوں کا پیر کامل ہے	۹۳
ڈھانڈلہ خاندان کے مزید حالات	۹۴
محمد افضل خان کا اظہارِ عقیدت	۹۵
غلام سرور خان کو بشارت	۹۷
محمد اکبر خان کی عقیدت	۹۸
محمد اکبر خان پر قتل کا مقدمہ	〃
محمود خان ڈھانڈلہ کی عقیدت	۹۹
حاجی غلام حسن خان	۱۰۰
ڈھانڈلہ خاندان کے بارے میں عجیب خواب۔	۱۰۱
حضرت فقیر صاحب کا وصال	۱۰۳
تجہیز و تکفین اور جنازہ و تدفین	۱۰۴
مخدوم صاحب اُچ شریف کا اظہارِ افسوس	〃
صندوق جنازہ برآمد کیا گیا۔	۱۰۵
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق	〃
تین دن تک عام زیارت	۱۰۶
مقبرہ کی تعمیر	〃
آگ نہ لگنے کی وجہ	۱۰۷
قبرستان میں دفن ہونے والا پہلا مُردہ	〃

Marfat.com

حضرت فقیر غلام حیدرؒ پر جلال کی کیفیت	۱۰۷
چہرہ منوّر کر دیا اور خوشبو آنے لگی	۱۰۸
حضرت فقیر صاحب کا ارشاد	۱۰۹
مقبرہ کی تکمیل اور دیکھ بھال	″
مزارات کا نقشہ	۱۱۰
حضرت فقیر صاحب کے مزار سے حصولِ فیض	″
میں مظلوم کے ساتھ ہوں ۔	۱۱۲
مقبرہ کی تعمیرِ نو	۱۱۳
مسجد کی تعمیر	″
زائرین کی آمد و رفت	۱۱۶
حضرت فقیر صاحب کے تبرّکات	″
دستار مبارک کی برکت سے طغیانی رک گئی	۱۱۷
لوگوں کی بے بسی اور پریشانی	۱۱۸
اولیاء راہست قدرت از الٰہ	″
حضرت فقیر صاحب کی اپنی اولاد کو ایک نصیحت	۱۱۹
فقیر خاندان کی خدمت کرنے والوں کو بشارت ۔	″
حلِّ مشکلات کے لئے فقیر صاحب کو پکارنا	″
حضرت فقیر صاحب کی شان میں منقبت	۱۲۱
حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۲
آپ نے تین شرطیں پیش کر دیں.	″
تینوں شرطیں منظور	۱۲۳
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود	″
کلمہ یار پڑھایا باہو ۔	۱۲۴
قلندر سے ملاقات	″
توجہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد	۱۲۶
ولی را ولی مے شناسد	″
بستی چوہان کا سفر	۱۲۷
اسمِ ذات کا وِرد	″
حضرت فقیر صاحب کا مقام	۱۲۸
ہم بھی آلِ رسولؐ ہیں.	۱۲۹
سفرِ آخرت ۔	۱۳۰
حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد	″
حضرت فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۱
حضرت فقیر حاجی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ	″
حضرت مولانا حافظ کریم بخش مدظلہ	۱۳۳
تدریسی خدمات	″
فریضہ حج کی ادائیگی اور دینی مدرسہ کا قیام	۱۳۴

Marfat.com

مدرسۃ العلوم الشرعیہ جامعہ غوثیہ مہریہ	۱۳۵
جامع مسجد کی تعمیر	۱۳۶
حضرت فقیر غلام صدیق رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
حضرت فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ	,,
باؤلے کا دم	۱۳۸
لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء	۱۳۹
دعا کرتے کرتے وجد میں آگئے	,,
جذبۂ فقر کا کلام نوشتۂ تقدیر	۱۴۰
بہاول خان پر عتاب	۱۴۱
فقیر غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۲
فقیر محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۳
حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۴
والد ماجد کی خدمت	۱۴۵
منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمیکنی	,,
مسجد میں قیام	۱۴۶
ایک آزمائش	,,
آزمائش رفع ہوگئی	۱۴۷
ہر سال لیلۃ القدر سے مشرف	,,
آپ کی اولاد کے لئے بشارت	,,
ایک مظلوم کی گزارش	۱۴۸
عجیب و غریب وظیفہ	,,
مقدمہ خارج ہوگیا	۱۴۹
خاندان اور عقیدتمندوں کی تربیت	,,
مساجد کو آباد رکھنے کی تاکید	۱۵۰
حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	۱۵۱
آپ کے تبرکات	,,
حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد	۱۵۲
حضرت فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ	,,
مثنوی شریف سے محبت	,,
مجذوبانہ گفتگو	۱۵۳
کرامات کا ظہور	۱۵۴
اچانک زبردست بارش آگئی	,,
پہلوان کی ٹانگ توڑ دی	۱۵۵
انگریز افسر نے اٹھ کر سلام کیا	۱۵۶
حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۷
یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی	,,
ذکرِ جہر اور سوز و گداز	۱۵۸
حج کا سفر	۱۵۹
حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف سے ملاقات	,,
جہاز کی روانگی	۱۶۰

Marfat.com

مدینہ عالیہ میں عجیب خواب	۱۶۱	آدھی رات کے وقت انگریز سیشن	۱۷۸
آپ کے معمولات اور خلقِ خدا کی آمد	،،	جج کی کوٹھی پر۔	
اتباعِ شریعت کا غلبہ	۱۶۲	سزا میں خصوصی تخفیف	۱۷۹
فقیر محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۳	حضرت مولانا غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ	
فقیر اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۴	کا اظہارِ ہمدردی	
بزرگوں کی عنایت کا ایک واقعہ	،،	سفرِ آخرت	۱۸۰
دعا کی قبولیت کا ایک واقعہ	۱۶۵	جسدِ خاکی صحیح سلامت	،،
فقیر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۶	حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۱
فقیر قمر الدین صاحب قمرؔ صدیقی	۱۶۷	کی اولاد۔	
حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۸	حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۲
خلقِ خدا سے شفقت	۱۶۹	تعلیم و تربیت	۱۸۳
جدِ امجد سے عشق و محبت۔	۱۷۰	گھوٹہ (ملتان) کے مشہور مدرسہ میں داخلہ	۱۸۴
حق گوئی اور صداقت	،،	خوب سے خوب تر کی تلاش	۱۸۵
فیصلے کی پیشی	۱۷۱	قادری بزرگ سے ملاقات	۱۸۶
فقرِ غیور کا اعلانِ صداقت	۱۷۲	آپ کہیں میرا حکم ہے۔	،،
وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ	،،	حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۷
بھائی کے خلاف حق کی گواہی۔	۱۷۳	کی زیارت	
فقرِ محمدی کے جلوے	۱۷۴	اے لقائے تو جواب ہر سوال	،،
انگریز ڈپٹی کمشنر سے عجیب ملاقات	۱۷۵	یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایں راتبو بہردم	۱۸۹
قرآن کی آیت سے جواب	۱۷۶	بیعت ہونے پر والد ماجد کا اظہارِ مسرت	۱۸۹
آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند	۱۷۷	ستاروں میں چودھویں کا چاند	۱۹۰

Marfat.com

خاندان کے محسنِ اعظم ۱۹۱
آپ کی بیعت پر خاندان کے بعض بزرگوں ۱۹۲
اور عوام الناس کا اظہارِ تعجب ״
آپ کی علمی بصیرت ۱۹۴
مسجد کی تعمیر ۱۹۶
متعلقین کی اصلاح و تربیت ۱۹۸
وصالِ پُر ملال ۱۹۹
استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ ۲۰۱
ولادت ۲۰۲
آپ کی پیدائش پر خاندان کے بزرگوں کا ״
اظہارِ مسرت۔
تعلیم و تربیت ۲۰۳
بیعت و ارادت ۲۰۵
تدریسی خدمات ۲۰۶
جامعہ محمودیہ پپلاں میں آمد ۲۰۷
دربار گولڑہ شریف پر قیام کی فرمائش ۲۰۸
آپ کا اظہارِ معذرت ۲۰۹
حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ״
جلال و ملال آمیز انداز ۲۱۰
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے ״
جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں علمی خدمات کا آغاز ۲۱۱

تدریس ۲۱۱
فتویٰ نویسی ۲۱۲
خطابت ״
غیر اسلامی نظریات کے خلاف جہاد ۲۱۳
تصنیف و تالیف ۲۱۵
مہرِ منیر کی تالیف ۲۱۷
رؤیائے صالحہ کے ذریعہ اس حکم کی غیبی تائید۔ ۲۱۹
شبانہ روز تالیفی مصروفیات اور مہرِ منیر کا طلوع۔ ۲۲۰
حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ مسرت و اطمینان ״
مہرِ منیر کی شہرت و مقبولیت ۲۲۱
فیوضاتِ مدینہ (عربی رسالہ) ۲۲۲
مشائخ کرام کی عنایات ۲۲۴
حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کرم ۲۲۵
حضرت قبلہ بابوجیؒ کے آپ کے نام مکتوباتِ گرامی۔ ۲۲۶
مسلسل لطف و کرم ۲۲۸
قبلہ لالہ جی شہ غلام معین الدین مدظلہ ۲۲۹
و قبلہ شاہ عبد الحق مدظلہ کی عنایت ״

Marfat.com

ہمعصر علماء ومشائخ سے آپ کے روابط ۲۳۰

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ″

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۳

حضرت خواجہ صوفی نبی بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۴

صاحبزادہ محمد ابراہیم نقشبندیؒ موسیٰ زئی شریف ۲۳۵

صاحبزادہ غلام محمد نقشبندیؒ سواگ شریف ۲۳۶

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۷

حضرت علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۹

حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۰

ملتان میں بعض اکابر مشائخ سے شرفِ ملاقات ۲۴۱

استاذ العلماء کا مسلک اور تعلیمات ″

سفرِ حج وعمرہ وزیارتِ مقاماتِ مقدسہ ۲۴۳

آپ کے متعلق بعض رویائے صالحہ ۲۴۴

آپ کا منظوم کلام ۲۴۶

استاذ العلماء کی اولادِ نرینہ ۲۴۷

استاذ العلماء کے شاگردانِ کرام ۲۴۸

حضرت مولانا سید احمد مدظلہ ۲۵۰

تعلیم وتربیت ″

تدریسی خدمات ۲۵۱

مدرسہ فتحیہ اچھرہ لاہور ۲۵۲

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام ″

مدرسہ محمودیہ پپلاں ″

شبانہ روز محنت کا صحت پر اثر ۲۵۳

مست گشتم از دو چشمِ ساقی پیمانہ نوش ۲۵۴

حضرت عاشق خان کے مزار پر حاضری ۲۵۵

عملیات وتعویذات وعلومِ فلکیات میں بصیرت ″

اخلاق وعادات ۲۵۶

آپ کی اولادِ نرینہ ″

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہ ۲۵۷

تعلیم وتربیت ″

جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں داخلہ ۲۵۸

تحصیلِ علوم سے فراغت ۲۵۹

تدریسی خدمات ″

حضرت علامہ کاظمیؒ سے اکتسابِ علم ″

مدرسہ انوار العلوم میں تدریس کی پیشکش ۲۶۰

اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں داخلہ ۲۶۱

اسلامی یونیورسٹی میں بطور ریسرچ سکالر ″

آئینِ جوانمرداں حق گوئی وبے باکی ۲۶۲

شیخِ طریقت کا اظہارِ مسرت ۲۶۴

Marfat.com

اسلامی یونیورسٹی سے واپسی ۲۶۵
مدرسہ انوار العلوم ملتان میں بحیثیت 〃
صدر المدرسین
تدریسی خدمات ۲۶۶
غزالیٔ زماں کی نظر میں آپ کا علمی مقام 〃
اصولِ تفسیر و تاریخِ تفسیر ۲۶۷
نشری تقریریں ۔ ۲۶۸
آپ کا تبحرِ علمی اور وسعتِ مطالعہ 〃
تصنیف و تالیف ۲۶۹
مقامِ سنّت 〃
جمع و تدوینِ قرآن 〃
حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ عنایت ۲۷۰
مجلس سماع میں وجد و حال ۔ ۲۷۱
زیارتِ حرمین شریفین و مقاماتِ مقدسہ ۲۷۲
آپ کی اولادِ نرینہ 〃
حضرت فقیر امیر محمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۳
فقیر حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ 〃
حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۵
یادِ یارم شعلہ انگندہ بجاں ۲۷۶
عشقِ رسول ﷺ کی بے تابیاں ۲۷۸
وجد و حال کا حیرت انگیز منظر ۲۷۹
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ۲۷۹
کارسازِ ما بہ فکرِ کارِ ما ۲۸۱
نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی ۔ 〃
حسنِ خاتمہ کا عجیب منظر ۲۸۴
دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار جامی را 〃
حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حوالے ۲۸۵
فقیر حاجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۶
پیدائش اور تعلیم و تربیت 〃
معاشرتی صلاحیت اور معاملہ شناسی ۲۸۷
اسلامی نظریات و عقائد سے وابستگی ۲۸۸
مذہبی تحریک میں نمایاں خدمات ۲۸۹
علاقائی سیاست میں مضبوط کردار ۲۹۰
متفرق حالات و خصوصیات ۲۹۱
علالت کے ایام اور انتقال ۲۹۳
فقیر ممتاز احمد چشتی عفی عنہ ۲۹۵
حصولِ علم کے لئے دربار گولڑہ شریف 〃
پر حاضری ۔
ایں سعادت بزورِ بازو نیست ۲۹۶
اسباق میں شرکت اور استاذِ محترم کی شفقت 〃
تعلیمی کیفیت پر استاذِ محترم کا اظہارِ مسرت 〃
شیخِ طریقت سے اسباق کا افتتاح ۔ ۲۹۷

Marfat.com

گولڑہ شریف کے شب و روز اور تعلیمی مصروفیات	۲۹۷	مثنوی شریف پڑھنے پڑھانے کی تاکید	۳۱۸
سعادت اور نیک بختی کی نشانی	۲۹۸	قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبِ گرامی کا اقتباس	۳۲۰
گولڑہ شریف کا عرصۂ تعلیم اور آخری اسباق	۲۹۹	صاحبزادہ نصیر الدین نصیر مدظلہ کی عنایات	״
اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں داخلہ	۳۰۰	زیارتِ حرمین شریفین و مقاماتِ مقدسہ	۳۲۱
دامنِ دِل میکشد سوئے کسے	۳۰۱	راقم الحروف کی اولادِ نرینہ	۳۲۲
قبلہ لالہ جی مدظلہ کے مکتوبِ گرامی کا اقتباس	۳۰۳	فقیر حافظ محمد نواز سلمہ	״
غزالئ زماں علامہ کاظمیؒ سے اکتسابِ علم	״	حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۴
علوم و فنون کے انتہائی اسباق اور سالانہ امتحان	۳۰۴	گھوٹہ (ملتان) کے درس میں داخلہ	۳۲۵
ملتان کاشانہ رحمِ رومی پر قیام	۳۰۵	علاقہ سرحد میں دینی خدمات	״
مدرسہ انوار العلوم میں تدریسی خدمات	۳۰۷	آپ کی وفات	״
جامع مسجد انوار العلوم میں خطابت	۳۰۹	آپ کی اولادِ نرینہ	۳۲۶
شاہی عید گاہ میں خطابت کی اضافی ذمہ داری	״	فقیر عبد الرحیم صاحب	״
تحریکِ ختمِ نبوت میں عظیم الشان اجتماع سے خطاب	۳۱۰	حضرت مولانا احمد حسن سلمہ	۳۲۷
غزالئ زماںؒ کی علمی و تحقیقی مجالس میں حاضری	۳۱۲	حضرت مولانا بشیر احمد سلمہ	۳۲۹
ریڈیو پاکستان سے نشری تقریریں	۳۱۲	حضرت فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۰
شعر و سخن سے لگاؤ	۳۱۳	آپ کی وجہ سے احمد خان ڈھانڈلہ پر عتاب	״
حکایت از قدِ آں یارِ دلنواز کنیم	۳۱۴	فقیر حافظ غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۱
از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس	۳۱۵	فقیر حافظ غلام اکبر رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۲
سعدیؒ صاحب کیا فرماتے ہیں۔	۳۱۷	فقیر خاندان کی دینی خدمات	״
دِلا در وفا باش ثابت قدم	״	مسلکِ اہل السنۃ والجماعۃ کا تحفظ	۳۳۴

Marfat.com

بستی سجتادر میں سنی شیعہ مذہبی اختلاف کا پس منظر ۳۳۵
مذہبی اختلاف کی ابتدا ،،
بستی سجتادر میں سنی شیعہ تصادم ۳۳۶
فقیر خاندان کے بزرگ قید وبند میں ۳۳۷
بستی سجتادر میں مجلس کے انعقاد پر پابندی ،،
نقل فیصلہ صلحنامہ مابین سنی وشیعہ ۳۳۸
مسٹر اے جی سٹیفنز کا فیصلہ ،،
مسٹر پنڈت جانکی ناتھ کا فیصلہ ۳۳۹
پورے چالیس سال قیام امن ۳۴۰
سنی شیعہ اختلافی محاذ ۳۴۱
ضلعی و ڈویژنل انتظامیہ کی فوری مداخلت ،،
شیعہ پولیس افسر معطل ۳۴۲
بستی سجتادر میں ضلعی و ڈویژنل انتظامیہ کا طویل قیام ،،
ہلاکت خیز تصادم کا خطرہ ۳۴۳
انتظامیہ کی پرزور گزارش ،،
شیعوں پر زبردست لاٹھی چارج ۳۴۴
بزرگوں کے روحانی تصرف کا عجیب کرشمہ ،،
پیر صاحب گولڑہ شریف کا خصوصی تعاون ۳۴۵
خواجہ نظام الدینؒ تونسوی کا تعاون ۳۴۶
ڈھانڈلہ خاندان کا تعاون ،،
پانچ سال تک پرسکون حالات ۳۴۷
سول عدالت میں اہلسنت کا دعویٰ ،،
شیعہ کا اپنے عقیدہ سے انحراف کا اظہار ۳۴۸
عدالتی فیصلہ کے خاص پوائنٹ ۳۴۹
عدالتی فیصلوں کا تجزیہ ۳۵۰
عدالتی فیصلہ کی خلاف ورزی کی ناکام کوشش ۳۵۱
شیعوں کے نئے اقدام سے تصادم کا شدید خطرہ ،،
شیعوں کی طرف سے نقض امن کی تازہ ترین ناکام کوشش ۳۵۲
شیعوں کی مصالحتی کوشش ۳۵۳
قیام امن میں ضلعی انتظامیہ کی دلچسپی ۳۵۴
تعزیرات پاکستان ایکٹ میں ۳۵۵
عقائد اہلسنت کا تحفظ ،،
مذہبی تحریک میں مسلسل احساس ذمہ داری ۳۵۶
فقیر خاندان کے معاشی حالات ۳۵۷
تکمیل کتاب پر اظہار تشکر ۳۵۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلّف

بستی بخت اور موضع ڈھانڈلہ ضلع بھکر میں تقریباً ڈیڑھ سو سال سے ایک علمی، روحانی اور درویش خاندان آباد ہے جس کے بزرگوں کی دینی خدمات اور فقر و علم سے ہزاروں لوگ فیضیاب ہوئے۔ ارواحِ طیّبہ کی برکت سے آج بھی یہ خانوادہ اکابر کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے علم و فقر کا چراغ روشن کیئے ہوئے ہے۔ آٹھ دس پشتوں سے اس درویش خاندان میں علم و فقر کا مسلسل فیضان اور اِس گئے گزرے دَور میں اکابر کے فقر و علم کی جھلک کا پایا جانا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔

یہ امر ضرور باعثِ تعجّب ہو گا کہ اِتنے بڑے علمی و روحانی خاندان کے حالات و کوائف کو باقاعدہ ضبطِ تحریر میں نہ لایا گیا اور لوگوں کو اِسکی دینی خدمات سے آگاہ نہ کیا گیا۔ اس بارے میں گزارش ہے کہ چند وجوہ کی بنا پر اس طرح نہ ہو سکا۔

۱:۔ سلسلۂ عالیہ قادریّہ اویسیّہ سے منسلک یہ بزرگانِ دین اپنے کمالات کو انتہائی حد تک چھپاتے اور اخفائے حال میں اِس قدر مبالغہ فرماتے کہ لوگوں کے شدید اصرار کے باوجود عام بیعت نہ فرماتے چنانچہ ان حضرات کے دَور میں شہرت و اشاعت کی کوئی بھی صُورت مشکل تھی۔

۲:۔ دیہات کا یہ علاقہ نہایت پسماندہ تھا جہاں مواصلات اور

Marfat.com

ذرائع ابلاغ کا سراسر فقدان تھا۔ تعلیم وتحریر اور نشر و اشاعت کے عوامل کی شدید قلت تھی اور اس بارے میں کوئی اقدام مشکل تھا۔

۳:۔ اس خاندان کے تمام بزرگ اپنے اکابر کی روش پر قائم رہے اور کبھی کسی طرح شہرت اور اشاعت کو پسند نہ فرمایا اور کسی بھی مخلص عقیدت مند کی ایسی کوشش کی حوصلہ افزائی نہ کی بلکہ سختی سے منع فرمادیا اس لئے کسی کو اس بارے جرأت نہ ہوسکی۔

۴:۔ اِن بزرگوں کے حالات اور کمالات پر مبنی کوئی تحریری مواد محفوظ نہ تھا اور معلومات کو یکجا کرنے کے لئے جن عوامل کی ضرورت ہوتی ہے اُنکی طرف بعض مجبوریوں کی وجہ سے توجہ نہ ہوسکی۔

۵:۔ حالات اور کمالات پر مواد کے کسی حد تک مہیّا ہونے یا اس کی توقّع کے باوجود اس کی اشاعت میں اخراجات کا برداشت کرنا بھی اس سلسلے میں کافی حد تک مانع ثابت ہوا ہے۔

۶:۔ سب وجوہات میں بنیادی اور اصلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہر کام کا وقت مقرّر ہے جب وہ وقت آتا ہے تو تمام رکاوٹیں دور ہوجاتی ہیں اور اسباب و ذرائع پیدا ہوجاتے ہیں۔ جنکی وجہ سے کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر ان بزرگوں کے حالات و کمالات کی نشر و اشاعت تو نہ ہوسکی مگر اتنا ضرور ہے کہ اس بارے میں مواد کسی نہ کسی صورت میں محفوظ رہا اگرچہ بعض صورتیں ہمارے علم میں نہ آسکیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے مقبول بندوں کے تاریخی حالات کو ضائع ہونے سے بچالیا اور اُن کے تحفظ کی صورت پیدا فرمائی۔

Marfat.com

اس درویش خاندان کے حالات کا بہت سا حصّہ بزرگوں کی پختہ پے درپے روایات اور کثیر تعداد لوگوں کے مشاہدات پر مبنی ہے طویل عرصے سے علاقے اور آس پاس کے ہزاروں لوگ ان حالات کے راوی اور شاہد ہیں جن کی مسلسل سینہ بہ سینہ روایات سے یہ حالات درجۂ شہرت تک پہنچ جاتے ہیں۔

آج سے کوئی پندرہ بیس سال پہلے اتفاقاً حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و مستند سوانح حیات "مناقب سلطانیؒ" کا ایک قلمی نسخہ دیکھنے میں آیا۔ یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی اور لکھنے والے بزرگ حضرت سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا سلسلۂ نسب چار واسطوں سے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تک جا پہنچتا ہے۔ دیکھا تو اس کتاب میں ہمارے خاندان کے بزرگوں کے کافی سارے حالات درج تھے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا تھا۔ وہ منگوا لیا اور مزید تسلّی ہو گئی کہ الحمدللہ ہمارے بزرگوں کے حالات مشائخ قادریّہ کی سوانح حیات میں ضمناً تفصیل کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ چونکہ ہمارے خاندان کا نسبی تعلق بلوچ قبائل کے ایک مشہور قبیلہ "چانڈیہ بلوچ" سے ہے اس لئے ماہنامہ "بلوچی دُنیا" قصر الادب جگو والہ براہ لودھراں ضلع ملتان کے ارباب نشر و اشاعت کے اصرار پر عمِّ محترم مولانا مشتاق احمد صاحب چشتی نے چند صفحات پر مشتمل مضمون لکھ بھیجا جو اکتوبر ۱۹۶۲ء کے رسالے میں شائع ہو گیا۔ گویا ہماری طرف سے اپنے بزرگوں کے حالات کی تحریری اشاعت میں یہ پہلی کوشش تھی۔ حضور قبلۂ عالم قطب الارشاد سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء سوانح حیات "مہر منیر"

کے باب کرامات میں کچھ روایات کے ضمن میں بھی ہمارے خاندان کے بزرگوں کے کچھ حالات درج ہوئے اور "مہر منیر" کے تازہ ایڈیشن میں استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ مؤلف "مہر منیر" و مفتی و خطیب دربار عالیہ گولڑہ شریف کے تعارفی صفحات میں ہمارے بزرگوں کے مزید حالات بھی درج کئے گئے اس طرح ایک بہت مشہور و معروف مستند کتاب میں ہمارے بزرگوں کا مختصر تذکرہ محفوظ ہو گیا۔

کافی عرصہ پہلے سے میرا یہ خیال تھا کہ جب اس قسم کے کچھ اسباب پیدا ہو چکے ہیں تو اب ہمت نہیں ہارنا چاہیئے۔ اور اپنے بزرگوں کے حالات کو یکجا کر کے ایک کتاب کی صورت میں شائع کرا دینا چاہیئے۔

میرے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے میں والد گرامی فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے معلومات فراہم کر کے اور چھوٹے بھائی عزیز حافظ محمد نواز نے مسلسل یاد دہانی کے ذریعے کافی حد تک اعانت کی۔ خاندان کے بعض باکمال بزرگوں کی زیارت کا شرف بھی بندہ کو حاصل ہے۔ ان کے علم و تقویٰ اور فقر و درویشی کا جو نقشہ میرے ذہن میں ہے اس نے بھی اس کام میں میری حوصلہ افزائی کی۔

تعلیم کے عام ہونے اور حالات کے بدلنے سے معاشرے میں شعور و احساس کے عوامل نے نئی نسل اور عقیدت مندوں کو یہ جذبہ عطا کیا کہ وہ ان بزرگوں کے کمالات اور حالات سے آگاہ ہونے کیلئے روحانی تشنگی اور بیقراری کا اظہار کرنے لگے۔ ان وجوہات کی بنا پر مجھ ناچیز نے اس ذمہ داری کو قبول کرنے کا ارادہ کر لیا اور عدم صلاحیت کے اعتراف کے ساتھ یہ کام شروع کر دیا۔ ارواح طیبہ کی توجہات

Marfat.com

سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور میری حقیر کوشش اس جمود کو توڑنے میں کامیاب ثابت ہوئی جو عرصۂ دراز سے طاری تھا۔

حضرات عارفین کے تذکرہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بندہ اس تالیف کو "انوار العارفین" کے نام سے موسوم کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے طفیل اسے مفید اور نافع بنائے۔

فقیر خاندان کے نوجوانوں اور نونہالوں سے میں خاص طور پر گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے بزرگوں کے حالات و کمالات کو پڑھ کر "پدرم سلطان بود" کے مطابق بزرگی اور صاحبزادگی کے زعم میں ہرگز مبتلا نہ ہوں۔ بلکہ ان حضرات کی سیرت اور تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اور عملی زندگی میں اُن کے اوصاف و اخلاق کی پاکیزہ جھلک پیدا کریں۔

حضرات عارفینِ کرام کے عقیدت مندوں اور متعلقین سے میں تاکیدی گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی ان حضرات کے کشف و کرامات کے بیان پر اکتفا نہ کریں بلکہ ان کی سیرت و تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

خاکپائے اہلِ محبت

فقیر ممتاز احمد چشتی عفی عنہ

بستی بجتا ور موضع ڈھانڈلہ ضلع بھکر

حال خطیب و مدرس مدرسہ انوار العلوم

کچہری روڈ. ملتان

Marfat.com

تقریب

از

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

زیرِ نظر کتاب انوار العارفین کی تالیف سے عزیز گرامی مولانا ممتاز احمد چشتی صاحب جزاہ اللہ خیر الجزاء کا اصل مقصد کچھ مقبولانِ خدا کے حالات، اخلاق اور تعلیمات سے عام مسلمانوں کو عموماً اور ان حضرات کی اولاد اور متعلقین کو خصوصاً روشناس کرانا ہے تاکہ ان میں اتباع کا جذبہ پیدا ہو۔ اگرچہ اس مقصد کے ضمن میں نسبی تعلق کی بنا پر مجھ کمترین گنہگار اور ان حضرات کی دیگر اولاد کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ گویا یہ بھی سنّتِ الٰہیہ پر عمل کی ایک صورت ہے کیونکہ سورۂ طور کی آیت ۲۱ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم آخرت میں مومنین صالحین کی اس اولاد کو جو ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرے ان کے ساتھ لاحق فرمائے گا لہٰذا بزرگوں کے ذکرِ خیر میں اولاد اور خاندان کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے اور سیرت و سوانح کے عام معمول کے مطابق ہے آیت مذکورہ کی بشارت ضمناً ان عقیدتمندوں کو بھی شامل ہے جو ان حضرات کے ساتھ محبّت رکھتے ہوئے ان کی اتباع کریں۔ حدیث پاک سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبّت ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ مقبولانِ خدا کی محبّت بڑی نعمت ہے لیکن اس کی بھی شرعی حد ہے۔ خدانخواستہ اگر اس سے تجاوز کیا جائے تو پھر یہی محبّت موجبِ نقصان ہے۔ اہلِ کتاب بھی محبّتِ الٰہی کے بڑے دعویدار تھے اور کہا کرتے تھے

Marfat.com

کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔ محبّت میں غلوّ سے کام لیتے ہوئے انہوں نے حضرت عُزیر علیہ السّلام اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ ڈالا۔ نیز وہ اس بات کے بھی مدّعی تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نعوذ باللہ ان کے مسلک پر تھے مگر قرآنِ مجید نے ان کے بلند بانگ دعاوی کی پُر زور تردید کی اور انہیں گمراہ اور مغضوب علیہ کہکر مسلمانوں کو ان کی روش سے احتراز کرنے کی تاکید فرمائی۔ پس وہ لوگ جو اہل بیت کرام کی محبّت کے مدّعی ہیں اور اس پر اجارہ داری کو اپنا طُرّۂ امتیاز سمجھتے ہیں ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ ان کی محبّت قرآن و حدیث اور اہلبیت کرام کی سیرت و تعلیمات کے آئینے میں کس حد تک درست ہے۔ اسی طرح بزرگانِ دین سے محبّت و عقیدت کے مدّعی بھی اپنے کردار و عمل پر غور کریں کہ عملی طور پر وہ کس حد تک ان کی محبّت کے تقاضے پُورے کر رہے ہیں۔ اس موضوع کی وضاحت کے لئے حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفِ لطیف "تصفیہ ما بین سُنّی و شیعہ" کے آخر میں درج ضروری تنبیہ کے عنوان کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"اللہ کے نیک بندوں کی محبّت خدا کے قرب کے ذرائع سے ہے اس کے باوجود اگر حد سے بڑھ جائے یعنی ان ہی نیک بندوں کو معبُود بنالیا جائے یا ان کو مستقل تصرّف کرنے والے سمجھ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی شرکت کے بغیر جہان کا انتظام نہیں چلاسکتا جیسے سلاطین و امراء اپنے نائبین حکّام کے بغیر سلطنت کا انتظام نہیں چلا سکتے اور انکی بات ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو یہی محبّت موجبِ شرک ہو جائیگی اور وہی محبّ مشرک اور ناقابلِ مغفرت ہو جائے گا لہٰذا حبّ

اہلبیت و مقبولانِ خدا، صاحب اعتدال اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے
والوں کے لئے تو مفید و موجبِ کمال ہوئی لیکن افراط و تفریط کرنے
والے دونوں فریق منجملہ گمراہوں کے ہوئے ۔"

یہ تقریب کتاب "انوار العارفین" کا تجزیہ اور اس پر تبصرہ تو نہیں
اور میرے خیال میں اس کی چنداں ضرورت نہ تھی ۔ کیونکہ اندازِ تالیف
مؤلّف کی علمی و ادبی شان پر گواہ ہے اور تالیف محتاج تعریف نہیں ۔

ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

تاہم تالیف کے اصل مقصد میں یہ سطور انشاء اللہ ضرور معاون
ہوں گی ۔ اللہ تعالیٰ مؤلّفِ گرامی ، قارئین کرام اور تعاون کرنے والوں
کے لئے یہ کتاب موجبِ نفعِ دارین بنائے اور انہیں مع اِس ہیچمدان کے
اپنے مخلص کامل بندوں کے صدقے اپنی مغفرت و رحمتِ بے کراں
سے نوازے ۔ آمین ۔

بندۂ پُرتقصیر فقیر فیض احمد غفرہ الصمد
مقیم دربار گولڑہ شریف
۱۶ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

Marfat.com

ہمارے خاندان کے ابتدائی حالات

ہمارے بزرگ بلوچ قبائل کے ایک مشہور قبیلہ چانڈیہ بلوچ سے تعلّق رکھتے ہیں۔ بلوچ قبائل جرأت و شجاعت، غیرت و حمیّت، مہمان نوازی اور سپہ گری میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ پاکستان میں بلوچ قبائل کثرت سے آباد ہیں چنانچہ وطن عزیز کے صوبہ بلوچستان کی وجہ تسمیہ یہی لوگ ہیں۔ پاک فوج میں بلوچ رجمنٹ کا قیام اس قوم کی شجاعت اور بہادری کے زندۂ جاوید کارناموں کی مستقل یادگار ہے۔ تاریخ میں بلوچ اقوام کے بارے بڑا ضخیم مواد ملتا ہے۔ جو ان کی مذہبی، سیاسی اور معاشرتی خوبیوں کو اجاگر کرتا ہے۔ بلوچ قبائل میں چانڈیہ بلوچ قبیلے کو خاص شہرت حاصل ہے۔ چانڈیہ بلوچ قبیلہ اُن چوالیس ۴۴ بلوچ قبائل میں شامل ہے۔ جو حلب (شام) سے ہجرت کر کے مکران آئے تھے۔ طویل عرصہ بعد بلوچ قبائل نے جب سندھ کی طرف رُخ کیا تو چانڈیہ بلوچ قبیلہ کے لوگ دریائے سندھ کے وسیع بالائی علاقے میں پھیل گئے اور طویل و عریض خطۂ ارض پر قابض ہو گئے۔ یہ علاقہ ریاست چانڈکو شمالی کہلانے لگا۔ اور نیرہ پشتوں تک اس ریاست پر چانڈیہ بلوچوں کا اقتدار قائم رہا۔ ۱۲۰۴ھ میں نواب میر مبارک علی خان چانڈیہ مزاریوں کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے تو نواب میر حیدر علی خان سوئم، چانڈیہ قوم کو لے کر دریائے سندھ کے جنوبی کنارے آ گئے۔ نوابان چانڈیہ نے اپنے مرکز پکا چانڈیہ ضلع سکھر کو مسکن بنا لیا اور مختلف چانڈیہ گروہوں کو جمع کرنے کی کوشش کی۔ مگر چانڈیہ بلوچ سندھ کے علاقے سے دل برداشتہ ہو کر ہجرت کرنے لگے۔ کچھ لوگ میر پور ماتھیلو اور گھوٹکی کے علاقے

Marfat.com

میں ٹھہر گئے اور بہت سے چانڈیہ بلوچ ٹھٹھہ، رحیم یار خان، ملتان، مظفر گڑھ اور جھنگ کی طرف ہجرت کر گئے۔ تاریخی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خاندان کے بزرگ جنگ و جدال کی شورش سے بہت پہلے ہجرت کر چکے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ کافی عرصہ پہلے جزوی بدامنی اور بے چینی سے مستقبل بعید کے خطرناک حالات کو بھانپ کر ان حضرات نے ترکِ وطن کا ارادہ کیا ہو۔ قرینِ قیاس یہی ہے کہ ہمارے بزرگوں نے بارہویں صدی ہجری کے نصف سے کچھ پہلے یا بعد سندھ کے علاقے سے ہجرت کی اور صوبہ سرحد کے علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان میں دریائے سندھ کے کنارے پرانی بستی ڈھانڈلہ میں آباد ہوئے۔ یہ جگہ بستی بختاور سے مغرب کی جانب دس بارہ میل کے فاصلے پر تھی۔ اسی پرانی بستی ڈھانڈلہ سے ہمارے بزرگوار حضرت میاں محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ نے رُوحانی فیض حاصل کرنے کے لئے سندھ کا طویل سفر اختیار کیا اور حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم حضرت مخدوم سیّد موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر جذب و ولایت کی دولت حاصل کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ان واقعات کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

چانڈیہ بلوچ قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ بھکر کے علاوہ لیّہ، کروڑ اور دوسرے شہروں اور دیہات میں بھی سکونت رکھتے ہیں۔ بستی بختاور کے آس پاس بستی چانڈیہ، کچی چانڈیہ اور دوسرے کچھ دیہات میں چانڈیہ بلوچ قبیلہ کے لوگ آباد ہیں۔

Marfat.com

قبیلے پر لقب کا غلبہ استعمال

ہمارے بزرگوں کے علم و فقر اور روحانی کمالات کی وجہ سے فقیر کا لقب اس قدر مشہور رہا کہ ہماری قبائلی پہچان پر غالب آگیا۔ صرف ہمارے بزرگوں کے نام کے لئے فقیر کا لفظ لازمی جزو نہیں بلکہ خاندان کے ہر فرد کے نام کے ساتھ یہ لفظ ضرور بولا جاتا ہے۔ پورے علاقہ میں بستی بخت آدر کا فقیر خاندان اس قدر مشہور ہے کہ ہماری علاقائی پہچان بھی لفظ بن گیا ہے۔ اور سچ پوچھیں تو یہی لقب ہمارے لئے امتیاز کا باعث ہے۔ جس کی وجہ سے چانڈیہ قبائل کے لوگ بھی ہمارا احترام کرتے ہیں اور ہمیں صرف قومی بھائی خیال نہیں کرتے۔ اس کتاب میں فقیر کا لفظ کثرت سے استعمال ہوگا جس سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہم فقیری اور بزرگی کا چرچا کر رہے ہیں بلکہ خاندانی امتیاز اور پہچان نیز عرفِ عام اور رواج کے پیشِ نظر ایسا کرنے سے کوئی چارہ نہیں رہا۔ ہمارے بزرگوں کی خانقاہ بھی "دربار فقیر صاحب" کے نام سے مشہور ہے۔ میدانِ عشق و محبت اور قربِ الٰہی کی منزل میں ویسے بھی قومی اور قبائلی تعارف کا حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اور وحدت کا رنگ غالب آجاتا ہے عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

بزرگوں کا تذکرہ شروع کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی اور مرکزِ اعلیٰ حضور غوث اعظم پیرانِ پیر محبوب سبحانی

Marfat.com

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر تبرّک کے طور پر کر دیا جائے۔
ہمارے بزرگوں کو بلکہ خاندان کے سب افراد کو جناب کی ذاتِ بابرکات سے بے حد عقیدت اور نیاز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری خوش نصیبی اور سعادت ہے۔ اس پاک اور عظیم الشان نسبت پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ میں اس کتاب کو انوارِ غوثیت سے منوّر کرنے کی غرض سے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا مقدس تذکرہ شامل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حضور غوثِ اعظم پیرانِ پیر محبوبِ سُبحانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت علاقہ جیلان (فارس) میں ہوئی۔ آپ کا سن ولادت ۴۷۰ھ ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ کی جانب سے سیّدنا امام حسن علیہ السلام سے جا ملتا ہے اور والدہ ماجدہ امّ الخیر امۃ الجبّار سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے سیّدنا امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ حسنی اور حسینی سیّد ہیں۔
اٹھارہ سال کی عمر میں آپ بغداد تشریف لائے۔ راستے میں ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کر کے سامان لوٹ لیا۔ آپ نے انہیں بتایا کہ میرے پاس بھی چالیس دینار ہیں۔ اور تمہارے پوچھنے پر اس لئے بتا رہا ہوں کہ والدہ ماجدہ نے سچ بولنے کی وصیّت فرمائی تھی۔ یہ سُن کر تمام ڈاکو رونے لگے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہوئے سارا سامان واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بن گئے۔

Marfat.com

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ پچیس سال تک عراق کے جنگلوں میں مجاہدہ کیا اور ہر رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن مجید ختم کیا۔

آپ کی مجلس وعظ میں ستّر ہزار کا مجمع ہوتا۔ چار سو کاتب آپ کے وعظ کو لکھتے۔ لاکھوں افراد نے آپ سے فیض حاصل کیا اور دینِ اسلام کی عظیم الشان خدمات کی بنا پر آپ دنیائے اسلام میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کو تمام اولیائے کرام میں سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیّت حاصل ہوئی۔ لوگ آپ کو غوث اعظم، غوث الثقلین غوثِ پاک۔ پیرانِ پیر، پیر دستگیر اور محبُوب سبحانی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ عوام الناس آپ کو گیارہویں والا پیر کہتے ہیں۔

سیرتِ نبوی کے بعد آپ کی سیرت پر جتنا لکھا گیا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ ہر زمانے کے علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے آپ کے کمالات کو بیان کیا ہے۔

آپ کے حالات پر سینکڑوں مستند کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جنکے مصنّفین میں امام قسطلانیؒ، حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ، علاّمہ شطنوفیؒ، ملاّ علی قاریؒ علاّمہ عبد الغنی نابلسیؒ اور شیخ عبد الحقؒ محدّث دہلوی جیسے بزرگ علماء شامل ہیں۔

طریقت کے تمام سلسلوں کے پیشوا آپ سے فیضیاب ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدّین چشتی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت شیخ ابو مدین مغربی اور حضرت خواجہ بہاءُ الدّین نقشبند رضی اللہ عنہم جیسے بزرگوں نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا اور آپ کی

Marfat.com

عظمت اور برتری کو تسلیم کیا۔
ایک مرتبہ مجلسِ وعظ میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا۔
قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ
میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہے۔
یہ فرمان سُن کر مجلس میں موجود پچاس اولیائے کرام نے گردنیں جھکا دیں اور آپ نے اُنکی گردن پر اپنا قدم رکھا۔
رُوئے زمین کے تمام اولیائے کرام نے جہاں پر بھی وہ تھے آپ کا یہ فرمان سنا اور اپنی گردنیں جھکا دیں۔
یہ آپ کی بہت بڑی کرامت ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام اولیائے کرام آپ کے قدم کے نیچے گردن جھکاتے ہیں۔
حضرت مجددؒ الفؒ ثانی فرماتے ہیں کہ قیامت تک آنے والے تمام اولیائے کرام کو حضرت غوث پاک قدس سرّہٗ کے وسیلے سے فیض حاصل ہوتا ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ دہلوی فرماتے ہیں کہ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد مقامِ جذب و ولایت میں سیّدنا عبد القادر جیلانی قدّس سرّہٗ کا قدم سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ وقت کے بادشاہ اور حکمران آپ سے خوف کھاتے اور عام لوگوں کی صف میں کھڑے ہو کر آپ کی مجلس میں زیارت کے لئے حاضر ہوتے۔ آپ کبھی کسی بادشاہ اور وزیر کے پاس چل کر نہ گئے اور نہ ہی کسی بادشاہ اور وزیر کو ملاقات کا خاص وقت دیا۔ آپ کی تصنیفات میں فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ آپ کے منظوم کلام میں قصیدہ غوثیہ

Marfat.com

درگاہِ حضرت غوث پاک پیران پیر محبوبِ سبحانی قدس سرہ کی جامع مسجد الجیلانی
بغداد شریف میں بائیں جانب صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی مدظلہ نماز کی انتظار میں۔
آپ کے ساتھ انوار العارفین کے مؤلف اور دوسرے عقیدتمند بھی نظر آرہے ہیں۔
۱۹۸۹ء

Marfat.com

بہت مشہور ہے۔
گیارہویں شریف کے نام سے ہر مہینے آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔
آپ نے اکانوے سال کی عمر میں ۵۶۱ھ گیارہ ربیع الثانی کو وصال فرمایا۔
آٹھ نو سو سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بغداد شریف میں آج بھی آپ کا دربار مرجعِ خلائق ہے۔ جہاں ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ آپ کی درگاہ پر عظیم الشان جامع مسجد، بہت بڑا دینی مدرسہ اور وسیع لنگر خانہ قائم ہے۔ زائرین کی رہائش کے لئے سینکڑوں مکانات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سچی محبّت عطا فرمائے اور آپکی غلامی نصیب فرمائے۔

سگِ درگاہِ میراں شو چو خواہی قربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

حضور غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ والاصفات کے ساتھ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو جو والہانہ عشق و محبّت اور کمال درجے کی عقیدت و نیاز ہے۔ اس کا بیان تحریر میں نہیں آسکتا۔ اسے اگر آپ کا ایک عظیم امتیازی کمال کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا۔ آپ کی اس خصوصی عظمتِ شان کے پیشِ نظر اور اس بنا پر کہ ہمارے بزرگوں نے آپ کے خلیفہ حضرت موسن شاہ گیلانیؒ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کا ذکرِ خیر اس کتاب میں ضروری ہو گیا ہے۔ اسلئے مختصر طور پر آپ کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

○

Marfat.com

حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ سروریہ کی عظیم الشان شخصیت ہیں۔ آپ فقر و ولایت کا روشن آفتاب ہیں۔ اور جذب و معرفت کا دریائے ناپیدا کنار ہیں۔

سیّد السّادات سیّدنا عبد الرحمٰن قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرشدِ طریقت ہیں۔ حضور غوثِ اعظم پیرانِ پیر محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ پر خاص نظرِ شفقت و عنایت ہے جس کا برملا اظہار آپ اپنی کتابوں اور منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔ آپ کے تصرّفات اور کرامات بے شمار ہیں۔ آپ کی شہرت اور مقبولیت عروج پر ہے۔ آپ کا کلام حقیقت و معرفت عشق و محبّت اور اسرار و رموز کا خزانہ ہے۔ آپ کے ابیات میں زبردست تاثیر ہے۔ اور آپ کے ذکرِ خیر میں ایک خاص سرور اور اطمینان ہے۔ آپ نے لاکھوں انسانوں کو معرفت کا درس دیا۔ کئی مشہور و معروف کتابیں لکھیں اور سینکڑوں مردانِ باکمال کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ کی اولاد میں سینکڑوں بزرگ پیدا ہوئے۔ آپ کا پاکیزہ دورِ حیات فقر و معرفت کی بہار کا زمانہ تھا۔ اپنے اسمِ گرامی کے بارے فرماتے ہیں۔

ہر چہ خواہی طالب از باہو بیاب
اسم باہو چیست یعنی کج وہاب

اے طالب جو چاہو باہو سے حاصل کرلو۔ کیونکہ اسم وہاب کو الٹا پڑھو تو باہو بن جاتا ہے۔

آپ کا دربار مرجعِ خلائق ہے۔ آپ کے مزار پُر انوار میں زبردست

Marfat.com

کشش اور محبوبیت ہے ۔آپ کے عُرس مبارک کے موقع پر لاکھوں کا اجتماع ہوتا ہے اور زائرین پر وجد و ذوق کی عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے آپ نے سنہ ۱۱۰۲ھ یکم جمادی الثانی کو وصال فرمایا۔

قارئین کے ذوق میں اضافہ کرنے کے لئے آپ کے دو شعر درج کئے جاتے ہیں۔

جو دل منگے مِھکوے کنھاں مِھکون رہا پریرے
دوست نہ ڈیوے دَرد دَا دارُو عشق نہ واگاں پھیرے
اِس میدان محبّت دے وِچ مِلّن تا تکھیرے
میں قربان اُنھاں توں باھو جنھاں رکھیا قدم اگیرے

مناقب سُلطانی پر تبصرہ

چونکہ ہمارے بزرگوں کے حالات اس کتاب میں درج ہیں اور بنیادی طور پر بھی کتاب ہمارے لئے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور مصنّف کے بارے میں کچھ جائزہ پیش کر دیا جائے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کتاب کا نام "مناقب سلطانی" ہے۔

کتاب کی اہمیّت اس لحاظ سے مسلّم ہے کہ اُس کے مؤلّف اہلِ علم و کمال ہیں۔ اپنے متعلق ان کے درج کردہ حالات سے ان کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اپنے خاندان کے جلیل القدر بزرگوں سے انہوں نے فیض حاصل کیا۔ اور ان کے اسرار و رموز سے واقف ہوئے۔

چار واسطوں سے مصنّف کا سلسلہ نسب حضرت سلطان العارفین

Marfat.com

قدس سرہٗ تک جا پہنچتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے :

حضرت سلطان حامدؒ بن حضرت سلطان غلام باہُوؒ بن حضرت سلطان حافظ محمدؒ بن حضرت سلطان محمد حسینؒ بن حضرت سلطان ولی محمدؒ بن حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ۔ مصنف موصوف کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت سے بزرگوں سے ملاقات کی ہے اور اپنے سلسلے کی خانقاہوں کے بارے میں ان کی معلومات بڑی وسیع ہیں۔

فارسی زبان میں کتاب لکھ کر مصنف موصوف نے علماء و مشائخ کا مروّجہ طریقہ پسند کرنیکا ثبوت دیا۔ کیونکہ عموماً علمائے سلف نے فارسی زبان میں کتابیں لکھیں اور تصوّف کی تو بہت سی کتابیں فارسی میں لکھی گئیں۔ ہمارے خاندان کے بارے میں مصنف کی معلومات بڑی وزنی اور مشاہدے پر مبنی معلوم ہوتی ہیں۔ سرحد کے علاقے میں یہ حضرات عموماً متعلقین کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے ہوسکتا ہے ہمارے بزرگوں میں سے بعض کے ساتھ ان حضرات کی ملاقات بھی ہوئی ہو۔ مناقب سلطانی کی فارسی عبارت بڑی سلیس، پختہ اور جامع ہے۔ اس کا جو اردو ترجمہ شائع ہوا ہے وہ اصل کتاب کے معیار کے مطابق تو نہیں مگر اس سے مفہوم کی ترجمانی ہو جاتی ہے۔

اردو مناقب سلطانی کی طباعت و نشر و اشاعت کا انتظام اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور والوں نے کیا ہے۔ اس کتاب میں ہمارے بزرگوں کے جو حالات درج ہیں وہ تین صفحات پر مشتمل ہیں۔ صفحہ ۵۰۱ پر یہ عنوان قائم کیا گیا ہے۔ فصل چہاردہم میاں محمود مستانہ بلوچ چانڈیہ

کے حالات ہیں۔

میں نے فارسی قلمی نسخہ پر اعتماد کیا جو ۱۳۲۱ھ میں لکھا گیا ہے۔ اس کے لکھنے والے سلطان محمود بن عیسیٰ کھوکھر ساکن نور پور ٹوانہ ضلع سرگودھا ہیں۔ اس وقت یہ قلمی نسخہ محمد علی قوم دھروئی ساکن علو والی تحصیل و ضلع میاں والی کے پاس ہے۔ اس نسخہ کے صفحہ ۵۳۴ سے ہمارے خاندان کے حالات شروع ہوتے ہیں جن کا عنوان اس طرح قائم کیا گیا ہے۔

"فصل در بیان احوال میاں محمود مستانہ بلوچ چانڈیہ"

حضرت میاں محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مخدوم سید موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمود مستانہ کے حالات بیان کرنے سے پہلے ان کے پیر طریقت کے کچھ حالات بیان کر دیئے جائیں۔

حضرت مخدوم سید موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

روہڑی جنکشن سے پچپن کلو میٹر مشرق میں قصبہ گھوٹکی شریف ایک سٹیشن ہے اسی جگہ خاندانِ غوثیت کے یہ چشم و چراغ آرام فرما ہیں۔ اور یہ جگہ لو موسن شاہ کے نام سے مشہور ہے ہمارے بزرگ بھی فقر و ولایت کے اس آفتاب کو "حضرت موسن شاہ لو والے" فرمایا کرتے تھے۔ آپ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ آپ کا ایک پڑوسی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور فیض سے مشرف ہو کر آیا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے اسے کہا اب جس وقت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جانا تو میرے اس یتیم بچے کو بھی ساتھ لے جانا اور ان کی خدمت میں عرض کرنا کہ میرے

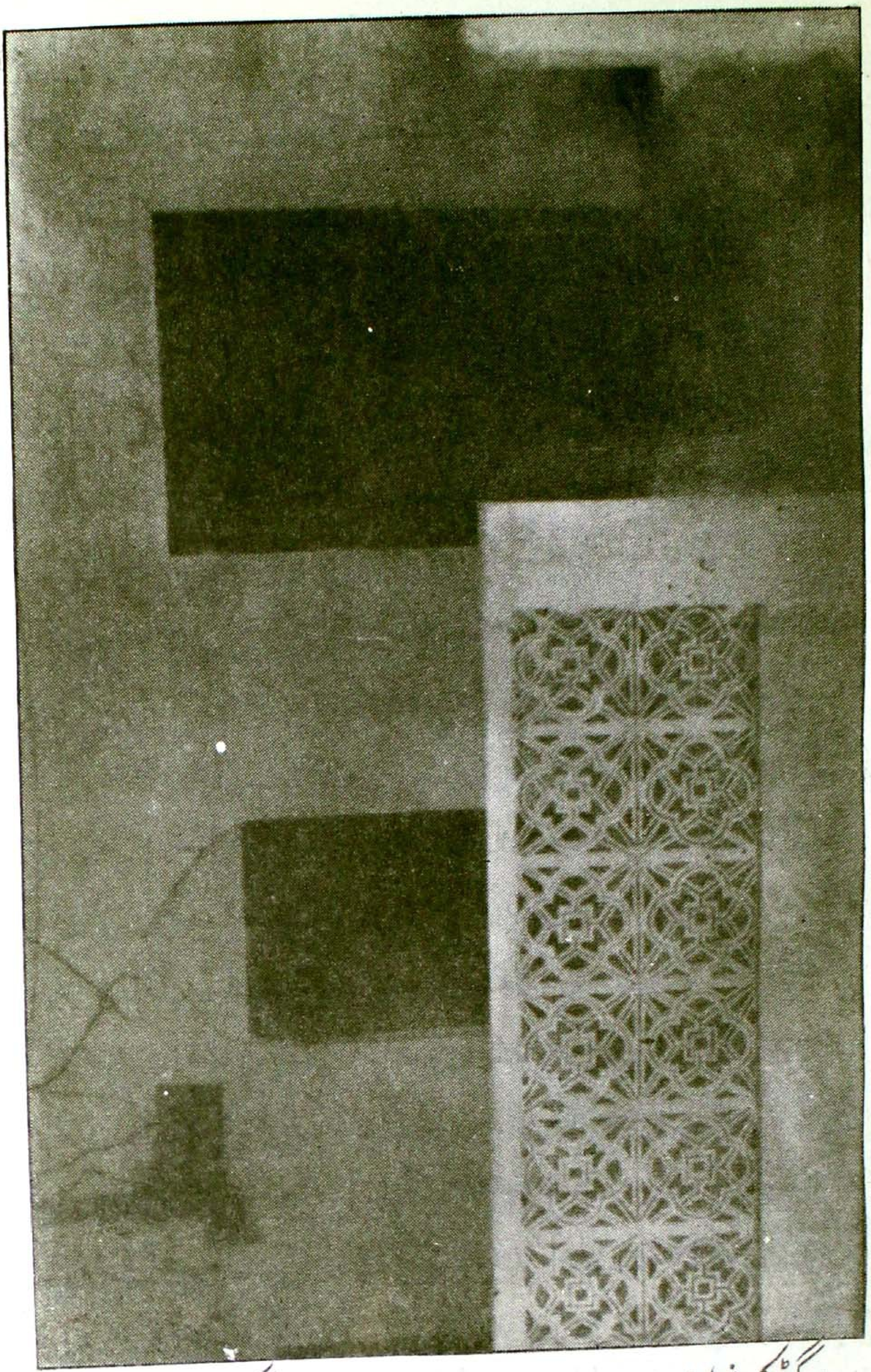

گھوٹکی شریف (سندھ) میں حضرت مخدوم موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
کی خانقاہ شریف۔

Marfat.com

اس بچے کو دین اور دنیا دونو کی نعمتیں عطا کریں اب ہم سے فقر و فاقہ برداشت نہیں ہوتا۔ وہ درویش آپ کو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے آیا اور آپ کی والدہ ماجدہ کا پیغام بھی پیش کیا۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ ان کی والدہ کو ہماری طرف سے کہنا انشاء اللہ قیامت تک یہ دونو نعمتیں تمہارے گھر میں رہیں گی۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ابھی یہ چھوٹا ہے اسے تعلیم دلوائیں۔ جب تعلیم سے فارغ ہو تو ہمارے پاس آئے۔ کیونکہ اس کے لئے ہمارے پاس نعمت ہے۔ حضرت موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ واپس آکر حصولِ علم میں مشغول ہو گئے۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سفر اختیار کیا۔ اس سفر میں آپ کا وہ درویش پڑوسی بھی ساتھ تھا۔ جب آپ رنگ پور کھیڑا کے مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی آپ کا درویش پڑوسی اسی وقت فوت ہو گیا۔ حضرت موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت پریشان ہوئے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے اکیلے رنگ پور سے روانہ ہوئے۔ جب آپ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے تو غم کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جس آفتاب ولایت کے انوار سے منوّر ہونا تھا وہ روپوش ہو گیا۔ حضرت کے صاحبزادے تشریف فرما تھے وہ غم والم کی تصویر بنے بیٹھے تھے حضرت موسن شاہ کی حالت دیکھ کر سوزِ فراق کی آگ مزید بھڑکنے لگی۔

بگذار تا بگریم چوں ابرِ نو بہاراں
کز سنگ نالہ خیزد وقتِ وداعِ یاراں

53349

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین کی حضرت موسن شاہ کے بارے وصیت

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی عرصہ پہلے فرمایا تھا کہ خرقان کے علاقے سے ہمیں ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے وہ ہم سے نعمت کا مستحق ہوگا۔

گفت زیں سو بوئے یارے مے رسد
اندریں دِہ شہر یارے مے رسد

چیست نامش گفت نامش بوالحسنؒ
حلیہ اکش واگفت زابرو تا ذقن

یہ پیشگوئی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تھی۔ حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام اور پورا حلیہ بھی بیان فرما دیا۔

جو دمحتاجِ گدایاں چوں گدا
بانگ مے آید کہ اے طالب بیا

جس طرح حضرت ابو یزید بسطامیؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے آنے کی خبر دی اور فیض عطا کرنے کی بشارت بھی سنوائی۔ اسی طرح حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت موسن شاہؒ کے آنے کی خبر دیتے ہوئے وصال کے وقت صاحبزادوں سے فرمایا موسن شاہؒ نام کا ایک نوجوان طالب صادق سندھ سے آرہا ہے۔ ہماری طرف سے اُسے نعمت پہنچا دینا۔ صاحبزادوں نے پوچھا حضرت اسے کیا نعمت دیں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے فرشِ زمین پر اپنی انگلی سے

اسمِ ذات "اللہ" لکھا اور بس۔ صاحبزادوں نے اس نقش کو ڈھانپ دیا۔ جب حضرت موسن شاہؒ پہنچے تو انہوں نے اسمِ ذات سے پردہ ہٹایا جسے دیکھتے ہی حضرت موسن شاہؒ بیہوش ہو گئے۔ تین دن اور تین راتیں آپ مسلسل بیہوش رہے۔ جب ہوش میں آئے پھر اسمِ ذات پر نظر پڑی تو دو دن اور دو راتیں بیہوش رہے۔ پھر ہوش میں آئے اسمِ ذات پر نظر پڑی تو ایک دن اور ایک رات بیہوش رہے۔ حضرات صاحبزادگان نے جب دیکھا کہ اب یہ نعمت اِن کے دل میں قرار پکڑ گئی ہے تو نقش پاک کی خاک پانی میں گھول کر حضرت موسن شاہؒ کو پلا دی اور یہ باطنی امانت مکمل طور پر ان کے پاس پہنچ گئی۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ذوقِ طلب کے حصول پر رغبت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے طالب جذبۂ طلب پیدا کر، جس طرح تو مطلوب کے لئے بے قرار ہے۔ اسی طرح مطلوب بھی تیرے لئے بے قرار ہے۔

جود و عطا خود، اہلِ طلب کی تلاش میں ہے اور طالب کو بلانے کیلئے صدائیں دے رہا ہے۔

عارفِ رُوم کا یہی نکتہ یہاں کارفرما تھا۔ حضرت موسن شاہؒ ابھی راستے میں ہیں مگر مرشدِ طریقت ان کے ذوقِ طلب سے متاثر ہو کر انہیں مطلوب عطا کرنے کے لئے بیقرار ہو گئے۔

فیض حاصل کرنے کے بعد حضرت موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے گھوٹکی شریف میں مسندِ ارشاد بچھائی اور لاکھوں بندگانِ خدا کو رشد و ہدایت سے فیضیاب فرمایا۔

Marfat.com

آپ کی اولاد میں بہت سے باکمال بزرگ پیدا ہوئے جنہوں نے خلقِ خدا کو علم و معرفت کا فیض عطا کیا۔

حضرت موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت مخدوم ابو محمد صالح شاہ رحمۃ اللہ علیہ بہت صاحب فیض بزرگ ہوئے ہیں۔ مشہور صوفی بزرگ حضرت شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہم مصنفِ "کلمۃ الحق" حضرت صالح شاہ صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اور شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی کے آباؤ اجداد حضرت موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

حضرت فقیر میاں محمود مستانہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

مناقب سلطانی کی فارسی عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے حالات کو بیان کیا جاتا ہے۔ حتیٰ الوسع لفظی ترجمے کی رعایت کا خیال رکھا جائے گا۔

میاں محمود مستانہ بلوچ چانڈیہ بستی ڈھانڈلہ سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے خلیفہ سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کی شہرت سن کر بمقام "لو" جسے گھوڑکی بھی کہتے ہیں حاضر ہوئے۔ اس وقت سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کشتی میں سوار ہو کر دوآبہ تشریف لے جا رہے تھے۔ ان کے پہنچنے سے پہلے کشف کے ذریعے معلوم کر کے فرمایا، ایک مسافر جذبۂ طلب کے ساتھ آ رہا ہے۔ کشتی روکے رکھو۔ یہاں تک کہ میاں محمود آ پہنچے۔ کشتی میں داخل ہوئے اور انتہائی شوق سے سید موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئے اور عرض کیا میرے

Marfat.com

دین اور ایمان کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حوالے فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا اے درویش ذرا پھر کہو۔ انہوں نے اسی طرح پھر عرض کیا۔

حضرت نے فرمایا اے درویش ذرا پھر کہو انہوں نے پھر اسی طرح عرض کیا اس دوران سید موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر جوش کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے توجہ فرمائی تو کشتی میں سوار تمام افراد پر جذب و مستی طاری ہو گئی اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت سید موسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلفاء سے فرمایا کہ درود شریف پڑھ کر ان کے سینے پر دم کر دو یہاں تک کہ وہ ہوش میں آ گئے۔ البتہ میاں محمود کو بدستور مستی اور اضطراب میں رہنے دیا یہاں تک کہ کافی دیر کے بعد خود ہوش میں آئے اور نعمت کا فیض اُن کے سینے میں قرار پکڑ گیا۔

پھر سید موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں محمودؒ سے فرمایا: اے محمود شاہؒ یہاں سے تمہیں رخصت ہے۔ تمہاری زوجہ مائی جیعدہؒ جو اللہ اللہ کرنے والی ہے میں اس کی بددعا سے ڈرتا ہوں۔ کہیں ہمیں بددُعا نہ کر ڈالے تم جلدی جلدی اپنے گھر پہنچو۔ پس میاں محمودؒ رخصت کا شرف حاصل کر کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ سُکر اور مستی کی حالت میں رہتے۔ اگر کوئی انہیں روٹی کا ٹکڑا یا کھانے کی کوئی چیز دے دیتا تو لے لیتے وگرنہ سوال نہ کرتے۔ ایک بستی میں آئے تو ایک عورت انہیں اپنے گھر لے گئی انہیں لذیذ کھانا کھلایا اور بعد میں گھر کے دروازے کو اندر سے تالا لگا دیا اور برائی کی دعوت دی۔ فقیر مذکور نے اسے کہا خدا سے ڈرو۔ اس نے کہا میں نے اسی لئے تو تمہیں

Marfat.com

کھانا کھلایا ہے۔ میں تمہیں کسی صورت نہیں چھوڑوں گی۔ اُس نے بڑی کوشش کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فقیر میاں محمودؒ کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ پس عورت نے فقیر کو گالیاں دے کر باہر نکال دیا۔ اس کے بعد فقیر راستے میں آبادی کے قریب نہ گئے اور فقر و فاقہ سے وقت گزارتے ہوئے اپنے وطن بستی ڈھانڈلہ آ پہنچے۔

آپ کی زوجہ مائی جعدہؒ اللہ اللہ کرنے والی تھی اور دلائل الخیرات اور درود حاضری وغیرہ اس کا وظیفہ تھا۔ فقیر اس کے پاس پہنچے اور گھر میں مقیم رہے محمود مستانہ آپ کا لقب پڑ گیا۔ اور جو بات آپکی زبان سے نکلتی ہو کر رہتی۔ بہت لوگ ان کے معتقد ہو گئے اور انہیں نذرانے پیش کرنے لگے۔ مگر اس فقیر نے بیعت وغیرہ کا سلسلہ جاری نہ کیا۔ دریا کی طغیانی کی وجہ سے آپ کا مزار تین مقامات پر منتقل کیا گیا۔ پہلے آپ کا مزار بستی ڈھانڈلہ کی مسجد کے ساتھ تھا جو شخص بھی آپ کی قبر پر کوئی حاجت لے کر جاتا اور آپ سے امداد طلب کرتا۔ اللہ تعالیٰ اسکی حاجت پوری فرما دیتا۔ پھر آپ کو قبرستان ملا سکندر مرحوم میں بدستور صندوق جنازہ کے ساتھ رکھا گیا۔ تیسری مرتبہ آپ کا مزار اپنے پوتے حافظ میاں عیسیٰؒ کے مزار کے قریب قبرستان چاہ شیخ عمر والا میں منتقل کیا گیا۔ اگرچہ میاں محمود مستانہ کی اولاد میں سے بعض لوگ جیسے حافظ میاں عیسیٰ ہوسیٰ زئی کے حضرت عاشق خانؒ کے مزار سے عقیدت و ارادت رکھتے تھے مگر حقیقت میں ان کے لئے باطنی فیض حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی طرف سے تھا۔

میاں محمود مستانہؒ کے خاندان سے میاں حیات ولد میاں شیر چانڈیہ

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرّہ کے مزار پہ مقیم رہے۔
وہ لنگر شریف کے لئے اپنے سر پر پانی اٹھالاتے تھے۔ یہاں تک
کہ عشقِ الٰہی کے جذبات اور ذات پاک کے تجلّیات ان پر وارد ہوئے
اور وہ ولی اللہ بن گئے۔
مناقبِ سلطانی کی فارسی عبارت کا ترجمہ یہاں پر ختم ہوا۔

چند حقائق روشن ہو گئے

مناقبِ سلطانی کے حوالے سے حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ کے
حالات اور کمالات تو معلوم ہو گئے مگر کچھ حقائق ایسے ہیں جو ان میں غور
کرنے سے سامنے آتے ہیں۔ عام طور پر ہمارا یہی خیال تھا کہ شاید ہمارے
خاندان میں فقر و تصوّف کی بنیاد حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ نے
رکھی۔ آپ کے حالات کے ضمن میں آپ کی زوجہ محترمہ کے متعلق حضرت
موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بڑی اہمیّت رکھتا ہے کہ
میں تمہاری زوجہ کی بددعا سے ڈرتا ہوں اور وہ اللہ اللہ کرنیوالی ہے۔
پھر یہ کہ دلائل الخیرات شریف اور دوسرے وظائف کی پابند تھیں
یہ امور اس حقیقت سے پردہ کشائی کرتے ہیں کہ فقر و تصوّف اور
زہد و عبادت کا یہ ماحول کافی عرصہ پہلے سے تشکیل پا چکا تھا۔ عام
ضابطے کے مطابق عورتوں میں فضل و کمال کا عنصر مردوں کی نسبت
بہت کم پایا جاتا ہے۔ ہاں مردانِ خدا کی تعلیم و تربیت اور حسنِ نظر
سے یہ جوہر قابل کہیں نہ کہیں دستیاب ہو جاتے ہیں۔ حالات پر غور کرنے

Marfat.com

کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ علم و فقر کی یہ داستان حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہیں پہلے شروع ہوتے دکھائی دیتی ہے۔

آخر وہ کون سے عوامل تھے وہ کیا ماحول تھا وہ کیسی تعلیم و تربیت تھی اور کیا فیضانِ نظر تھا جس نے حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جذبۂ کامل یہ طلبِ صادق اور یہ بلند ہمّت عطا کر دی اس قسم کے عناصر یک دم ترکیب کی صورت حاصل نہیں کر لیتے اور اس قسم کے جواہر اچانک مجموعی طور پر میسّر نہیں آجاتے۔

شیخ طریقت کا اُن کی طلب کے صدق پر گواہی دینا اور تھوڑی ہی دیر میں نعمتِ عظمٰی سے ہمکنار کر کے رخصت عطا کر دینا اس بات کا مضبوط قرینہ ہے کہ حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی سے کسی پاکیزہ ماحول میں بہت سی منزلیں طے کر چکے تھے۔ ریاضت و مجاہدہ نے ان کی بشری آلائشوں کو سراسر ختم کر ڈالا تھا اور وہ ایک خشک لکڑی کی مانند تھے۔ جس میں عشق و محبّت کی آگ لگانے کی ضرورت تھی اور یہی کام حضرت مخدوم موسیٰ شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔

طریقت کا سالک لاکھ مجاہدہ اور ریاضت کرتا رہے جب تک کسی شیخ کامل کی نگاہِ فیض اس پر نہ پڑے منزلِ مقصود حاصل نہیں ہوتی۔

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رومؒ
تا غلامِ شمسِ تبریزیؒ نہ شُد

سرحد سے سندھ کا طویل سفر پا پیادہ طے کر کے حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ نے طالبانِ حق کو دعوتِ فکر دی ہے کہ وہ کبھی اس راہ میں تھک کر بیٹھ نہ جائیں بلکہ اپنی جد و جہد کو تیز تر کر دیں۔ کیونکہ اس راہ میں

Marfat.com

ذرا بھر غفلت سے جو کمی پیدا ہوتی ہے وہ مدّتوں تک پوری نہیں ہوسکتی

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتہ و صد سالہ راہم دور شد

حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں کردار کی عظمت کا پہلو خاص طور پر اجاگر ہوتا ہے۔ جو واقعہ اُن کے ساتھ پیش آیا اس قسم کے موقعے پر نفس اور شیطان کے باہمی تعاون سے جو تباہ کن سیلاب اُمڈ آتا ہے وہ انسانی عفّت اور تقدّس کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے۔ ایسے حالات میں ثابت قدم رہ کر استقامت کے راستے سے منحرف نہ ہونا خاص بندگانِ خدا کا حصّہ ہوا کرتا ہے۔

قرآن مجید نے نبوّت کے کردار کو اجاگر کرتے ہوئے سورۂ یوسف میں اسی قسم کے واقعے کا تذکرہ کیا اور اہلِ ایمان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے کردار کی عظمت سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مائی زلیخا کی دعوتِ فساد پر آپ نے فرمایا معاذ اللہ (خدا کی پناہ) حضرت محمود مستانہؒ نے بھی ایسے ہی مقام پر فرمایا۔ اے عورت خدا کا خوف کر۔ سبحان اللہ کیا ہی عجیب معاملہ ہے کہ امّتِ محمّدیہ کا ایک ولی بنی اسرائیل کے پیغمبر کا کردار ادا کر رہا ہے کروڑوں درود و سلام ہوں اس نبیٔ رحمت پر جس نے ارشاد فرمایا۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل۔

میری اُمّت کے علمائے کاملین بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں

قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ انھوں نے اپنے رب کی برہان کا مشاہدہ کیا تو اس فتنے سے امن میں رہے۔ گویا فتنۂ فساد کا یہ مقام نہایت ہی خطرناک تھا کہ ایک پیغمبر

Marfat.com

کو اس نازک موقعے پر برُہانِ رب کا مشاہدہ کرایا گیا اور اس کی شانِ معصومیت پر کوئی داغ نہ لگنے دیا گیا۔ اللہ کے ایک ولی کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا تو کیا اس بات پر اکتفا کر لیا جائے کہ ہاں جی وہ بچ نکلے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جہاں برہانِ خُداوندی کے بغیر نجات کی کوئی صورت نہ ہو وہاں پوری استقامت اور تمکنت کے ساتھ محفوظ رہنا اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت اور عنایت کے بغیر کِس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس مقام پر فتنۂ فساد سے بچ جانا اس بات کی برہانِ مبین ہے کہ اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے نفس اور شیطان کے فتنے سے محفوظ ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ ارشاد خداوندی اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ۔

بے شک میرے خاص بندوں پر تو غالب نہیں آ سکتا۔

تعجب ہے ان لوگوں سے جو ہر اچھے برُے اور ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کے عادی ہیں اور جو ہر وقت یہی رٹ لگائے رکھنا دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں کہ چھوڑو میاں سب لوگ برابر ہیں۔ سب ہی انسان ہیں انبیاء و اولیاء بھی تو ہماری طرح انسان ہی تھے۔ کوئی نبی اور ولی کچھ نہیں کر سکتا بس اللہ ہی اللہ۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تقریباً آٹھ سو سال پہلے اس قسم کے لوگوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی روش کو گمراہی کی سب سے بڑی وجہ قرار دیتے ہوئے کیا خوب فرمایا:

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد　　کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

Marfat.com

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر　　ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ　　ہست فرقے درمیاں بے منتہا

(مفہوم) جہان کی گمراہی کی اصل وجہ یہ ہے کہ خاصانِ خدا کو کم لوگوں نے پہچانا۔ گستاخ لوگ یہی رٹ لگاتے رہے کہ وہ ہم جیسے بشر ہیں۔ وہ اور ہم دونوں کھاتے پیتے ہیں اور سوتے جاگتے ہیں پھر کیا فرق رہ گیا؟ یہ دل کے اندھے اتنا نہ سمجھ سکے کہ عام لوگوں اور خدا کے خاص بندوں کے درمیان بے انتہا فرق ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے عام لوگوں اور بندگانِ خدا کے درمیان جس فرق سے آگاہ کیا ہے وہ ایسے ہی مواقع پر صاف ظاہر ہو جاتا ہے حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کردار سے ثابت کر دیا کہ خدا کے مقبول بندے نفس اور شیطان کے فریب میں گرفتار نہیں ہوتے جبکہ عام انسان اس آزمائش میں ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔

حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

حضرت مخدوم موسن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فقرِ محمدیؐ کا جو پودا حضرت محمود مستانہؒ کے سینے میں لگایا تھا اس کی خوب نشوونما ہوئی اور اس نے پھل پھول کر علم و فقر کے ثمرات کو آگے بڑھایا۔ حضرت کی اولاد کے زیادہ حالات ہمیں میسّر نہیں آسکے البتہ آپ کے ایک پوتے حضرت حافظ نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اچھا بھلا مواد ملا ہے جن کی پشت سے ایک مردِ باکمال نے اپنے خاندان کو دوامی شہرت اور مقبولیت عطا کرتے ہوئے اہلِ فضل و کمال کی ایک

Marfat.com

جماعت کو فیض باطن سے مالا مال کر دیا۔ اسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حضرت حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت محمود مستانہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں بچپن ہی سے علم کا ذوقِ طلب ان کی پیشانی میں نمایاں تھا۔ گھر میں ابتدائی تعلیم سے فارغ ہوئے تو قصبہ چودھواں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا رُخ کیا۔ تاکہ مزید علمی پیاس بجھا سکیں۔

چودھواں اس زمانے میں علم و فضل کی سرزمین ہونے کے لحاظ سے مشہور تھا۔ بہت سے علماء اور درویش یہاں مقیم تھے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں درس میں داخل ہو گئے اور تعلیم حاصل کرنے لگے۔

فقر کے خاندانی ماحول کا اثر تھا کہ یہ نوجوان درویش حصولِ علم کے ساتھ ساتھ ریاضت و مجاہدے میں بھی مشغول رہتا۔ علماء کی خدمت کے ساتھ ساتھ درویشوں کے پاس جانا اور خدمت کرنا بھی انکا معمول تھا۔ حصولِ علم کے سلسلے کو تکمیل تک پہنچانے سے پہلے ہی آپ کی ملاقات ایک خدا مست درویش اور صاحبِ جلال مجذوب سے ہوئی جو سلسلہ قادریہ اویسیہ کے گوہرِ نایاب تھے۔ ان کی ملاقات نے برسوں کی منزلیں ساعتوں میں طے کرا دیں اور ان کے فیضِ نظر نے وہ انقلاب پیدا کیا جس نے صدیوں تک اپنے اثرات کو باقی رکھنے کی ضمانت دی۔

Marfat.com

فیضانِ قادریّت کے دریا کا جوش و خروش

حضرت فقیر نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جس مردِ باکمال سے ملاقات ہوئی ان کے بارے تفصیل کچھ یوں ہے۔

چودھواں سے چار پانچ میل کے فاصلے پر موسیٰ زئی شریف کا قصبہ ہے۔ اس قصبے میں نقشبندی سلسلے کی ایک مشہور خانقاہ بھی ہے جس میں حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات ہیں۔ ان بزرگوں نے اور ان کی اولاد اور خلفاء و مریدین نے رُشد و ہدایت کا فیض پھیلایا اور خلقِ خدا کی رہنمائی کی۔ ان بزرگوں کی اولاد میں سے بعض حضرات کی ہمارے بزرگوں سے ملاقات اور تعارف رہا ہے۔ جس کا ذکر بعد میں آئیگا۔

اسی قصبہ موسیٰ زئی شریف کے جنوب مشرقی کنارے پر سلسلہ عالیہ قادریہ اویسیّہ کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت عاشق خان فیض رسان رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے ہیں جو مقامِ جذب و ولایت کے شاہباز، میدانِ عشق و محبّت کے شہسوار اور دریائے معرفت کے گوہرِ تابدار ہیں۔ تبلیغ و ارشاد کے ہنگاموں سے کنارہ کش ہو کر جمالِ ذات کے انوار و تجلیّات میں مستغرق، دشتِ ھُویّت کی سیر و سیاحت میں منہمک، نام و نمود اور شہرت و تعارف سے بے نیاز، جلال اور ہیبت کبریا کا مظہرِ کامل یہ مردِ قلندر بھی اسی خطۂ ارض کو اپنے وجودِ مسعُود سے روحانی عظمت عطا کئے ہوئے ہے۔

Marfat.com

تجھے کیا خبر کہ کیا ہے نگہِ قلندرانہ

حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ خراسان سے تشریف لائے تھے۔ لُونی پٹھان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے بسلسلہ قادریہ تھا، ارواحِ طیّبہ سے براہِ راست فیضیاب تھے۔ اس لئے اویسی کہلاتے ہیں۔ جال کے درخت کے نیچے فرشِ زمین پر تشریف فرما ہوتے کسی کو قریب آنے کی جرأت نہ ہوتی۔ کوئی پاس پھٹکتا تو وہ پٹائی ہوتی کہ خدا کی پناہ۔

چند ایک خدمتگار بھی اس خدمت پر مامور ہوتے کہ کسی کو قریب نہ آنے دیا جائے۔

علاقے میں شہرت ہوگئی تو دور دور سے لوگ دیکھنے کے لئے آتے مگر خانقاہ کی حدود سے باہر کھڑے رہتے۔ آپ ایک مضبوط ڈنڈا پاس رکھتے اگر کوئی خادموں سے الجھتا تو بذاتِ خود نمٹ لیتے۔

چودھواں سے علماءِ کرام طالبِ علم اور درویش کبھی یہ منظر دیکھنے آ جاتے۔ ایک مرتبہ فقیر نور احمد بھی آ گئے۔ دوپہر کا وقت تھا، حضرت لیٹے ہوئے تھے۔ فقیر نور احمد کو لوگوں نے بہت سمجھایا اور خادموں نے بھی روکنے کی کوشش کی۔ مگر آپ خانقاہ کی حدود میں داخل ہو کر سر جھکائے ہوئے دست بستہ حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کی جانب قدم بڑھاتے گئے۔ کچھ طالب علم اور شہر والے یہ منظر دیکھ رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ یہ مسکین چوٹیں کھا کر آئے گا تو اس کی مرہم پٹی کریں گے۔

Marfat.com

بیا جانِ جاناں کہ در انتظارم

حضرت نے فقیر نور احمد کو دیکھا تو بڑی شفقت سے بلایا، اپنے پاس بٹھایا، سر پر ہاتھ پھیرا اور گفتگو فرماتے رہے۔

کچھ دیر بعد اجازت فرمائی۔ اب اس کے بعد فقیر نور احمد گاہے گاہے بلا روک ٹوک خدمت میں حاضر ہوتے اور لوگوں میں آپ کی بڑی شہرت ہو گئی۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہتے کہ حضرت صرف اس ایک شخص کو پاس آنے دیتے ہیں۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے:

"چانڈیہ بلوچ نے لُونی پٹھان کو لُوٹ لیا ہے۔"

گلشنِ فقر میں بہارِ جاودانی

حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت زیادہ ہوتی گئی تو حافظ نور احمد کے لئے تکمیلِ علم کی منزل قریب ہوتی گئی۔ تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو خلوت میں حضرت عاشق خان فیض رسانؒ نے ارشاد فرمایا۔

"تمہاری پشت سے ایک شخص پیدا ہونے والا ہے وہ ہمارے فیضِ جذب و ولایت کا متحمل ہو سکتا ہے۔ ہمارے پاس اس کے لئے امانت ہے۔ چونکہ ہم اس کے آنے سے پہلے اس جہان سے رخصت ہو جائیں گے اس لئے ہم یہ امانت تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ اس کے حوالے کر دینا اور ہماری طرف سے اب تمہیں رخصت ہے۔"

حضرت فقیر نور احمد رحمۃ اللہ علیہ علومِ ظاہرہ کے ساتھ یہ باطنی امانت

Marfat.com

لیکر وطن پہنچے اور علمِ دین کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ دونو کو دینی تعلیم دی اور اس انتظار میں رہنے لگے کہ جس کی امانت ہے وہ شعور اور بلوغ کی حد کو پہنچے تو میں اپنی ذمّہ داری ادا کروں۔ آپ کے یہ خوش نصیب سعادت مند فرزند "حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ" تھے جو اس نعمتِ عظمٰی سے مشرّف ہوئے۔ اِن کے اسمِ گرامی اور نامِ نامی کو سب سے زیادہ شہرت ملی اور یہی بزرگ خاندان کی عظمتوں کو برقرار رکھنے کا باعث بنے۔

حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کے مزید حالات

تاریخی حالات اور قرائن سے جہاں تک اندازہ ہوتا ہے تو حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کا وردِ مسعود موسیٰ زئی شریف میں تیرھویں صدی ہجری کی ابتدا میں معلوم ہوتا ہے۔ البتہ پوری مدّت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ حضرت نے مجموعی طور پہ کتنے سال یہاں پر گزارے۔ آپ کے قیام سے عُلمائے ظاہر کو بڑی کوفت ہوئی۔ آپ کے مجاوروں کے طرزِ عمل سے بھی وہ نالاں رہتے۔ انہوں نے کئی دفعہ قاضی و محتسب تک بھی رسائی حاصل کی اور اس مردِ قلندر کو یہاں سے اٹھانے کی ناکام کوشش کی وہ جب بھی کسی خلافِ شرع امر کی شکایت کرتے تو تحقیق اور مشاہدے کے وقت معاملہ برعکس نکلتا۔ بالآخر علمائے ظاہر نے آپ سے تعرّض چھوڑ دیا۔

Marfat.com

حضرت کی خانقاہ کے ساتھ کافی ساری جگہ ملحق ہے جہاں جال کے
کافی درخت ہیں اور باغ بھی ہے ۔ سرحد کے اس علاقے میں جہاں
بارش بہت کم ہوتی ہے اور عموماً خشک سالی رہتی ہے یہاں تک کہ
دامن کوہ کے وسیع و عریض میدانی اور پہاڑی علاقے میں پینے کا پانی بھی
کم ہی میسر آتا ہے ۔ حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت ہے کہ پہاڑ
سے ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہوتا ہے جس کا نصف پانی چھوٹے نالے
کی صورت میں آپ کے مزار اقدس کے سرہانے چند گز کے فاصلے پر
گزرتا ہے ۔ برسات ہو یا خشک سالی پانی کا یہ نالہ ہر موسم میں لگاتار جاری
رہتا ہے ۔ موسیٰ زئی کے باغات اور کھیت بھی اس سے سیراب ہوتے
ہیں اور قصبے کی سرسبزی اور شادابی کا سماں بھی ہر وقت سہانا نظر آتا ہے
ایک مرتبہ علاقہ کے زمینداروں سے اسی پانی کے بارے تنازعہ ہو گیا ،
حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا تو فرمایا ۔ جھگڑے کی ضرورت نہیں پانی جس
کے ساتھ چلا جائے اسی کا ہو گا ۔ اس وقت آپ پر قدرے جلال کی کیفیت
طاری ہوئی چنانچہ آپ اسی نالے کے کنارے آ گئے اور پانی کے بہاؤ کی مخالف
سمت چلنے لگے تو پانی نالے سے نکل کر آپ کے پیچھے پیچھے چلتا گیا یہاں
تک کہ آپ کسی بڑے ٹیلے یا پہاڑی پر چڑھتے تو پانی ساتھ چڑھ جاتا ۔ پانی تو
آپ کے ساتھ ساتھ اور آگے نالہ خالی رہ گیا ۔ اس موقعے پر بہت لوگ جمع ہو گئے
آخر زمینداروں نے آپ کی یہ کرامت دیکھ کر معافی مانگی اور نالہ بدستور
آپ کے قریب سے گزرتا رہا جو اس وقت تک جاری ہے ۔ موسیٰ زئی شہر
اور مضافات کے لوگ اسی نالے کا پانی پیتے ہیں ۔ کیونکہ اس سارے علاقے
کا پانی کڑوا ہے ۔ موسیٰ زئی شریف کے آس پاس دامن کوہ کے وسیع

Marfat.com

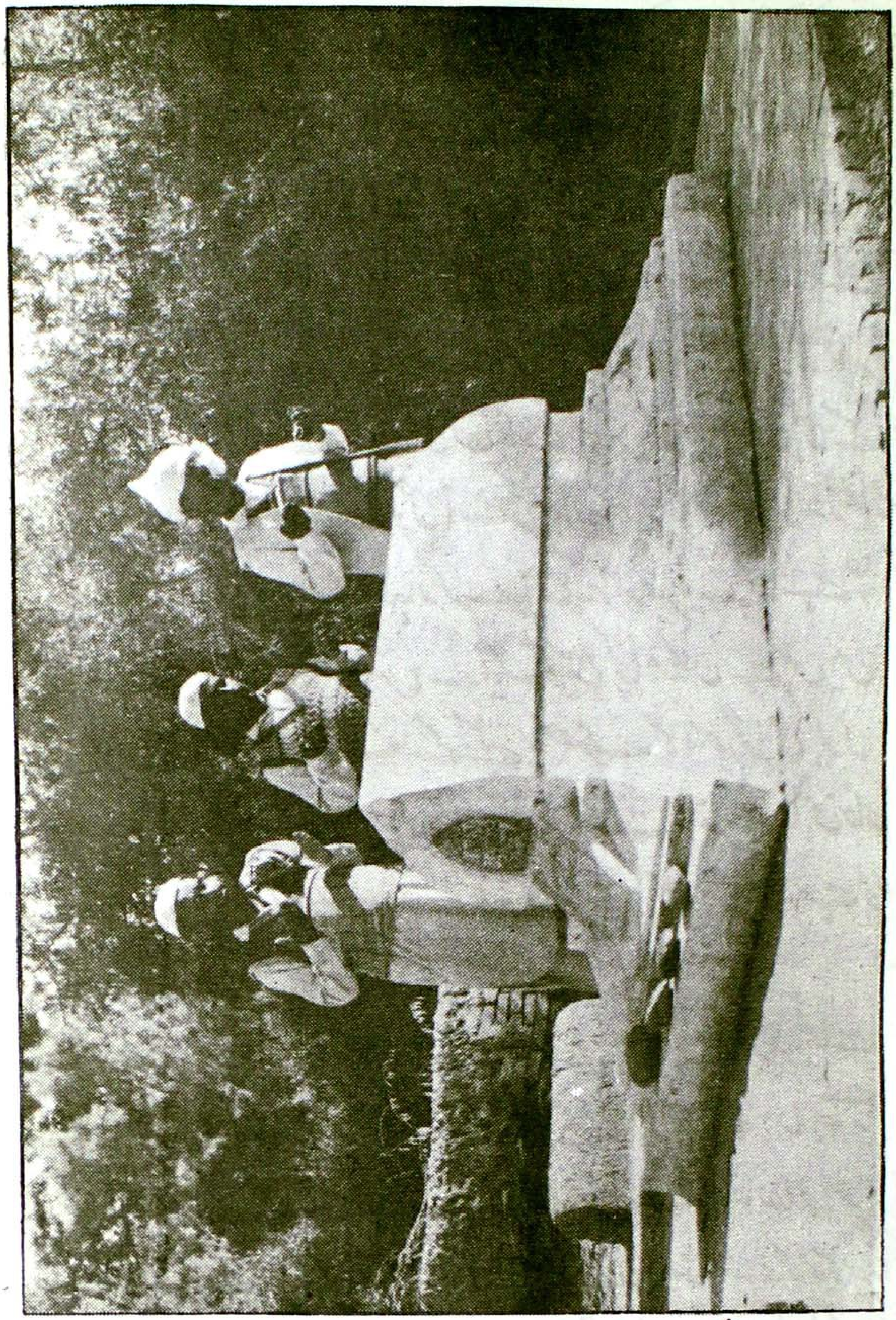

موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت عاشق خان قادریؒ
کا مزارِ پُرانوار تصویر میں جال کے وہ درخت بھی نظر آرہے ہیں جن کے نیچے
آپ تشریف فرما رہتے تھے۔

Marfat.com

علاقے جسے دامان کہا جاتا ہے اور دریائے سندھ کے بالائی اور زیریں کنارے کے دیہات میں آپ کے ہزاروں عقیدت مند اور نذر گزار ہیں۔ آپ کی خانقاہ کے مجاور اسی دَور سے چلے آرہے ہیں ان میں دو بزرگ میاں بشیر محمد مرحوم اور میاں خیر محمد مرحوم ہمارے علاقے میں بہت آیا کرتے تھے اور لوگ ان کی بہت خدمت کرتے۔ اب میاں خیر محمد مرحوم کے فرزند فقیر فدا حسین آیا کرتے ہیں۔ اب خانقاہ کی حفاظت اور دیکھ بھال اِن ہی کے ذمّہ ہے۔ دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کی خانقاہ پر حاضر ہو کر نذر نیاز پیش کرتے ہیں اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ مزار شریف پختہ ہے۔ ارد گرد کچی چار دیواری ہے اور سرہانے ایک وسیع کچا مکان ہے جس میں زائرین ٹھہرتے ہیں۔ مزار شریف کے کتبے پر حضرت کا اسمِ گرامی یوں لکھا ہوا ہے۔ مظہرِ جذب و ولایت مخزنِ عشق و محبّت حضرت عاشق خان فیض رسان رحمۃ اللہ علیہ۔ مزار شریف کے غربی جانب داخلی دروازہ ہے اور یہ جگہ سطحِ زمین سے پانچ چھ فٹ اونچی ہے۔

حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر باقاعدہ حاضری ہمارے بزرگوں کا معمول رہا ہے۔ چونکہ سرحد کے علاقے میں متعلقین کے ہاں ہمارے بزرگ عموماً جایا کرتے تھے۔ اس لئے ایسے موقعے پر حضرت کی خانقاہ پر بھی ضرور حاضری دیتے۔ ہمارے بعض بزرگوں سے روایت ہے کہ موسیٰ زئی شریف کی نقشبندی خانقاہ کے بزرگ حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ہی احترام کرتے تھے۔ آپ کے مزار شریف کے مجاور کو دیکھ کر حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو جاتے اور مالی تعاون فرماتے۔ یہ بات خادموں کو ناگوار گزرتی۔ ایک مرتبہ آپ گھر تشریف رکھتے

Marfat.com

تھے کہ حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مجاور آیا۔ آپ کے خادموں نے اسے سخت سست کہا اور دھکّے دے کر نکال دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دوڑتے ہوئے اس مجاور کو جا ملے معذرت فرمائی اور پہلے سے زیادہ مالی تعاون فرما کر راضی کیا۔ خادموں پر سخت ناراض ہو کر فرمایا خدا تمہیں ہدایت دے حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ تمہاری گستاخی پر سخت جلال میں تھے قریب تھا کہ شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ میں نے اس مجاور کو راضی کر کے آپ کے غضب کو ٹھنڈا کیا ہے۔ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ سچ ہے۔ "ولی را ولی مے شناسد"۔ اللہ والوں کو اللہ والے ہی پہچانتے ہیں۔

حضرت فقیر نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

پہلے بیان ہو چکا کہ حضرت عاشق خان قادری اویسی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد فقیر نور احمد وطن واپس آ گئے تھے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مولوی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ نے فیضانِ ولایت کی امانت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے عطا فرمائی۔ جن کے حالات بعد میں تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔

حضرت مولوی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے والد فقیر نور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائی علوم حاصل کئے علم کی طلب میں سفر بھی کیا۔ بڑے مستند اور متبحّر عالم بنے۔ وعظ فرماتے

Marfat.com

فتویٰ دیتے اور تبلیغِ دین میں کوشش کرتے۔ ہماری خاندانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ درس و تدریس میں بھی آپ نے خاص مقام پیدا کیا چنانچہ بہاولپور ریاست کے نواب صاحبان کے شاہی مدرسے میں تدریس کے عہدے پر بھی فائز رہے۔

اتباعِ شریعت کا آپ پر بڑا غلبہ تھا۔ کوئی بات خلافِ شریعت دیکھتے تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتے۔

ایک مرتبہ کسی مجذوب درویش سے شرعی مسئلہ کے سلسلے میں تکرار ہو گیا۔ آپ نے حسبِ معمول ناراضگی اور غصّے کا اظہار کیا۔ مجذوب رنجیدہ ہو کر چل دیا۔ اس کے بعد آپ کو شدید احساس ہوا۔ اور آپ ایک آزمائش اور پریشانی کی کیفیت میں رہنے لگے۔ اپنے برادرِ محترم حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ بہتر ہے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ ہمارا سلام کہنا اور اپنا حال بھی بتا دینا۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ۱۲۶۷ھ میں ہوا حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمان تھے۔

حضرت مولوی موسیٰ صاحب حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنے بھائی فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا سلام پہنچایا اور اپنا حال بھی سنایا۔

حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ کی توجّہ سے مولوی موسیٰ صاحب کی آزمائش رفع ہو گئی اور وہ خواجہ تونسویؒ کے ہاتھ پر مرید ہو گئے اس کے بعد طبیعت میں اعتدال آ گیا اور آخر دم تک بڑے اطمینان

Marfat.com

سے دین کی خدمت میں مشغول رہے۔ آپ کی اولاد سے مولوی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشہور خطیب ہوئے۔ جن کے وعظ و تبلیغ سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اسی خانوادے سے مولانا محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشہور خطیب گزرے ہیں جو علاقائی سیاست میں بھی اچھا خاصا حصہ لیتے تھے اور وعظ و تبلیغ میں بھی مصروف رہتے۔ مولانا مرحوم بڑے بارعب اور نڈر آدمی تھے نیز مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ان کی بیعت حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ مولانا موصوف کے فرزند مولوی حاجی ولی محمد حیدرآباد سندھ میں امام اور خطیب ہیں اسی طرح ان کے تین پوتے حافظ غلام رسول، مولوی محمد موسیٰ اور حافظ غریب نواز بھی امام اور خطیب ہیں۔

مولانا محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۱۳۹۰ھ میں وفات پائی۔ دربار حضرت فقیر صاحب کی مسجد سے متصل جنوب میں ان کا مزار ہے۔

عمرہا در کعبہ و بُت خانہ مے نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

جس بزرگ نے ہمارے خاندان کو دوامی شہرت و مقبولیت عطا فرمائی اپنے اکابر کے نام کو روشن کیا اور فیضِ تربیّت سے صالحین کی ایک فعّال جماعت کو تیار کر کے ہزاروں افراد کو رشد و ہدایت کا فیض پہنچایا، ان کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت فقیر میاں عیسیٰؒ اور لقب عارف سُلطان ہے تقریباً ڈیڑھ سو سال کے عرصہ سے ہمارے خانوادے کا تعارف اور امتیاز اسی مردِ کامل سے وابستہ ہے۔ آپ کی بدولت ہی علم و فقر کا یہ سلسلہ

Marfat.com

اتنا طویل عرصہ جاری رہا اور آپ ہی کی برکت سے آئندہ جاری رہیگا۔
چونکہ ہمارے خاندان کے بزرگوں میں مرکزی حیثیت آپ ہی کو حاصل ہوئی اس لئے آپ کے حالات اور تعلیمات کو حتی الوسع تفصیل سے قلم بند کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ آپ کے متعلقین اور عقیدتمندوں کو آپ کی سیرت اور تعلیمات سے واقفیت ہو اور عرصۂ دراز سے ان کا شوقِ طلب منزلِ مراد سے ہمکنار ہو۔

عارف سلطان حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ

فقر و ولایت کا یہ چراغ حضرت نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر روشن ہوا تاریخی قرائن اور خاندانی روایات کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۲۱۵/۲۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد فقیر حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ بستی ڈھانڈلہ میں رہائش پذیر تھے۔ جو دریائے سندھ کے پار صوبہ سرحد کے علاقے میں واقع تھی۔ اسی بستی ڈھانڈلہ میں کئی پشتوں تک ہمارا خاندان آباد رہا ہے۔

ابتدائی حالات

حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے چونکہ حضرت عاشق خان فیض رسان قادری اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد کو بشارت دی تھی اور روحانی فیض و برکت کی امانت حوالے کی تھی۔ اس لئے انہوں نے آپکی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی۔
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مشائخ قادریہ کے فیضِ نظر سے حضرت

Marfat.com

فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ جب آپ سنِ بلوغ کو پہنچے تو والد ماجد نے فیضِ باطن کی امانت آپ کو سنبھال دی۔ ہماری خاندانی روایات سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ آپ نے علم و فقر کی تلاش میں کبھی سفر نہیں فرمایا۔ فیضِ ولایت نے باطن میں وہ اطمینان اور استقامت پیدا کر دی کہ گھر کے ماحول نے ہی درسگاہِ علم و فقر کا کام دیا۔

سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بعض خوش نصیبوں کو عنایتِ ازلی نے گھر بیٹھے ہی فقر و ولایت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

یہ بھی ثابت ہے کہ بعض اہلِ کمال خود اہلِ طلب کو ڈھونڈتے ہوئے ان کے ہاں تشریف لائے اور فیضِ باطن سے مشرّف فرمایا۔ اسی قسم کا معاملہ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جس کی مزید تفصیل آپ کے حالات کے ضمن میں لائی جائے گی۔

بستی بختاور میں تشریف آوری

بستی بختاور موضع ڈھانڈلہ ضلع بھکّر کے دیہات میں ایک مشہور گاؤں ہے۔ یہاں کا ایک زمیندار ملک بختاور مرحوم جو حضرت فقیر صاحب کا عقیدت مند تھا یہ بستی اسی کے نام سے موسوم ہے۔ کندیاں ملتان ریلوے سیکشن پر نوتک سٹیشن سے چھ میل دُور مغرب کی جانب یہ گاؤں واقع ہے۔ اب اسے پختہ سڑک کے ذریعے نوتک بھکر روڈ سے ملا دیا گیا ہے۔ بستی بختاور میں گورنمنٹ ہائی سکول، معیاری ہسپتال، شفاخانہ حیوانات قائم ہیں۔ مزید ترقیاتی سکیموں میں بھی اس گاؤں کو

Marfat.com

اہمیّت دی جا رہی ہے۔ بھکرؔ کے دیہات میں سب سے پہلے بستی بختاور کو بجلی کی سہولت دی گئی۔ یعنی آج سے تقریباً پندرہ سال پہلے یہاں بجلی کی لائن پہنچا دی گئی جس کی وجہ سے گاؤں کی رونق میں اچھا بھلا اضافہ ہوا۔

بستی بختاور کی سرزمین بڑی زرخیز بلکہ مردم خیز ہے۔ جدید ذرائع آبپاشی کی کثرت سے گاؤں کا ارد گرد بڑا سرسبز و شاداب ہے اور اس میں قدرتی جاذبیت اور فطری کشش پائی جاتی ہے۔ آس پاس کے چھوٹے دیہات میں بستی بختاور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور لوگوں کی آمد و رفت سے بستی بختاور کی گلیوں میں رونق لگی رہتی ہے۔ گاؤں کے وسط میں جامع مسجد ہے جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہے آس پاس کے دیہات سے کافی لوگ ایسے موقعے پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اچھا بھلا مذہبی اجتماع ہو جاتا ہے۔

بستی بختاور کی شہرت کی اصل وجہ

بستی بختاور کو جس وجہ سے اہمیّت حاصل ہوئی اور دوسرے دیہات سے امتیازی مقام ملا وہ حضرت فقیر میاں عیسٰی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خاندان کی دینی مذہبی اور روحانی خدمات ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے ایسے پسماندہ علاقے میں ایک معمولی گاؤں کو علم و فقر کا گہوارہ بننے کی سعادت نصیب ہوئی اور روحانی درس گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی بستی بختاور میں سینکڑوں علماء، درویش، سالک ذاکر، شاغل اور حافظِ قرآن پیدا ہوئے جن کے ذکر و فکر، مراقبہ اور درس و تدریس نے ایک وسیع معاشرے کو اسلامی تعلیمات کے

Marfat.com

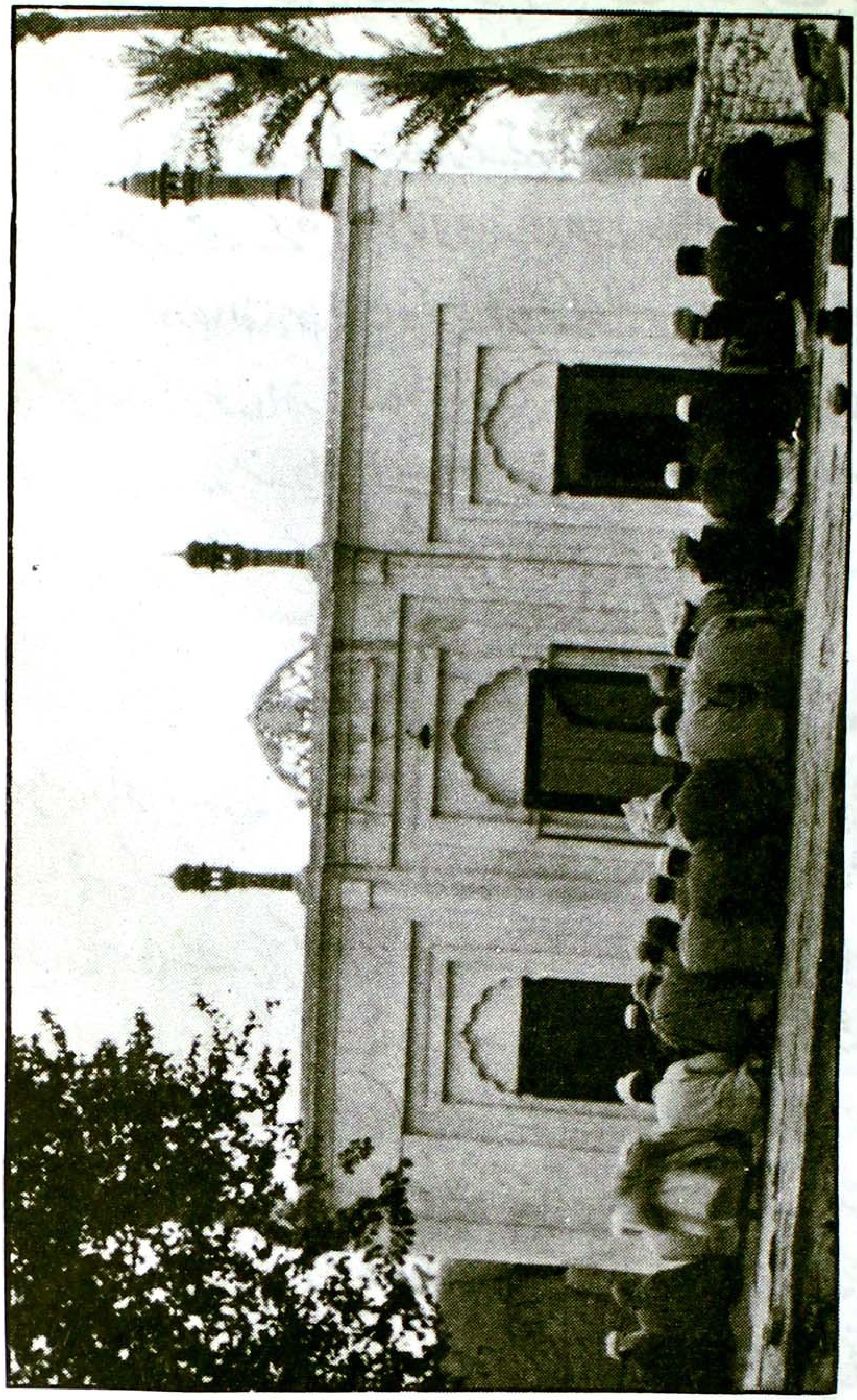

بستی بختاور کی جامع مسجد جہاں فقیر خاندان کے بزرگ نمازِ جمعہ و عیدین
پڑھاتے رہے۔

Marfat.com

انوار سے منوّر کر دیا۔ کیا ہی عجب سماں ہوتا جب ایک طرف مسجد کے وسیع صحن اور درختوں کے سائے میں وعظ و تبلیغ کا سلسلہ عروج پر ہوتا سامعین گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے۔ گریہ و زاری، سوز و گداز اور عجز و نیاز کا منظر دیکھنے کے قابل ہوتا تو دوسری طرف خدا مست درویشوں کے حجروں اور خانقاہوں میں ذکر بالجہر، تزکیہ نفس، مراقبے اور مجاہدے کی مشق جاری ہوتی اور رات کی تاریکی میں آس پاس کے جنگلوں اور صحراؤں میں دردمند دلوں سے نکلی ہوئی اللہ ھُو کی آواز سنائی دیتی۔

ملک بختاور کی مخلصانہ گزارش

ملک بختاور مرحوم نے ایک مرتبہ حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بستی بختاور قیام فرمائیں۔ آپ کی خدمت میں پہنچنے کیلئے دریا عبور کرنے اور دریا کی طغیانی کے باعث آپ کے عقیدت مندوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ نیز کئی مرتبہ بستی ڈھانڈلہ دریا کی طغیانی کا شکار ہو چکی ہے اور نقل مکانی کی نوبت آتی رہی ہے۔ حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اعزّہ و اقارب نے بھی اسی قسم کا مشورہ دیا تو حضرت فقیر صاحبؒ بستی بختاور تشریف لانے پر راضی ہو گئے۔ آپ کے عقیدت مندوں کو اس بات سے بڑی خوشی ہوئی اور ان کے تعاون سے جلد ہی بستی بختاور میں قیام کا مرحلہ طے ہو گیا۔ آپ کے خانوادے کے لئے موجودہ بستی بختاور کے شمال مشرقی حصّے کو منتخب کیا گیا۔ جہاں پر آج تک ہمارا خاندان آباد ہے۔ ہمارے محلّے کی مسجد سے کوئی پچاس گز کے فاصلے پر حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش تھی۔ آپ کا قیام سرکنڈوں کے ایک

Marfat.com

جھونپڑے میں ہونا اور آس پاس بھی سرکنڈوں کی چار دیواری تھی۔

ہمارے بزرگوں کی روایات اور مشاہدے کے مطابق یہ متبرّک جگہ ہمارے دادا حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حصّے میں آئی پھر ہمارے والد مرحوم نے یہاں مکان تعمیر کرایا۔

حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کافی عرصہ اسی جھونپڑے میں قیام رکھا۔ سرکنڈوں کے اس جھونپڑے میں قرآن مجید، مصلّٰی، کوزہ، چٹائی اور ایک آدھ استعمال کا پرانا کپڑا سارا ساز و سامان تھا۔ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز سے فارغ ہو کر گھر واپس آتے۔

حضرت فقیر صاحب کی صورت، سیرت اور اخلاق و عادات

حُلیہ آپ کا قدِ مُبارک درمیانہ تھا۔ رنگ گندمی سفید، جسم نحیف مگر صحت مند، سر پر چھوٹے چھوٹے بال۔ داڑھی مناسب حد شرعی کے مطابق، آنکھیں تھوڑی باریک۔ رخسار چمکدار، جسم کے اعضاء لطیف اور نازک۔

لباس آپ سادہ سفید کھدّر کا کرتہ اور تہمد استعمال کرتے۔ پتلے سفید کھدّر کی دستار سر پر باندھتے۔ بعض اوقات ہلکے کھدّر کا رومال بھی سر پر رکھ لیتے۔ باریک اور نفیس لباس کبھی استعمال نہ کیا۔

خوراک آپ بہت کم غذا استعمال فرماتے۔ دیہات کی سادہ غذا، ساگ پات اور سبزی پسند فرماتے۔ کوئی عقیدتمند کھانا پکا کر لاتا تو ایک آدھ لقمہ استعمال کر کے باقی کھانا تقسیم فرما دیتے۔

Marfat.com

بعض اوقات کھانے کی کئی لذیذ اور عمدہ چیزیں کافی دیر سامنے پڑی رہتیں اور آپ نفس کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے۔ تیرا کیا خیال ہے میں تجھے کھلاؤں گا۔ ذرا کھا کر تو دکھاؤ۔ گھر میں کئی مرتبہ فاقہ رہتا اور صرف پانی پر اکتفا کیا جاتا۔ بعض اوقات دریائی علاقے میں اُگنے والی گھاس سمو کھا کے بُور کو پانی میں ابال کر نمک ملا کر بطور دلیا کے استعمال کرنے کی بھی نوبت آتی۔

نشست و برخاست

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ عموماً چٹائی پر بیٹھتے۔ گھٹنے کھڑے کر کے ان پر سر رکھ لیتے اور مراقبے کی صورت میں اکثر اوقات گزارتے۔

کوئی بات کرنا ہوتی یا کسی کی بات سننا ہوتی تو مراقبے کی حالت میں پہلے علاقائی زبان میں "ہوں" فرماتے پھر سر اٹھاتے آپ بڑی دھیمی رفتار سے چلتے اور نگاہ نیچی رکھتے۔

اندازِ گفتگو

آپ بڑے نرم لہجے میں گفتگو فرماتے۔ آواز بڑی آہستہ اور نیچی ہوتی۔ گفتگو میں حد درجے کی تواضع اور عاجزی ہوتی۔ بہت کم گفتگو فرماتے۔

عجز و انکساری

آپ عجز و انکساری تواضع اور نیاز کا مجسمہ تھے۔ اپنی تعریف کا کوئی کلمہ سننا گوارا نہ تھا۔ کوئی ایسی بات کرنا تو فرماتے میں تو گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا ہوں۔ گناہوں کی آلودگی سے میری حالت خراب ہے۔ آپ پر اکثر گریہ اور رقت کی کیفیت طاری رہتی۔ خوفِ خداوندی سے آپ اس قدر روتے کہ آنسو بہنے سے رخساروں پر باریک سی نالیاں بن گئی تھیں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور بے پرواہی کے تذکرے پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تو کافی وقت تک یہ کیفیت جاری رہتی اور آپ بے قراری اور اضطراب سے کانپتے رہتے۔ سیلاب کے موسم میں گاؤں کے قریب رات کے وقت اور صبح سویرے مینڈکوں کی اجتماعی آواز کان میں پڑتی تو حضرت رو رو کر بیہوش ہو جاتے۔ کسی مخلص نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ یہ بار بار کہتے ہیں۔ ڈرے ڈر۔ ڈرے ڈر یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب کچھ حاضر کرنے کے باوجود بھی ڈرتے رہو۔ کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور بے پرواہ ہے۔

نام و نمود اور شہرت سے نفرت

حضرت فقیر میاں عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نام و نمود، تکلّف تصنّع اور شہرت سے بے حد نفرت تھی۔ یہاں تک کہ لوگوں کے اصرار کے باوجود بیعت کا عام سلسلہ جاری نہ فرمایا۔ جب کبھی آپ کے کسی کمال کا تذکرہ کیا جاتا یا دور دراز علاقے سے لوگ آپ کی روحانیت سے متاثر ہو کر آتے تو یہی فرماتے میرا پردہ رکھو۔ مجھے رسوا نہ کرو۔ میں کسی کام کا نہیں میں تو گناہوں کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہوں۔

اگر کوئی صاحب حال طالب صادق حاضر خدمت ہوتا تو تخلیہ میں اسے وظائف تلقین کر کے عہد لیتے کہ خدارا میرا تذکرہ کسی کے سامنے نہ کرنا اور نعمتِ الٰہی کے جو اثرات ظاہر ہوں۔ حتی الوسع پوشیدہ رکھنا اور دوبارہ میرے پاس آنے کی زحمت نہ کرنا۔ کیونکہ اسطرح میری شہرت ہو گی۔ جو مجھے سخت ناپسند ہے۔ بعض اوقات خرقِ عادت کے طور پر کچھ باتیں ظاہر ہو جاتیں کبھی کسی کو علم بھی ہو جاتا تو آپ بڑی عاجزی اور تاکید سے

Marfat.com

فرماتے کہ مجھ مسکین کے عیب پر پردہ رکھنا۔

عبادت وریاضت

حضرت فقیر میاں علیسٰی رحمۃ اللہ علیہ آداب شریعت کے سخت پابند تھے۔ فرائض واجبات اور سُنّتوں کی ادائیگی پورے اہتمام سے فرماتے یہاں تک کہ جذب و استغراق کی حالت سے بھی رجوع فرما کر ان امور شرعیہ کی پابندی کو پیشِ نظر رکھتے نوافل عبادات سے تو کسی وقت بھی فراغت نہ ہوتی۔ عموماً مراقبے اور مشاہدے کی کیفیت طاری رہتی۔ تفکرؔ اور تدبّر کے ساتھ طویل خاموشی معمول تھا۔ بستی بختا در سے مغربی جانب دو کلومیٹر پر بڑا سخت گھنا جنگل تھا رات کی تاریکی میں عموماً اس جنگل میں محوِ عبادت رہتے۔ بعض اوقات دن کو بھی لوگوں کی آمد و رفت سے تنگ آکر اسی جنگل کی طرف تشریف لے جاتے۔ حضرت فقیر صاحب پر عشق و محبت اور جذب و مستی کا غلبہ رہتا اور عموماً استغراق اور مشاہدے کی کیفیت رہتی۔

قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف، اسمائے الٰہی کے ورد کے علاوہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کون سے خاص وظائف پڑھتے تھے۔ آپ کی اولاد سے جو حضرات اہلِ کمال ہوئے ہیں ان سے دلائل الخیرات درود مستغاث اور قصیدہ غوثیہ کا پڑھنا ثابت ہے۔ غالب اندازہ یہی ہے کہ حضرت فقیر صاحب بھی یہ وظائف پڑھتے ہوں گے اور ان کے پڑھنے کی اجازت بھی فرماتے ہوں گے۔

زُہد و قناعت اور شانِ استغناؔ

حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دنیوی ناز و نعمت سے دُور کا

واسطہ بھی نہ تھا۔ آپ کی پوری زندگی فقرِ محمدی کا عکسِ جمیل تھی۔ لباس، خوراک، رہائش اور دوسرے تمام امور میں فقر اور سادگی کا رنگ غالب تھا۔ گھر میں سونا چاندی، مال و دولت یا اناج کے ذخیرے کا کوئی تصوّر نہ تھا۔ آپ نے اپنے دَور میں نہ کوئی جائداد بنائی اور نہ ہی مال و متاع جمع کیا ہزاروں عقیدتمندوں کے اصرار کے باوجود مال و دولت اور دنیوی اسباب و ذرائع کو بالکل قریب نہ آنے دیا۔

آپ نے پوری زندگی کبھی کسی سے سوال نہ کیا۔ اپنی ضرورت اور حاجت کو کسی کے سامنے پیش نہ کیا اور دنیوی اسباب کے فقدان پر کبھی پریشان نہ ہوئے۔ ہماری خاندانی روایات سے ثابت ہے کہ جس دن گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو آپ کی طبیعت پر مسرّت و انبساط کی کیفیت ہوتی اور فرماتے آج ہمارے گھر سے فقرِ محمدی کی خوشبو آرہی ہے۔

جاگیر قبول کرنے سے انکار

چونکہ سرحد کے علاقے میں حضرت کے کافی عقیدت مند تھے۔ ان کے ذریعے ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک نواب صاحب کو آپ کے حالات اور کمالات معلوم ہوئے تو وہ بہت متاثر ہوئے اور حضرت فقیر صاحب کو وہاں لیجانے اور جاگیر نام کر دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان دنوں حضرت فقیر صاحب عموماً استغراق اور بے خودی میں رہتے تھے۔ نواب صاحب اپنے چند معتمد خدّام کے ساتھ حاضر ہوئے مگر حضرت فقیر صاحب کے ساتھ اس بارے ان کی گفتگو نہ ہو سکی۔

Marfat.com

کیونکہ آپ بدستور بیخودی اور مشاہدے کی کیفیت میں تھے۔ کشتی کے ذریعے زیادہ تر سفر کرنا تھا۔ نواب صاحب کے اصرار پر کچھ خادموں نے بھی رضامندی کا اظہار کر دیا اور حضرت کے لئے چارپائی پر بستر ڈال کر پالکی کی صورت میں دریائے سندھ کے کنارے آپ کو لایا گیا چند مریدین اور نواب صاحب مع خدام کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی دریا عبور کرنے لگی۔

بے ہوشم و باہوشم بے کارم و با کارم

ابھی تھوڑا سا دریائی سفر طے ہوا تھا کہ حضرت فقیر صاحب نے علاقائی زبان میں "ہوں" فرمایا اور آنکھ کھولی۔ خادموں نے عرض کیا قبلہ! نواب صاحب آپ کو ڈیرہ اسماعیل خان لے جا رہے ہیں اور جاگیر آپ کے نام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر فقر و استغنا کے پیکر نے بڑے نرم اور لطیف جلالی انداز میں فرمایا:

"مٹی دی مٹھ گھناں چا تے موتی جواہرات ڈیواں چا"

یعنی کیا مٹھی بھر مٹی کے بدلے میں موتی جواہرات کے خزانے دیدوں۔ ابھی مجھے واپس لے جاؤ ورنہ میں تو بچ جاؤں گا مگر تم سب دریا میں غرق ہو جاؤ گے۔ آپ نے وہاں پر نواب صاحب کے لئے دعا فرمائی اور انہیں اجازت دے دی پھر گھر تشریف لائے۔

فقرِ محمدی کا یہ استغنا اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے جو اتباعِ رسولؐ کی بدولت اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اور حضرت فقیر صاحب کی شان اس بارے میں خاص طور پر امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

Marfat.com

تعلیمات

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد اور متعلقین کو ہمیشہ دنیوی ناز و نعمت ترک کرنے اور آخرت کی نعمتوں کے حصول پر توجہ دلائی۔ آپ نے ہمیشہ عاجزی انکساری اور تواضع کا درس دیا۔ شہرت نام و نمود اور دکھلاوے سے سختی کے ساتھ روکا۔ سادگی، قناعت، درویشی، غربت اور مسکنت کا راستہ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ فقر و ولایت کو دنیوی مال وجاہ کے حصول کا ذریعہ بنانے کی سخت مذمّت فرمائی۔

آپ نے اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشنودی کو دین و دنیا کی حقیقی کامیابی قرار دیا۔ اور ساری زندگی اسی مقصد کے حصول میں گزار دی۔ آپ لوگوں کو اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں عاجزی اور نیاز کا تعلق پیدا کرنے کی تاکید فرماتے اور احکام شریعت کی پابندی کا احساس دلاتے۔ آپ کسی کی دل آزاری نہ کرتے اور کسی کو حقیر سمجھنے سے سخت منع کرتے۔ آپ خدا کی مخلوق سے رحمدلی، شفقت اور محبت کا مظاہرہ فرماتے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین فرماتے۔

اپنی تعریف اور مدح کرنا تو بجائے خود کسی دوسرے کو بھی یہ موقعہ نہ دیتے کہ وہ آپ کی تعریف کرے۔ آپ دعویٰ اور لاف زنی سے کوسوں دور تھے۔ خودستائی اور خودنمائی کے تصور سے بھی ناواقف تھے۔ آپ کا طریق اصلاح سختی، درشتی اور تنقید و اعتراض سے بیگانہ تھا۔ اور اس میں سراسر نرمی، بردباری۔ حوصلہ، محبّت پردہ پوشی اور خیر خواہی کے جذبات کارفرما تھے۔

Marfat.com

تعویذات اور عملیّات سے بے توجّہی

حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسے تعویذات اور عملیات کے مخالف تو نہ تھے جو شرعی حدود اور آداب کے مطابق ہوں۔ لیکن اِن چیزوں کو مقصود سمجھنے اور ان کے حصول میں جدّ و جہد اور کاوش کو بالکل پسند نہ فرماتے۔ آپ کا نقطۂ نظر تھا کہ کام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے ہاں ہر کام کے اسباب اور ذرائع ہیں اگر اسباب اور ذرائع میں غلو سے کام لیتے ہوئے انہیں مؤثر سمجھ لیا جائے تو یہ بات غلط ہے۔ خیر و شر اور نفع و نقصان سب اُس کے اذن سے ہوتا ہے۔ تعویذات اور عملیّات بھی اسی صورت میں فائدہ مند ہو سکتے ہیں جب اس مالکِ حقیقی کا اذن سَاتھ شامل ہو۔ پس تعویذات اور عملیات کے جائز اور مستحن ہونے کے باوجود ان پر اعتماد اور یقین رکھنا اور حقیقی مؤثر سمجھنا ہرگز درست نہیں۔ آپ نے مروّجہ طریقے کے مطابق گنڈے تعویذ کا عام سِلسلہ بالکل جاری نہ کیا۔ البتّہ حاجت مندوں کے لئے دعا فرماتے انہیں استغفار اور توبہ کی تاکید فرماتے اور اللہ تعالیٰ سے عجز و نیاز کا تعلق پیدا کرنے کی رغبت دلاتے۔

حضرت فقیر صَاحب کا تعویذ

چونکہ عوام الناس رواج کے مطابق تعویذ کا ضرور مطالبہ کرتے اس لئے ان کی دلجوئی کی خاطر آپ نے اپنے خادم کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر کوئی ضرورتمند زیادہ مجبور کرے تو یہ لکھ دیا کرو۔

Marfat.com

لکھن بندے دی عاجزی کاغذ اُتے مس
کیتا عیسیٰ رب دا کجھ نہ بندے دے وس

یعنی بندے کا کام کاغذ پر سیاہی کے ذریعے صرف عاجزی کا اظہار کرنا ہے ہو گا وہی جو رب تعالیٰ کو منظور ہو گا بندہ تو بے چارہ اور بے بس ہے۔

تعویذ یا درس توحید

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تعویذ سیدھے سادھے الفاظ میں درسِ توحید کا خلاصہ ہے گویا اس تعویذ کے ذریعے بھی آپ نے دعوت الی اللہ کا ایک سادہ اور آسان طریقہ اختیار کیا اور اہل حاجت کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ بندے کا کام تو محض عاجزی اور تواضع ہے اسے یہی چیز زیب دیتی ہے۔ اور یہی اس کے لائق ہے۔ کام ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ اپنے مقام پر، مگر بندے کا اپنے مالک و خالق سے حاجت طلب کرتے وقت جو عاجزانہ رابطہ پیدا ہو جاتا ہے یہ اس کے لئے مفید ہے یاد رکھو بندہ عاجز اور بے چارا ہے تمام تصرّفات اور اختیارات کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔

سبحان اللہ کیا ہی پیارا انداز ہے عوام الناس کو درسِ توحید دینے کا۔ اکابر بزرگانِ دین کا یہی شیوۂ امتیاز ہے کہ وہ مسندِ فقر پر بیٹھ کر خدائی دعویٰ نہیں کرتے۔ اپنے اختیار اور تصرّف کی لاف نہیں مارتے اور اپنے آپ کو قبلۂ حاجات تسلیم کرانے پر زور نہیں لگاتے بلکہ لوگوں کو اس درگاہ کا راستہ دکھاتے ہیں اور اس کریم کا پتہ بتاتے ہیں جس کے درِ فیض پر وہ بھی اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں۔ گویا ان کی تعلیم یہی ہوتی ہے کہ ہم اور تم

Marfat.com

سب اسی کے محتاج ہیں۔ البتہ ہم تمہیں مانگنے کا سلیقہ سکھاتے ہیں۔
طلب کا انداز بتاتے ہیں اور حصولِ مراد کا طریقہ سمجھاتے ہیں۔

ذوقِ سماع

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ مقامِ صحو و تمکین پر فائز تھے اور سماع کو مقصود بالذات نہیں سمجھتے تھے تاہم بعض اوقات ذوقِ محبت و جذبۂ عشق کے پیشِ نظر آپ نے سماع کو پسند فرمایا۔ اپنے ایک مخلص خادم میاں مرید گگڑا سے بعض اوقات صوفیائے کرام کا عارفانہ کلام سماع فرماتے۔ ہمارے خاندان کے بزرگوں سے روایت ہے کہ حضرت فقیر میاں جی کامل رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ سماع کے دوران آپ پر وجد کی عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

وجد و حال کی عجیب کیفیت

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے حضرت پر وجد طاری ہوا جس کی عجیب کیفیت تھی۔

حضوری گر ہمے خواہی از و غائب مشو حافظ
مَتیٰ مَا تَلْقَ مَنْ تَھْویٰ دَعِ الدُّنیا وَاَمْھِلْھَا

آپ کے دونو صاحبزادے حضرت فقیر غلام محمدؒ و حضرت فقیر غلام حیدرؒ آپ کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے آپ قیام کی حالت میں بازوؤں کو شدت سے جھٹکا دیتے اور صاحبزادوں کے ہاتھوں سے نکلتے نظر آتے اور یوں معلوم ہوتا کہ اگر وہ حضرات ذرا ہاتھ کھلے کریں تو آپ پرواز کرتے ہیں۔ آپ بار بار زبان سے فرماتے۔ مَتیٰ مَا تَلْقَ مَنْ تَھْویٰ دَعِ الدُّنْیَا وَ اَمْھِلْھَا۔ حضرت میاں جی کامل صاحب بھی صاحبزادگان حضرات کے ساتھ حضرت فقیر صاحب کو تھامے

Marfat.com

ہوئے تھے کافی دیر تک آپ پر یہ کیفیّت طاری رہی پھر آہستہ آہستہ فرق پڑتا گیا۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر محبوب حقیقی کا دُوامِ حضور چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی اس بارگاہ سے غافل و غیر حاضر نہ رہو۔ جب تک دنیا اور اس کے مال و متاع سے مکمل طور پر تم منقطع نہیں ہو جاتے تو جس محبوب سے تمہیں عشق و محبّت ہے اس کا وصال کب تمہیں میسّر آسکتا ہے۔

عارفِ روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا۔

ہم خُدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

حضرت فقیر صاحب کی شہرت اور مقبولیّت

کمالِ عجز و نیاز اور اخفائے حال میں مبالغے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپکو کافی شہرت اور مقبولیت عطا فرمائی۔ یہ وہ مصنوعی شہرت نہ تھی جس کیلئے اشتہار بازی، پروپیگنڈہ یا ذرائع ابلاغ کی کسی کوشش کا سہارا لیا گیا ہو یا مریدین کی ایک فعّال اور کمربستہ جماعت کو اس مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہو کہ وہ پیراں نمے پرند مریداں ہمے پرانند کا فریضہ سرانجام دیتی رہی ہو۔

یہ مقبولیّت اور شہرت اس وعدۂ خداوندی کا نتیجہ تھی جو اس نے اپنے مقبول بندوں سے کر رکھا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

بے شک جن لوگوں نے ایمانِ کامل کی دولت حاصل کی اور اعمالِ صالحہ

کا فریضہ سرانجام دیا اللہ تعالیٰ جو رحمٰن ہے ان کے لئے محبت پیدا فرمادے گا۔
اسی طرح حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے۔
مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی اور تواضع اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رفعت اور بلندی عطا فرماتا ہے۔
اللہ تعالیٰ جب کسی مقبول بندے کو شہرت اور مقبولیت عطا فرماتا ہے تو بعض ایسے اسباب پیدا فرما دیتا ہے جن کے ذریعے یہ سلسلہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ کشف و کرامات کا صدور یا بعض عجیب و غریب واقعات کا ظہور بھی ان ہی اسباب میں شامل ہے۔ ہم چند ایسے واقعات نقل کرتے ہیں جن کی وجہ سے حضرت فقیر صاحب کی شہرت و مقبولیت ظاہر ہونے لگی۔

شیر کا زیارت کے لئے حاضر ہونا

حضرت فقیر میاں عیلسیٰ رحمۃ اللہ علیہ مغرب کے قریب مسجد کے صحن میں تشریف رکھتے تھے اچانک بستی بختاور کی گلیوں سے ہوتا ہوا ایک شیر مسجد میں آ پہنچا۔ لوگوں میں خوف و ہراس پیدا ہوگیا اور پالتو جانور کانپنے لگ گئے۔ حضرت فقیر صاحب نے شیر کو تھپکی دے کر رخصت کردیا اور وہ کوئی نقصان کئے بغیر آرام سے واپس چلا گیا۔

میاں غلام کی گزارش

حضرت فقیر صاحب کے ایک عقیدت مند میاں غلام نے رات کو حاضر ہو کر عرض کیا کہ شیر کی آمد سے تو ہماری بھینسوں کے دودھ خشک ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا آئندہ اس طرح نہ ہو گا۔

Marfat.com

جنگل میں تشریف لے جانا

اس واقعے کے بعد اکثر و بیشتر آپ دو میل پر واقع گھنے جنگل میں دن کے وقت تشریف لے جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔

جنگل کے جانوروں کا ہجوم

کسی کو معلوم نہ تھا کہ جنگل میں آپ کا کیا شغل ہوتا ہے۔ اتفاقاً ایک دن کچالا قوم کا ایک کسان اپنے جانوروں کو چراتا ہوا جنگل کے قریب سے آگزرا۔ اس نے دیکھا تو جنگل کے جانور بڑی تیزی سے ایک طرف جمع ہو رہے ہیں۔ جانوروں کا انداز وحشیانہ نہ تھا بلکہ بڑے سلیقے اور نظم و ضبط سے چل رہے تھے۔ جانوروں کی خلافِ معمول حرکات و سکنات دیکھ کر اس شخص کو حوصلہ ہوا اور وہ آہستہ آہستہ ان کے پیچھے ہو لیا۔ جوں ہی وہ آگے ہوتا گیا اس کی گھبراہٹ کم ہوتی گئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے ہیں اور جنگل کے جانوروں کا ہجوم ہے وہ خود بھی آپ کے قدم چوم رہے ہیں اور اپنے بچوں کو اٹھا کر آپ کے قدموں پر ڈال رہے ہیں جب حضرت فقیر صاحب فارغ ہوئے تو وہ شخص حاضرِ خدمت ہوا، آپ نے اسے دیکھ کر بڑے تعجب اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تاکیدی انداز میں فرمایا۔ خدا کے لئے میرے عیبوں پر پردہ رکھنا اور میرے حال کی کسی کو خبر نہ دینا۔ وہ شخص گھر آیا تو اس کی حالت بدلی ہوئی تھی۔ گھر والوں نے پوچھا تو اس سے رہا نہ گیا اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ خبر بڑی تیزی سے پھیل گئی اور حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں بہت

Marfat.com

سے لوگوں نے حاضر ہو کر معذرت کی کہ ہمیں جناب کی شان معلوم نہ تھی۔ ہمیں تو اب پتہ چلا ہے کہ جنگل کے جانور بھی آپ کے قدم چومتے ہیں۔

حضرت فقیر صاحب کا ردِ عمل

حضرت فقیر صاحب کی طبیعت کو بہت کوفت ہوئی بار بار یہ واقعہ سن کر طبیعت میں سخت ملال پیدا ہوا تو فرمایا کچالا، تو نے میرا پردہ فاش کیا ہے خدا کرے تیری زمین کا نام و نشان نہ رہے۔

قوم کچالا کا رقبہ دریا بُرد

حضرت فقیر صاحب کے اس فرمان کے کچھ دن بعد اچانک دریائے سندھ نے قوم کچالا کے رقبوں کا رخ کر لیا اور بڑی تیزی سے گرانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصے میں قوم کچالا کا سارا رقبہ دریا برد ہو گیا اور پھر کبھی دریا نے اس جگہ کو نہ چھوڑا بلکہ یہ علاقہ ہمیشہ اس کی طغیانی کی زد میں رہا۔ سینکڑوں کنالوں پر مشتمل رقبہ آج تک دریا کے گرداب سے نہ نکل سکا۔ اور اس قوم کے لوگ آج تک لوگوں کے مال مویشی چرانے اور محنت مزدوری پر گزارہ کرتے آئے ہیں۔

یار پشوری اور یار ملتانی

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کبھی جنگل سے ہو کر مغربی جانب دریائے سندھ کی طرف چلے جاتے اور خادم کو بھی ساتھ لے جاتے دریا سے کچھ دور خادم کو بیٹھ جانے کا حکم فرماتے اور خود دریا کے کنارے تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ خادم نے سوچا کہ ذرا دیکھیں فقیر صاحب وہاں

Marfat.com

کیا کرتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے چل پڑا اور ایک ٹیلے کی اوٹ لیکر دیکھتا رہا۔
دریا کے عین وسط سے ایک شخص ظاہر ہوا اور فقیر صاحب کی طرف آنے لگا حضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ "آ او ئے یار لیشوری آ۔" اس کے ہاتھ میں بھونی ہوئی بوٹیوں کی ایک سیخ تھی جس سے دھواں نکل رہا تھا۔ وہ پانی میں کھڑا رہا اور آپ کنارے پر تھے وہ ایک ایک بوٹی سیخ سے اتار کر دیتا گیا اور آپ تناول فرماتے گئے۔ پھر وہ شخص پانی میں گم ہو گیا۔
کچھ دیر کے بعد ایک اور شخص اسی طرح دریا سے ظاہر ہوا اور آپکی طرف آنے لگا۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ "آ او ئے یار ملتانی آ۔" اس کے ہاتھ میں بھی بھونی ہوئی بوٹیوں کی سیخ تھی وہ سیخ سے بوٹی اتار کر آپ کو دیتا گیا اور آپ تناول فرماتے گئے۔ پھر یہ شخص بھی پانی میں گم ہو گیا۔ آپ کا خادم یہ دیکھ کر بے حس ہو گیا۔ آپ واپس ہوئے تو اسے اٹھایا اور پوچھا کہ تم یہاں کس طرح آ گئے اس نے معذرت کی اور آپ نے تاکید کی کہ یہ واقعہ کسی کو نہ بتلائیے۔ اس نے کافی دنوں تک اس بات کو چھپایا۔ مگر بالآخر بیان کر بیٹھا اس قسم کے واقعات سے حضرت فقیر صاحب کی شہرت کا سلسلہ پھیلنے لگا۔

بیٹھا ہُوا وطن میں بھی سالک سفر میں ہے

بستی لکھنادر سے کافی دور علاقے کے کچھ لوگ حج پر گئے واپس آئے تو لوگ انہیں ملنے کے لئے آنے لگے۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ فقیر میاں عیسیٰ صاحب حج سے واپس آ گئے ہیں یا نہیں؟ لوگوں نے کہا وہ تو حج پر نہیں گئے تھے۔ انہوں نے کہا ہم نے کئی مرتبہ انہیں وہاں طواف کعبہ کے

Marfat.com

دوران دیکھا ہے مگر بعد میں کافی تلاش کے باوجود ہماری ملاقات نہ ہوسکی۔ یہ بات پھیلتی گئی اور دور دراز علاقوں سے لوگ مبارک دینے کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ آپ انہیں فرماتے ہیں بے چارہ تو گناہوں کے بوجھ کے نیچے دبا ہُوا ہوں گھر والوں سے پوچھ لو میں تو یہاں پر پڑا رہا ہوں میرا پردہ رکھو مجھے رسوا نہ کرو۔ اور مجھے میرے حال پر رہنے دو۔ اس واقعے سے بھی حضرت فقیر صاحب کی خاصی شہرت و مقبولیت ہو گئی۔

کشف و کرامات

حضرات اولیائے کرام سے کشف و کرامات کے صادر ہونے پر قرآن و حدیث شاہد ہیں۔ اہل السنّۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ کراماتِ اولیاً حق ہیں۔ بزرگانِ دین کی سب سے بڑی اور معنوی کرامت اتّباع شریعت ہے شریعت پر عمل کرنے کو ہی طریقت کہا جاتا ہے۔ جو لوگ شریعت اور طریقت میں تفرقہ اور تضاد کی باتیں کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اولیائے کرام سے خرقِ عادت کے طور پر کسی امر کا ظاہر ہونا کرامت کہلاتا ہے مثلاً ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا، ایک وقت میں کئی جگہ ہونا، تھوڑے سے وقت میں طویل سفر طے کر لینا، اسی طرح دل کے ارادے پر مطلع ہونا، کسی بات کی قبل از وقت خبر دے دینا یہ تمام امور اس وقت کرامت قرار پاتے ہیں جب اتّباعِ شریعت کے ساتھ صادر ہوں۔ اگر خلاف شرع امور کے ارتکاب کے باوجود ایسی باتیں ظاہر ہوں تو انہیں استدراج کہا جاتا ہے۔ جس کا کرامت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ کرامت کی پہچان اتّباع شریعت ہے۔ ورنہ بہت سے ہندو، جوگی اور سادھوؤں سے ریاضت اور مشقت کی بنا پر ایسے امور

Marfat.com

کا صادر ہونا ثابت ہے جسے قطعاً کرامت نہیں کہا جا سکتا۔ ولی اللہ کی کرامت دراصل نبی برحق کا معجزہ ہوتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں بے شمار اولیائے کرام ہوئے ہیں جن سے ہزاروں کرامات صادر ہوئیں اور دینِ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو تقویت پہنچی۔ حضور غوث اعظم محبوب سبحانی پیرانِ پیر سیّدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات تو تمام اولیائے کرام کی کرامات سے بڑھ کر ہیں اور درجۂ شہرت و تواتر کو پہنچنے کی بنا پر قطعی اور یقینی ہیں۔

اولیائے کرام سے کرامات کا صدور لازمی اور ضروری نہیں۔ بہت سے بزرگانِ دین ایسے بھی گزرے ہیں جن سے کرامات کا صدور نہ ہوا یا بالکل نہ ہونے کے برابر ہوا۔ بہر حال اتّباعِ شریعت ایک ایسا لازمی امر ہے جو ہر ولی کے لئے ضروری ہے۔ اور ولایت کی سب سے بڑی پہچان ہے۔ حضرت فقیر میاں عیسٰی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اتّباعِ شریعت کا غلبہ تھا۔ پوری زندگی شریعت کے مطابق گزاری۔ کشف وکرامات کے اخفاء اور پردہ داری سے قلبی لگاؤ تھا۔ پھر بھی آپ سے بعض کرامات کا صدور ہوا جن کا تذکرہ محض اس لئے کیا جاتا ہے کہ حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی دلجوئی ہو اور ان میں حضرت فقیر صاحب کی تعلیمات پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو۔ چونکہ عوام الناس کرامات کو ولایت کا معیار سمجھتے ہیں اور بزرگوں کی عظمت ان کے دل میں راسخ کرنے کے لئے کرامات کا بیان ضروری ہوتا ہے اس لئے ہم حضرت فقیر صاحب کے فیضانِ ولایت وکرامت کے کچھ واقعات نقل کرنے پر مجبور ہیں ویسے ہمارے نزدیک حضرت فقیر صاحب کی سب سے بڑی کرامت تو یہ

Marfat.com

ہے کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اتباعِ شریعت میں گزاری اور ہمیشہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کو مقدّم سمجھا۔

بحری جہاز کو گرداب سے بچانا

روایت ہے کہ حج سے واپسی کے موقعہ پر ایک بحری جہاز سخت گرداب میں پھنس گیا اور بچنے کی امید نہ رہی اسی جہاز میں علاقہ پشاور کے پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی سوار تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر بزرگانِ دین کو پکارا تو حضرت فقیر صاحب وہاں پر ظاہر ہوئے اور جہاز آپ کی برکت سے گرداب سے نکل آیا۔ شاہ صاحب نے عرض کیا خدارا اپنا نام اور پتہ تو بتا دیجئے۔ آپ نے جلدی میں نام بتایا اور فرمایا بھکّر سے آیا ہوں۔

بھکّر کی بجائے سکھّر

پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ خیریّت سے وطن واپس پہنچے تو آپ سے ملاقات کے لئے فوراً سفر اختیار کیا۔ انہیں خیال ہوا کہ شاید آپ نے سکھر فرمایا اس لئے انہوں نے علاقہ سندھ کا سفر اختیار کیا۔ وہاں کافی تلاش کی مگر بے سود، واپسی پر پنجاب آئے تو انہیں یاد آیا کہیں بھکّر نہ ہو چنانچہ وہ بھکر آ پہنچے یہاں پر انہیں کچھ اپنے متعلقین بھی مل گئے اور حضرت فقیر صاحب کا پتہ بھی چل گیا۔ بھکّر کا سودھا خاندان شاہ صاحب کا عقیدتمند تھا انہوں نے بھکّر کے مشہور خطیب سیّد جعفر شاہ مرحوم کے والد صاحب

Marfat.com

مرحوم سے رابطہ کیا اور انکی معیّت میں شاہ صاحب بستی بجتاور کی طرف روانہ ہوئے۔

مہمان آرہے ہیں

حضرت فقیر صاحبؒ شاہ صاحب کے آنے سے پہلے فرمارہے ہیں کہ آج خاص مہمان آرہے ہیں کھانے کا انتظام کرو۔ اس قسم کے الفاظ خلافِ معمول تھے۔ آپ کے صاحبزادوں اور خادموں نے دریافت کیا تو تعداد بھی بتائی اور فرمایا کہ اچھا کھانا تیار کراؤ۔ ظہر کے قریب پیر حیدر شاہ صاحب وارد ہوئے۔ حضرت فقیر صاحب نے باہر آکر اُن کا استقبال کیا۔

شاہ صاحب پر وجد و گریہ کی کیفیت

حضرت شاہ صاحب نے آپ کو دیکھا تو سارا واقعہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ بے اختیار رو کر آپ کے قدموں پر گرنے لگے۔ حضرت فقیر صاحب نے گلے سے لگا لیا اور فرمایا شاہ صاحب اس طرح ہرگز نہ کرنا میں تو آلِ رسولؐ کا غلام ہوں۔ آپ نے کیوں اتنی تکلیف فرمائی میں کہاں اس قابل تھا کہ آپ نے میری خاطر اتنا طویل سفر کر ڈالا۔

ایک ہی رات میں حصُولِ مُراد

پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلوت میں بیعت کے لئے عرض کیا تو حضرت فقیر صاحب نے معذرت ظاہر کی اور ان سے دعا کی درخواست کی شاہ صاحب نے اصرار کی کوئی حد نہ چھوڑی اور آلِ رسولؐ سے آپ کی

محبت کا سہارا لیا تو حضرت فقیر صاحب مجبور ہو گئے۔

فرمانے لگے شاہ صاحب آپ کے حکم پر میں آپ کو بیعت کرتا ہوں اجازت دیتا ہوں اور جو کچھ مجھ عاجز کے پاس ہے پیش کرتا ہوں مگر ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ آئندہ میرے پاس آنے کی زحمت نہ فرمانا اور کسی دوسرے کو بھی نہ بھیجنا کیونکہ اس سے میری شہرت ہو جائے گی اور میں چاہتا ہوں کہ میرے عیبوں کا پردہ رہ جائے۔ شاہ صاحب نے اس شرط کو قبول کر لیا اور آپ نے انہیں بیعت اور اجازت سے سرفراز فرمایا۔

روایت ہے کہ کافی عرصہ بعد ہمارے خاندان کے کچھ بزرگ کسی کام کے سلسلے میں پشاور گئے تو اتفاقاً پیر حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا پہنچے۔ شاہ صاحب کی لوحِ مزار پر جہانہ کے گرداب اور حضرت فقیر صاحب سے فیضیاب ہونے کا واقعہ لکھا ہوا تھا۔ آپ کی اولاد سے کچھ بزرگ فوراً تشریف لائے اور کسی سابقہ تعارف کے بغیر بہت اعزاز و اکرام فرمایا کئی دن اپنے پاس ٹھہرایا اور بڑی مشکل سے آنے کی اجازت دی۔ افسوس کہ پھر شاہ صاحب قبلہ کے خاندان سے ہمارا کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ اور اس تاریخی تعلق کو مزید پھلنے پھولنے کا موقعہ نہ مل سکا۔

کانی گرّم کے سادات کی امداد

روایت ہے کہ سکھا شاہی کے زمانے میں کانی گرّم علاقہ غیر پر سکھوں نے رات کے وقت حملہ کر دیا۔ سادات کے اس مشہور گھرانے میں اس رات صرف مستورات تھیں۔ قبلہ شاہ صاحب مریدین کے ہاں دورے پر تھے۔ سکھوں نے حویلی کے دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کی تو مستورات نے

خدا کا واسطہ دے کر کہا۔ ہے کوئی اللہ کا ولی جو اس وقت ہماری امداد کرے اور خود دروازے کی طرف آئیں۔ دیکھا تو ایک سفید پوش میانہ قد بزرگ نے تلوار سے ایک سکھ کی گردن اڑا دی اور دوسروں کو بھگا دیا۔ مستورات نے فرمایا، خدا کے لئے اپنا نام تو بتا دو آپ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم سادات ہیں۔ آپ نے نام بتا کر فرمایا میں سادات کا ادنیٰ غلام ہوں۔

ساداتِ کانی گرّم کی فقیر صاحب سے عقیدت

اس واقعہ سے کانی گرّم کے سادات کو حضرت فقیر صاحب سے بڑی عقیدت اور محبّت ہوئی ان حضرات کے ہمارے علاقے میں بھی مریدین ہیں۔ یہ حضرات جب یہاں آتے تو حضرت فقیر صاحب کے مزار پر حاضری دیتے اور آپ کے خاندان کا بہت احترام کرتے۔ اس خاندان میں سے پیر غلام بادشاہ مرحوم اور ان کے صاحبزادے پیر قیمت بادشاہ مرحوم اکثر اس علاقے میں آتے رہتے تھے۔ پیر غلام بادشاہ صاحب کا معمول تھا حضرت فقیر صاحب کے مزار پر حاضری دیتے اور دنبہ ذبح کرتے پھر مریدین کی طرف جاتے۔ حضرت فقیر صاحب کے ادب و احترام کی خاطر یہ حضرات فقیر صاحب کے علاقے میں پیدل سفر کرتے گھوڑے وغیرہ پر بالکل سوار نہ ہوتے۔ دریائے سندھ کے پار "کچے" علاقہ میں جاتے تو پھر سوار ہوتے۔ ہم نے کئی مرتبہ انہیں دیکھا گھوڑا ساتھ ہوتا مگر شاہ صاحب مریدین کے ساتھ پیدل سفر کر رہے ہوتے اور فرماتے حضرت فقیر صاحب کے علاقے میں ہم کس طرح سوار ہوں۔ ہم پر فقیر صاحب کا بہت بڑا احسان ہے۔ ہمارے خاندان کے

Marfat.com

لوگ ان حضرات کے احترام کے لئے کھڑے ہوتے تو منع کر دیتے اور فرماتے ہرگز نہ اٹھنا تمہارے دادا جان کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ اب ان حضرات نے علاقہ ٹانک میں ڈیرہ لگا رکھا ہے۔ اور پیر غلام بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی وہیں ہے۔

بی بی سیّدہ زہرا لال کا پیغام

قصبہ بہل سے جنوب کی طرف واقع چونہڑیں محمد حسن میں مقیم بی بی زہرا لالؒ خاتون حضرت فقیر صاحب کو بھائی میاں عیسیٰؒ کہتی تھیں ان کی بھینسیں چرنے کے لئے گئیں تو واپس نہ آئیں اور تلاش کرتے دو تین دن گزر گئے۔ مائی صاحبہ نے بستی بختا ور آدمی بھیجا اور پیغام دیا۔ میرے بھائی میاں عیسیٰؒ سے کہو کہ میں تو رو رہی ہوں اور تم آرام سے بیٹھے ہو تین دن ہو گئے میری بھینسیں گم ہیں

فقیر صاحب کا جواب

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے پیغام سن کر فرمایا میری بہن سے جا کر کہو کہ میں ابھی ابھی تمہاری بھینسیں دریا سے پار پہنچا کر آرہا ہوں جواب تمہارے پاس پہنچ چکی ہوں گی۔ اگر آپ بھائی کو پہلے یاد فرمائیں تو اتنی دیر نہ ہوتی۔ اس وقت علاقے میں سیلاب تھا حضرت فقیر صاحب اپنی جگہ بیٹھے ہوئے فرماتے بڑا پانی ہے۔ بڑے کانٹے ہیں۔ بڑی دور بھینسیں جا پہنچی ہیں۔ ہمارے ہاتھوں اور پاؤں میں چھالے پڑے ہوئے ہیں آپ نے قاصد کو ہاتھوں اور پاؤں کے چھالے دکھائے اور فرمایا واپس چلے جاؤ میں ابھی بھینسیں پہنچا کر آرہا ہوں۔ قاصد پہنچا تو بھینسیں پہلے پہنچ چکی تھیں۔

Marfat.com

اور مائی صاحبہ حیران تھیں کہ یہ کس طرح ہو گیا۔ جواب سنا تو بہت خوش ہوئیں اور دعائیں دیتی رہیں۔

قرآنِ مجید سے نقد رقم برآمد

ایک مرتبہ آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ایک سیّد صاحب آئے اور آتے ہی سوال کیا کہ مجھے لڑکی کی شادی کرنا ہے میری امداد کریں۔ آپ چونکہ سادات کا بہت خیال فرماتے تھے۔ اس لئے بلا توقف شاہ صاحب سے فرمایا جھولی پھیلائیں آپ نے قرآن مجید کو ذرا ہلایا تو چاندی کے روپے گرنے لگ گئے۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب کافی ہیں انہوں نے کہا کچھ اور ہوں تو اچھا ہے آپ نے دوبارہ قرآنِ مجید کو تھوڑا سا ہلایا تو مزید روپے گرنے لگے پھر فرمایا کہ شاہ صاحب کافی ہیں انہوں نے جھولی کو مزید پھیلاتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ پھر ایسا فرما دیں تو بہت اچھا ہو گا تیسری مرتبہ جب آپ نے قرآن مجید کو ذرا ہلایا تو اتنے روپے گرے کہ شاہ صاحب کی جھولی بھر گئی۔ شاہ صاحب خوش بھی ہوئے مگر خیال کیا کہ اس کام کے لئے حضرت فقیر صاحب کو تکلیف دیکر غلطی کی ہے بہت سے قرآنِ مجید ہمارے گھر رکھے ہوئے تھے ہم خود ہی یہ کام کر لیتے۔ وہ بڑی تیزی سے روانہ ہوئے نقدی کو جلدی سے رکھا اور طاق میں رکھے ہوئے قرآن مجید کے نسخوں کا رخ کیا۔ شاہ صاحب نے قرآن مجید کے نسخوں کو بڑے زور سے ہلایا اور بار بار ہلایا مگر ایک روپیہ بھی برآمد نہ ہو سکا پھر خیال کیا کہ وہ قرآن جس پر حضرت فقیر صاحب تلاوت کر رہے تھے کسی خاص کمپنی کا ہو گا۔ ان سے دریافت کرنا پڑے گا اور پھر کام بن جائے گا۔ صبح سویرے پھر شاہ صاحب نے

Marfat.com

بستی بخنادر کا رخ کیا۔ حضرت فقیر صاحب کے دروازے پر پہنچے اور کہلا بھیجا کہ ملاقات کی تکلیف نہیں دیتا بس اتنا فرما دیجئے کہ آپ کا قرآن مجید کس کمپنی کا ہے۔ آپ کو سارا قصہ معلوم تھا فرمایا شاہ صاحب خواہ مخواہ آپ قرآن مجید کے نسخوں کو بار بار ہلا کر تکلیف دیتے رہے۔ قرآن مجید کی ایک ہی کمپنی لوح محفوظ ہے فرق صرف یہ ہے کہ ہاتھ اِس عاجز کا تھا۔ اس پر شاہ صاحب نے معذرت کی اور روانہ ہو گئے۔

کنویں کا نام ونشان مٹا دیا

بستی بخنادر سے ایک میل کے فاصلے پر بستی جمال کے جنوب میں ایک کنواں جو تقریباً تیار ہو چکا تھا راستے پر واقع تھا۔ اس کنویں پر حضرت فقیر صاحب کے ہمعصر بزرگ سلطان عطا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کا قبضہ تھا حضرت سلطان عطا صاحب خود تو شرعی احکام کے پابند تھے مگر ان کے یہ حواری ملنگ قسم کے آزاد لوگ تھے۔

بستی جمال کے عقیدتمندوں نے حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب اگر کنواں آباد ہو گیا تو یہاں پر یہ ملنگ بیٹھ کر غیر شرعی حرکات کریں گے ہماری عورتوں کے گزرنے کا یہی راستہ ہے۔ ہمارے لئے بڑی تکلیف کی بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی آج رات مجھے وہ کنواں ذرا دکھا دے میں خود اس کے ساتھ چلوں گا۔ رات کو حضرت فقیر صاحب کنویں پر تشریف لے گئے اس پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ اپنے قدم کی ضرب لگائی تو کنواں زمین میں دھنسنے لگا صبح ہوئی تو ایک ٹیلے کے علاوہ کنویں کا نام ونشان تک نہ تھا ملنگ حواریوں نے حضرت سلطان عطا

Marfat.com

صاحب کی خدمت میں حال عرض کیا تو فرمایا میں کیا کروں. بھائی میاں عیسیٰ نے تو کنوئیں کا تختہ اُلٹا ہے۔

دریائے سندھ کی طغیانی اور کٹاؤ کو روکنا

ایک مرتبہ دریائے سندھ میں شدید طغیانی تھی اور دریا لوگوں کی زمینیں اور بستیاں گرا رہا تھا حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ عقیدت مند حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا قریب ہے کہ ہمارے رقبہ جات اور مکانات گر جائیں۔ آپ نے فرمایا جلدی چلے جاؤ دریا پر پہنچ کر خضر علیہ السلام سے میرا سلام کہو اور اپنی پریشانی بیان کرو۔ انہوں نے دریا پر پہنچ کر سلام کہا اور حال بیان کیا۔ مگر دریا کی کارکردگی میں کوئی فرق نہ پڑا۔ انہوں نے فوراً گھوڑے سوار روانہ کیا۔ اس نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ حال تو وہی ہے۔ آپ نے پھر وہی سلام اور پیغام دیا۔ اس مرتبہ بھی کوئی فرق نہ پڑا تو چند گھوڑے سوار گریہ و زاری کرتے ہوئے حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ ہم الوداعی سلام عرض کرنے آئے ہیں۔ ہماری بستی اور زمینیں اب دریا کی زد سے نہیں بچ سکیں گی۔

بس او خضرآ۔ رہ او خضرآ

جب دوسری مرتبہ گھوڑے سواروں نے رو کر حال عرض کیا تو حضرت فقیر صاحب جلال اور وجد کی کیفیت میں کھڑے ہوئے اور بڑے جذبے سے فرمایا بس او خضرآ۔ رہ او خضرآ۔ یعنی اے خضر اب بھی بس نہیں کرتے اور اب بھی نہیں رکتے۔ پھر فرمایا مطمئن ہوکر چلے جاؤ تمہاری زمینوں اور آبادیوں کو دریا کچھ نہیں کہے گا۔ وہ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کی زمینوں اور مکانوں

Marfat.com

کی حدود کا ایک انچ بھی دریا نہ گرا سکا۔ علاقے کے لوگوں نے یہ منظر جا کر دیکھا اور اس کو حضرت فقیر میاں عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاص توجہ کا نتیجہ قرار دیا۔

ایک باؤلے (چھتّے) کو اسم ذات جاری کرادیا

نور محمد کلاچی بلوچ جو بعد میں فقیر نور محمد چھتّا کے نام سے مشہور ہوئے باؤلے کتّے کے کاٹنے سے باؤلے ہو گئے تھے۔ رنگ نیلا سیاہ ہو گیا۔ رسّیوں سے جکڑے ہوئے بڑی مشکل سے ان کو بستی بختاور لایا گیا۔ اچھے بھلے جوانمرد ان کی اس حالت سے خوف کھاتے۔ ان کو لایا گیا تو سینکڑوں آدمی ساتھ جمع ہو گئے اور ایک شور بپا ہو گیا، حضرت فقیر صاحب باہر تشریف لائے تو فرمایا اس کی رسّیاں کاٹ دو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور اسی حالت میں دم فرما دیں چھوٹ جانے سے سخت خطرہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں اسے چھوڑ دو۔ چھوڑا گیا تو بڑی شدت اور دیوانگی کے عالم میں اچھل کر وہ فقیر صاحب پر حملہ آور ہوا۔ آپ نے دور سے پھونک ماری اور لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا تو اسم ذات اللّٰہ اس کی زبان پر جاری ہو گیا۔ پھر اس کی یہ حالت تھی کہ زبان کسی بھی وقت ذکر سے رُکتی نہ تھی اور قضائے حاجت کے وقت وہ زبان کو ہاتھ سے پکڑ لیتا۔ پھر یہ فقیر نور محمد چھتّا کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا باؤلے کا دم بہت مشہور ہوا بلوچے والی علاقہ زیریں کروڑ لعل عیسن کے سادات خاندان کو باؤلے کے دم کی اجازت فقیر نور محمد چھتّا سے تھی۔ اب تو یہ لوگ شیعہ مذہب اختیار کر چکے ہیں۔ ویسے ان کے بزرگ اہل سُنّت تھے۔ چنانچہ مرید حسین شاہ صاحب غلام اکبر شاہ صاحب اور اللہ بخش شاہ صاحب یہاں بستی بختاور آیا کرتے تو

ہمارے بزرگوں کی اقتداء میں نماز با جماعت مسجد میں ادا کرتے۔

دریا میں ڈوبنے سے بچا کر پار لگا دینا

کرڑی شموزئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک پٹھان درویش حضرت فقیر صاحب کی زیارت کے لئے دریائے سندھ کے کنارے آ پہنچا تو وہاں کوئی کشتی نہ تھی کیونکہ کشتی دن چڑھنے کے کچھ دیر بعد روانہ ہو جاتی تھی۔ شام ہونیوالی تھی درویش نے کچھ دیر تو انتظار کیا جب رات ہوتے دیکھی تو صبر نہ کر سکا۔ حضرت فقیر صاحب کو درد بھری آواز دی اور دریا میں چھلانگ لگا دی۔

شام کے بعد حضرت فقیر صاحب گھر تشریف رکھتے تھے۔ بیٹھے بیٹھے اچانک ہاتھ ملتے کرتے ہوئے فرمایا۔ "او خدا کے بندے یہ کیا کر دیا تو بہ" پھر اپنی جگہ پر بیٹھے ہی فرمایا میرے کرتہ کی آستینیں پانی سے تر ہو گئی ہیں۔ انھیں اچھی طرح نچوڑ دو اور خیال رکھنا ایک دیوانہ پٹھان رات کو آ پہنچے گا۔ اسی کو دریا سے نکالتے ہوئے ہمارے کپڑے پانی سے بھیگ گئے ہیں۔ آدھی رات کو پٹھان فقیر صاحب کے دروازے پر آ پہنچا اور زور سے کہا "بابو خو آج تو ہم مرتا تھا"۔ فقیر صاحب نے خود جا کر اسے دلاسہ دیا اور اس کی دلجوئی فرمائی۔

اسی واقعے پر کرامات کا باب اختتام پذیر ہوتا ہے۔ بطور نمونہ آپ کی چند کرامات بیان کر دی گئیں ورنہ کرامات کی تفصیلی روداد کے لئے تو دفتر درکار ہیں۔ کرامات کے کچھ واقعات بعض عنوانات کے ضمن میں بعد میں بھی آئیں گے۔

Marfat.com

فقیر صاحب کے ہمعصر درویش بزرگ

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض ہمعصر درویش بزرگوں سے تعلقات تھے۔ ان میں سے بعض سے غائبانہ تعارف اور تعلق تھا اور بعض سے ملاقات تھی۔ جن بزرگوں کے متعلق ہمیں معلوم ہو سکا ہے ان کا مختصر تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت پیر امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ چوبیاں والے

(موضع بگڑیں علاقہ شجاع آباد) ملتان

حضرت پیر امام شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ میں خواجہ خدا بخش صاحب خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں ان کی ولادت ہوئی۔ مزاج میں جذب و مستی کا غلبہ تھا۔ سماع کا ذوق غالب تھا۔ ایسے مردِ کامل کی تلاش میں تھے جو انہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دے۔ خواجہ خدا بخش صاحب خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے از روئے کشف ان کی آرزو معلوم کر لی۔ ملتے ہی فرمایا ذرا حجرے سے لوٹا تو اٹھا لائیں شاہ صاحب حجرے میں داخل ہوئے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ پیر امام شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں لوگوں کو رشد و ہدایت کا فیض پہنچایا آپ کی وفات ۲۳ رجمادی الثانی ۱۲۷۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے چند مشہور خلفاء یہ ہیں۔

۱:۔ فقیر میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ ناڈریں علاقہ کروڑ لعل عیسن۔

۲:۔ مولوی نور محمد جھنڈے والا۔

Marfat.com

۳:- پیر محمد شاہ رنگیلا عارف والا

۴:- مولانا اللہ بخش صاحب خان گڑھ

۵:- مولوی نور محمد گانگا جلال پور۔

حضرت فقیر صاحب سے غائبانہ تعلّق

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان غائبانہ محبّت کا گہرا ربط تھا۔

حضرت فقیر میاں جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں ظاہری رابطہ کا کام دیتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے خلیفہ فقیر جان محمد صاحب کو حکم فرمایا ہوا تھا کہ جب آئیں تو فقیر میاں عیسیٰ صاحب سے مل کر آیا کریں اور جب واپس ہوں تو انہیں جا کر ملا کریں۔ اور میرا سلام پہنچایا کریں۔

حضرت فقیر صاحب کا پیغام

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری ایام تھے میاں جان محمد صاحب، قبلہ شاہ صاحب کی زیارت کے لئے جانے لگے تو حسب معمول فقیر صاحب سے ملاقات کرنے آئے۔ حضرت فقیر صاحب نے شاہ صاحب کی خدمت میں سلام فرمائے اور فرمایا کہ میری طرف سے کہنا زندگی کا کوئی پتہ نہیں میری اولاد کا خیال رکھنا۔ فقیر جان محمد صاحب شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے پہلے فقیر میاں عیسیٰ صاحب کا حال پوچھا۔ فقیر جان محمد نے سلام عرض کر کے پیغام دیا تو فرمانے لگے کیا ان کے اپنے پاس کچھ نہیں تھا۔ فقیر صاحب نے عرض کیا حضرت میں کیا کہہ سکتا ہوں آپ جانیں اور

Marfat.com

وہ میں نے تو پیغام پہنچا دیا۔

شاہ صاحب کا جواب

یہ سن کر شاہ صاحب نے فرمایا اچھا بتاؤ اُنہوں نے کیا کہا تھا فقیر صاحب نے پیغام سنایا تو شاہ صاحب جلال میں آگئے اور وجد و حال میں چکر لگاتے ہوئے فقیر میاں علیسیٰ صاحب کے خاندان کو ان الفاظ میں دعا فرمائی۔
زیادے زیادے ہوسن۔ زیادے زیادے ہوسن۔ زیادے زیادے ہوسن۔
یعنی شاہ صاحب نے تین مرتبہ فرمایا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ہوں گے۔

حضرت شاہ صاحب کی دُعا کا مفہوم

حضرت پیر امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے خاندان کے حق میں جامع دعا فرمائی۔ ہمارے بزرگوں کا فرمان ہے کہ حفظِ قرآن، علومِ شرعیہ اور فقر و تصوّف کے بارے میں شاہ صاحب قبلہ نے دعا فرمائی جس کا اثر اب تک ظاہر ہو رہا ہے۔ اللہ والوں کی باتیں اللہ والے جانتے ہیں۔ بہر حال تین مرتبہ ایسی دُعا بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ ہو سکتا ہے شاہ صاحب قبلہ نے دین، دنیا اور آخرت کے بارے میں دعا فرمائی ہو۔

حضرت فقیر جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فقیر میاں شیر محمد کا ہمارے خاندان کے بزرگوں سے رابطہ اور محبّت کا تعلّق تھا حضرت فقیر میاں علیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی تعلق کی بنا پر یہ فقیر خاندان ہمارے بزرگوں کا احترام کرتا آیا ہے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلّہ بیان فرماتے ہیں کہ بچپن میں اپنے والد فقیر حافظ

غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور چچا بزرگوار فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک مرتبہ بستی ناوڑیں حضرت فقیر جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر عرس کے موقعہ پر جانا مجھے اچھی طرح یاد ہے حضرت فقیر شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دور تھا۔ اور انکی کافی عمر ہو چکی تھی۔ چوتہ شریف کے سجّادہ نشین بھی آئے ہوئے تھے سماع کی مجلس میں ملتانی قوالوں نے جب یہ کافی پڑھی۔

"نئی کون نا نگھ سانول دی ازل دی ہے نہ اجکل دی"

تو قبلہ والد صاحب اور چچا جان دونوں حضرات وجد میں آ گئے۔ مجلس میں شریک تمام لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ قوال بار بار یہی مصرعہ پڑھنے لگے اور ان حضرات کے وجد و حال نے شور و غوغا برپا کر دیا۔ حضرت فقیر شیر محمّد رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند میاں صالح محمد کو جو اس وقت چھوٹے تھے۔ اٹھا کر لاتے اور ہمارے بزرگوں کا ہاتھ پکڑ کر ان کے سر پر پھیرتے۔ مجلس کے اختتام پر والد ماجد قبلہ مجھے حضرت فقیر شیر محمد کے سامنے لے گئے اور دعا کے لئے کہا تو فقیر صاحب فرمانے لگے۔

"حضرت آپ کے لئے دعائیں پہلے سے ہو چکی ہیں"۔

یعنی آپ کو قبلہ پیر امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ دعائیں دے چکے ہیں۔

راقم الحروف کے ساتھ ملتان میں میاں صالح محمد مرحوم کی کئی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ عموماً وہ اپنے پیر طریقت میاں غوث محمد بھاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حاضری دیتے ختم شریف کے بعد ملاقات ہوتی تو بڑے احترام و محبّت کا اظہار فرماتے۔ ہمارے ہاں مدرسہ انوار العلوم بھی کئی مرتبہ آتے اور سابقہ خاندانی تعلق کی یاد تازہ کرتے ہوئے فرماتے۔ "ہم نے بھی آپ کی وکالت کی تھی"۔ اس سے

Marfat.com

ان کا اشارہ اس بات کی طرف ہوتا کہ ہمارے بزرگوں نے حضرت پیر امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے حق میں دعا کرائی تھی۔

حضرت فقیر جان محمد رحمۃ اللہ علیہ، فقیر شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر میاں صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کروڑ لعل عیسن سے شمال مغربی جانب چند میلوں پر بستی ناڈریں (اگرہ جان محمد) میں ہے۔

حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ خانیں شریف

(علاقہ پرویہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)

خانیں شریف پرویہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے قریب مغرب میں واقع ہے۔ یہاں حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ ایک مجذوب صاحب جلال بزرگ تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روابط کے بارے میں ایک روایت مشہور ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان دو بزرگوں کے آپس میں تعلقات تھے۔

فقیر صاحب کا پیغام

روایت ہے کہ ملانہ خاندان کے پانچ آدمیوں کو کالا پانی کی سزا ہوئی۔ ان پر قتل کا الزام تھا اور یہ لوگ فقیر صاحب کے عقیدت مند تھے۔ انہیں کالا پانی بھیجا گیا تو ان کے پسماندگان فقیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ فقیر صاحب نے انہیں فرمایا کہ شاہ حسین صاحب کی خدمت میں جاؤ میرا سلام کہو اور پیغام پہنچاؤ کہ میرے آدمیوں کو جلد

چھڑا دیں خیال کرنا چمڑے کی ایک خوبصورت مشک بھی ساتھ لیتے جانا۔ یہ لوگ وہاں پہنچے تو شاہ صاحب ایک اونچے ٹیلے پر مستی کے عالم میں پھر رہے تھے۔ انہوں نے پیغام پہنچایا اور مشک بھی پیش کر دی۔

شاہ صاحب کا جواب

شاہ صاحب نے پیغام سنا تو فرمایا، آپ آرام سے بیٹھا ہے سختی میرے گلے ڈالتا ہے پھر اس مشک کو سینے کے نیچے رکھ کر خشک ٹیلے پر تیرنا شروع کر دیا بڑا زور لگایا یہاں تک کہ پسینہ پسینہ ہو گئے۔ اُن لوگوں سے فرمایا بھائی میاں عیسیٰ کو میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ پانچ آدمیوں میں دو تو مر چکے ہیں۔ تین آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ہوا۔ ان میں سے تین آدمی فوراً رہا ہو کر گھر پہنچ گئے اور دو وہاں ہی مر گئے۔

شاہ صاحب کے مزار پر بہت لوگ نذرانے لے کر جاتے ہیں اور ہر وقت زائرین کا میلہ لگا رہتا ہے۔ افسوس کہ وہاں پر احکامِ شریعت نماز با جماعت وغیرہ کا کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا۔ عورتوں مردوں کا عام اختلاط ہوتا ہے اور بعض خلافِ شرع امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے جس سے درگاہ کا تقدّس مجروح ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سُلطان عطار رحمۃ اللہ علیہ

بستی بخناور سے ایک کلومیٹر شمال مشرق میں حضرت سلطان عطار رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے آپ کے نام پر یہ جگہ جھوک فقیر عطا محمد کہلاتی ہے۔ آپ کے اور حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان محبت کا تعلق تھا۔ آپ کی اولاد میں کسی مشہور بزرگ کے متعلق ہمیں معلوم نہیں ہوسکا۔ آپ کے متعلقین اور عقیدت مند کچھیؔ اور تھل کے علاقے میں بہت سے لوگ تھے۔ نذر و نیاز کا سلسلہ بھی وسیع تھا۔ آپ کا مزار تونسہ میں ہے۔ موجودہ خاندان کے لوگ شیعہ ہیں۔ جھوک فقیر پر آپ کے خاندان کے افراد سے ہماری ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ قبلہ والد صاحب مرحوم جھوک فقیر گئے تو اس خاندان کے کچھ لوگ حضرت سلطان عطار رحمۃ اللہ علیہ کے وظائف اٹھا لائے جو بہت ہی بوسیدہ حالت میں تھے۔ ان وظائف میں درود مستغاث شریف۔ دلائل الخیرات اور قصیدہ غوثیہ شامل تھے۔ والد صاحب قبلہ نے باتوں باتوں میں انہیں کہا کہ خدا تمہیں ہدایت دے تم کیا راستہ اختیار کئے ہوئے ہو تمہارے بزرگ تو قصیدہ غوثیہ پڑھا کرتے تھے اور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نیاز و عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت سلطان عطار رحمۃ اللہ علیہ باکمال بزرگ تھے۔ شریعت کے پابند اور طریقت کے آداب کا لحاظ فرماتے تھے فقیر صاحب کو بھائی صاحب کہتے تھے اور دونوں طرف سے محبت کا تعلق قائم رہا۔ ہمیں یہ وضاحت تو نہیں ہوسکی کہ آپ کا سلسلہ طریقت کیا تھا مگر وظائف اور دوسرے قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔

Marfat.com

حضرت فقیر صاحب سے فیضیاب درویش

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ہزاروں افراد نے رشد و ہدایت کا فیض پایا اور آپ کی ساری زندگی اللہ اللہ سکھانے میں گزر گئی۔ اگرچہ باقاعدہ خلافت اور عام اجازتِ بیعت آپ کا طریقہ نہیں تھا تاہم چند خوش نصیبوں کو آپ نے بیعت اور تلقین کی اجازت عطا فرمادی تھی۔ جن حضرات کو یہ سعادت نصیب ہوئی ان میں دو بزرگ تو آپ کے صاحبزادے ہیں۔

حضرت فقیر غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فقیر غلام حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات کے علاوہ پیر حیدر شاہ صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ۔ میاں جی حافظ کامل رحمۃ اللہ علیہ اور میاں جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی حضرت فقیر صاحب کے دونوں صاحبزادوں کے حالات بعد میں تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔

پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا ہے۔ میاں جی حافظ کامل رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر صاحب کے سوتیلے بیٹے تھے۔ آپ کے فیضِ نظر نے ان کو حافظ، عالم اور کامل بنا دیا۔ میاں جی کامل صاحب بستی بخشا ور سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر بستی کھیوا میں رہا کرتے تھے۔ ان کا خاندان اب بھی وہاں آباد ہے۔ میاں جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر صاحب کے نواسے تھے حضرت سے فیضیاب تھے۔ بڑی طویل عمر پائی تھی۔ بستی بخشا در سے مغرب جنوب کی طرف تین چار میل کے فاصلے پر بستی چنڑ میں قیام رکھتے تھے بہت ہی سادہ مسکین اور درویش بزرگ تھے۔ آپ کی اولاد میں میاں جان محمد مرحوم

Marfat.com

اور میاں خیر محمد مرحوم بھی درویش بزرگ تھے۔ آپ کی اولاد پرانی بستی چنڑ سے کچھ فاصلے پر آباد ہے۔

میاں جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ یعنی حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی **مائی عائشہ بی بی** رحمۃ اللہ علیہا بڑی خدا رسیدہ صالحہ اور عارفہ تھیں ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتی تھیں اور دنیوی مال و متاع سے انہیں سروکار نہ تھا کبھی کبھی بستی بخناور تشریف لے آتیں تو عجیب سماں ہوتا خاندان کے سارے بزرگ اُن کی زیارت کے لئے جمع ہو جاتے اور ذکر الٰہی کی محفل قائم ہو جاتی۔

حضرت مولوی حاجی محمد موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا تذکرہ بعد میں آئے گا ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کے عالمانہ شان اور وقار پر خوشی کا اظہار فرماتی تھیں۔ ساتھ ہی بڑی مختصر مگر جامع نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتیں۔

"موسیٰ علم وڈائی تے فقر جھکائی"

یعنی اے موسیٰ علم میں بڑائی اور فخر کا پہلو ہے جبکہ فقر میں سراسر عاجزی اور نیاز ہے۔

جب عمر رسیدہ ہو گئی تھیں تو پھر بستی بخناور آنا مشکل ہو گیا۔ تاہم وہاں فرمایا کرتی تھیں اگر مجھے کوئی بستی بخناور پہنچا دیتا تو میں وہاں کے درو دیوار اور پرندوں سے بھی اللہ کا ذکر جاری کرا دیتی۔ ان ہی کی تربیت سے میاں جی عبداللہ مرحوم کے خاندان میں کئی دوسری مستورات بھی فقر و ولایت سے فیضیاب ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت فقیر صاحب کا حلقۂ ارادت

اِس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت فقیر میاں علیسی رحمۃ اللہ علیہ کو شہرت و اشاعت سے سخت نفرت تھی اور آپ اس بارے میں کسی اقدام کو پسند نہ فرماتے تھے۔ ذرائع مواصلات کی شدید کمی، ذرائع ابلاغ کے فقدان اور شہرت و نام نمود کے کسی اقدام و اہتمام کے بغیر اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہرت و مقبولیت عطا فرمائی اور آج تقریباً ایک سو تیس سال گزرنے کے باوجود ہزاروں لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبّت و عقیدت ہے اور ایک وسیع حلقۂ عقیدت آپ سے وابستہ ہے۔

ضلع بھکرّ، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، لیہّ، مظفر گڑھ کے اضلاع خاص طور پر ڈیرہ اسماعیل خان کے شمالی علاقے سے لیکر ڈیرہ غازیخان تک دریائے سندھ کے طویل و عریض بالائی اور زیریں دیہاتی علاقے میں حضرت فقیر صاحب کے ہزاروں عقیدت مند ہیں جو آج تک آپ کے خاندان سے محبّت و عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں۔ دریائے سندھ کے پار مغربی جانب دامنِ کوہ کا وسیع علاقہ جسے داماں کہا جاتا ہے اسمیں بھی حضرت فقیر صاحب کے عقیدت مند کثرت سے ہیں۔ ہمارے خاندان کے مختلف بزرگ ان علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے اور کئی مہینوں تک وہاں عقیدت مندوں کے ہاں قیام رہتا۔ داماں کے اس طویل و عریض علاقے میں سپرا، سکندر، ببرّ، گونسر، ماہڑہ، پروبہ، رنگپور، پچانڑیں۔ رشید، جھوک مستوخان، گرہ کھو کھراں، کانواں والی جھوک، گگری اور روڑا کے دیہاتوں میں آپ کے ہزاروں عقیدت مند ہیں۔

Marfat.com

ڈیرہ اسماعیل خان سے چشمہ بیراج جانے والی سڑک کے آس پاس کے دیہات رنگپور، مٹھہ پور، پہاڑپور، کڑی وغیرہ میں بھی آپ کے کافی عقیدت مند ہیں۔

موضع ڈھانڈلہ، موضع ہمونوالہ، موضع عنایت آباد اور موضع بھڑ رسید شاہ ضلع بھکر میں واقع دیہات تو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت اور محبّت کا خاص علاقہ ہے جہاں ہزاروں لوگ آپ کی محبّت و ارادت کے سلسلے سے منسلک ہیں اور آپ کے خاندان کا قلبی احترام کرتے ہیں۔

ڈھانڈلہ خاندان کی عقیدت

یوں تو ڈھانڈلہ قوم سے تعلّق رکھنے والے لوگ ملک میں اور ہمارے علاقے میں کئی مقامات پر آباد ہیں مگر اس قوم کا جو خاندان حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم سے مسندِ اقتدار پر فائز ہوا، سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے مرکزی حیثیت کا حامل بنا اور ڈھانڈلہ قوم کی شہرت اور تعارف کا باعث بنا اس کا تعلّق جلال خان ڈھانڈلہ مرحوم سے ہے جو حضرت فقیر صاحب کا سچّا نیاز مند مخلص، عقیدت مند اور منظورِ نظر خدمت گار تھا۔ جلال خان ڈھانڈلہ مرحوم اور اس کی اولاد کا حضرت فقیر صاحب اور آپ کے خاندان سے تاریخی تعلق ہے۔ جلال خان کی محبّت و عقیدت نے حضرت فقیر صاحب کے دریائے فیض و کرم کا رُخ اس خاندان کی طرف موڑ دیا اور آپ کی دعا سے اس خاندان کو شہرت، دولت اور عزّت نصیب ہوئی اور اقتدار کا ایک طویل دَور اس کے قبضے میں آیا۔ یہ خاندان بستی یکتا ورد سے دو کلومیٹر مغرب میں ایک گاؤں مٹھو موضع ہمونوالہ میں آباد ہے

اور اس خاندان کے کچھ افراد بھکر میں قیام پذیر ہیں۔

جلال خان ڈھانڈلہ کا پس منظر

حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ فیض پڑنے سے پہلے جلال خان ڈھانڈلہ ایک غریب کسان تھے۔ موضع ڈھانڈلہ اور موضع ہمو لوالہ کے علاقے میں روانہ قوم کی سرداری اور اقتدار تھا جس کا سربراہ ملک حسو روانہ تھا۔

جلال خان ڈھانڈلہ ایک محدود علاقے میں ان کے کاردار تھے۔ کچھ زمین ٹھیکے پر بھی لے رکھی تھی اور سادہ غریبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

جلال خان کو حضرت فقیر صاحب سے بے پناہ محبت تھی جو درجہ عشق کو پہنچی ہوئی تھی۔ سردی ہو یا گرمی، آرام ہو یا تکلیف، مصروفیت ہو یا فراغت جلال خان مرحوم حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں روزانہ حاضر ہوتے۔

حضرت فقیر صاحب کی چار دیواری سے دور ہی ننگے سر ننگے پاؤں کپڑا گلے میں ڈالے ہوئے ہوتے اور دروازے پر پہنچکر دست بستہ کھڑے ہو جاتے۔ اکثر و بیشتر حضرت فقیر صاحب خود فرماتے پردے کا انتظام کرو اور جلال کو اندر آنے دو۔ کبھی ایسا ہوتا کہ جلال خان کافی دیر کھڑے رہتے کوئی اندر جانے لگتا تو کہتے عرض کر دینا عاجز کتّا حاضر ہے عاجز کتّا دروازے پر کھڑا ہے۔ حضرت فقیر صاحب اجازت فرماتے اور جلال خان کو باریابی کا شرف حاصل ہوتا۔ بس زیارت کرنا۔ قدم بوس ہونا اور اجازت لینا یہ جلال خان کا معمول تھا زیادہ دیر بالکل نہ کرتے شاید یہ خیال ہوتا ہو گا کہ پردے کی تکلیف ہو گی۔

عموماً حضرت فقیر صاحب پوچھتے۔ جلال کیا کر رہے ہو۔ کیا کھا رہے ہو

Marfat.com

جلال خان عرض کرتے۔ آپ کی خیر ہو اور پھر حال بیان کرتے۔ کئی مرتبہ عرض کرتے قبلہ سموکھا (گھاس) کا بُور اور نمک ملا کر دلیا کھا رہے ہیں۔ کبھی یہ دلیا حضرت کی خدمت میں لاتے اور آپ شوق سے تناول فرماتے۔

جلال خان پر خاص عنایت کی وجہ

جلال خان ڈھانڈلہ پر حضرت فقیر صاحب کی خاص نظرِ عنایت کا تعلّق ایک ایسے واقعے سے ہے جس میں جلال خان نے عقیدت و محبّت کے جذبے کو انتہائی عروج پر پہنچاتے ہوئے صدق و صفا کا اعلیٰ معیار پیش کیا۔ یہ مشہور روایت ہمارے خاندان کے بزرگوں سے منقول ہے اور ڈھانڈلہ خاندان سے بھی پشت بہ پشت نقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔

حضرت فقیر صاحب کی قوم کے کسی فرد سے روانہ قوم کے ملک حسّو کو کسی معاملے میں ناراضگی اور غصّہ تھا۔ ڈیرے پر بیٹھ کر عام لوگوں کے سامنے اس شخص کے بارے میں ملک حسّو نے نامناسب الفاظ کہے تو کسی نے کہا پھر بھی حضرت فقیر صاحب کا لحاظ رکھو۔ اس پر ملک حسّو نے غصّے میں کہہ دیا کیا فقیر صاحب کی عزّت ہماری عزّت پر مقدّم ہے؟ ہم اس معاملے میں کوئی لحاظ نہیں کریں گے۔

جلال خان اس مجلس میں موجود تھے جب ملک حسّو نے یہ بات کہی تو جوشِ محبّت میں کھڑے ہو کر جلال خان نے کہا۔

ملک صاحب! حضرت فقیر صاحب کی عزّت کے بارے میں دوبارہ ایسا کلمہ نہ کہیں۔ خدا کی قسم میری عزّت و آبرو حضرت فقیر صاحب کے نام پر قربان ہے مجلس میں جلال خان کی یہ غیرت و حمیّت جولان میں آئی تو

Marfat.com

ایک سکتہ طاری ہوگیا اور اس سچے نیاز مند سے کسی کو الجھنے کی جرأت نہ ہوئی جلال خان نے محبّت اور عقیدت کا جو مظاہرہ کیا وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور جس جوشِ جنوں میں حقِ ارادت ادا کیا الفاظ میں اس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ ہم نے چند لفظوں میں اس کے جذبات کی نامکمل ترجمانی کر دی ہے ویسے جو کچھ اس نے کہا محبّت و عقیدت اور فرطِ شوق و عشق کے اظہار کا بھرپور انداز اس سے بڑھ کر تصوّر میں نہیں آ سکتا۔ ہم نے مصلحت کے تحت بعینہٖ اس کے الفاظ کو نقل نہیں کیا۔

دریائے فقر و ولایت میں جوش و خروش

جلال خان تو جوشِ محبّت کا اظہار کر کے مجلس سے اٹھ آئے اور خیال کیا کہ حسبِ معمول سویرے حاضری دوں گا۔ ادھر اس واقعہ کے بعد حضرت فقیر صاحب کی طبیعت میں خلافِ معمول پیچ و تاب نظر آنے لگے۔ کیفیات بدلتی ہوئی دکھائی دینے لگیں اور حالات کا رنگ بتانے لگا کہ کچھ ہونے والا ہے تہجّد کے بعد ہی سے دمبدم فرماتے ہمارا جلال نہیں آیا۔ ابھی جلال نہیں آیا۔ ذرا دیکھو کہیں جلال آیا ہوا نہ ہو۔

صبح دن چڑھنے کے بعد کچھ اور لوگوں کے ذریعے جلال خان کی داستانِ محبّت کانوں میں پہنچی تو حضرت فقیر صاحب کا دریائے جلال مزید موجزن ہونے لگا۔ بالآخر جلال خان خود بھی حاضر ہو گئے۔ مگر آج پہلے ہی اندرونِ خانہ پردہ کرایا جا چکا تھا۔ طالبِ صادق آیا تو مطلوب نے خود اس کا استقبال کیا۔ جلال خان قدموں میں گرا تو حضرت نے

Marfat.com

فرمایا بتاؤ ملک حسّو نے کیا کہا تھا اور تم نے کیا کہا۔

تین مرتبہ آپ نے یہی سوال فرمایا اور تینوں بار جلال خان نے وہی ایک جواب دیا کہ میری عزت و آبرو جان و مال اولاد فقیر صاحب کے نام پر قربان ہے۔

حضرت نے سادہ سی کھدّر کی دستار جلال خان کے سر پر بندھوائی اور ارشاد فرمایا، جلال آج ہم نے ملک حسّو سے سرداری لیکر تمہیں عطا کر دی۔ زمینیں جاگیر، مال و دولت اور اقتدار تمہارے پاس ہو گا اور تمہاری اولاد کے پاس رہے گا۔ سات پشتوں تک یہ عاجز تمہاری دنیا اور آخرت کا ضامن ہے۔

جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خود آگاہے

حضرت فقیر میاں عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زبان سے نکلا ہوا ارشاد حرف بحرف درست ثابت ہوا۔ فوراً حالات نے پلٹا کھایا اچانک رَوانہ قوم کی آپس میں بے اتفاقی اور جھگڑا ہو گیا۔ ایک دوسرے سے اُلجھنے لگے۔ کہیں اقتدار گیا، کہیں دنیا اور کہیں مال و دولت؛ جلال خان کی شہرت ہونے لگی۔ لوگ انہیں بڑا سمجھنے لگے، ٹھیکے والی زمینیں انہیں مُفت مل گئیں۔ دنیوی ساز و سامان جمع ہونے لگا۔ زمینیں خرید کر لی گئیں۔ سواری کے لئے گھوڑے آگئے دیکھتے ہی دیکھتے نقشہ بدل گیا۔ روانہ قوم کے لوگ جلال خان کے ہاں ملازم اور مزارع بن گئے۔ سردار جلال خان کا ہر طرف چرچا ہونے لگا۔ جلال خان ڈھانڈلہ اور اس کی اولاد کو سینکڑوں مربع اراضی کی اعلیٰ ملکیت حاصل ہوئی۔ موضع ڈھانڈلہ، موضع ہمو نوالہ سے دریائے سندھ اور پھر دریا کے پار دامنِ کوہ تک پوری جاگیر اسی خاندان کو ملی۔ اس کے علاوہ جلال خان کی اولاد کو ڈیرہ اسمٰعیل خان

Marfat.com

میانوالی، بھکّر اور ملتان کے علاقوں میں بھی وسیع رقبے کی ملکیّت حاصل ہوئی۔ تھل، کچّہ یا دامان کوئی علاقہ ایسا نہ رہا جہاں اس خاندان کو زمین کی ملکیت حاصل نہ ہوئی ہو۔ یہ لوگ سردار بنے۔ جاگیردار کہلائے۔ خان مشہور ہوئے۔ ذیلدار بنائے گئے۔ آنریری مجسٹریٹ رہے۔ تحصیل و ضلع کی سیاست پر چھائے اور نیشنل اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

یہ سب کچھ ان کو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے حاصل ہوا اور دعا کی محرّک ان کے مورثِ اعلیٰ جلال خان ڈھانڈلہ مرحوم کی وہ نیاز و عقیدت تھی جو اسے حضرت فقیر صاحب کی ذات اور آپ کے خاندان سے تھی۔

جلال خان کی اولاد پر شفقت

جلال خان مرحوم کے دو فرزند تھے۔ میر خان اور نور خان یہ دونو اپنے والد کے نقشِ قدم پر تھے اور حضرت فقیر صاحب کے ساتھ سچی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت فقیر صاحب ان کے حال پر بھی بے حد کرم فرماتے۔

مقدّمۂ قتل میں گرفتاری

حضرت فقیر صاحب کا آخری دَور تھا۔ جلال خان فوت ہو چکے تھے میر خان اور نور خان ڈھانڈلہ کو چند ساتھیوں سمیت آبائی گاؤں مٹھو سے انگریز پولیس افسر قتل کے الزام میں گرفتار کر کے لے گیا۔ دریائے سندھ میں طغیانی کا موسم تھا بھکّر تک راستے میں اکثر پانی تھا۔ پولیس افسر گھوڑے پر سوار تھا اور یہ آگے پیدل چل رہے تھے۔

Marfat.com

ادھر ڈھانڈلہ خاندان کی مستورات گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرت فقیر صاحب کی خدمت میں آ پہنچیں۔ آپ اس وقت مراقبے کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رونے دھونے کی آواز سنی تو فرمایا (ہوں) یعنی کیا ہو گیا ہے۔ عورتوں نے عرض کیا ہمارا کیا باقی رہ گیا ہے ہم تو اب یہاں رہینگی۔ ہم مٹھو پر نہیں جائیں گی آپ کے ہوتے ہوئے ہمارا یہ حال ہو۔ ہمارا آپ کے سوا کون ہے۔

حضرت فقیر صاحب پر جلال طاری ہو گیا

جلال خان کی اولاد کا حال معلوم ہوا اور مستورات کی پریشانی اور بے کسی دیکھی تو فقیر صاحب کی شانِ وفا جلوہ گر ہوئی۔ آپ پر جلال کی کیفیت طاری ہوئی آپ کھڑے ہو گئے اور عمر نامی خادم سے فرمایا۔ میری کمر باندھو۔ وہ ایک کمر بند سے کمر باندھنے لگا۔ جب وہ کمر کے ارد گرد کمر بند ڈالتا اور اسے گانٹھ دینے کی کوشش کرتا تو کمر اس کمر بند کے حلقے میں نہ آتی اور صرف کمر بند کو گانٹھ دی جاتی۔ بالآخر اس نے یہ کوشش ترک کر دی اور سمجھ گیا کہ اس وقت حضرت فقیر صاحب ظاہری وجود کی قید سے بلند و بالا ہیں۔

کافرا، تُو کہاں تک جائے گا

اسی جلال کے عالم میں آپ نے فرمایا۔ اے کافر تم کہاں تک جاؤ گے۔ جب تشریف فرما ہوئے تو آنے والی عورتوں سے فرمایا۔ میر خان اور نور خان کو افسر نے چھوڑ دیا ہے۔ وہ واپس آ رہے ہیں تم جلدی اپنے گھر چلی جاؤ۔ بستی مُلّانوالی کے قریب اس انگریز افسر کی یہ حالت ہوئی کہ

Marfat.com

اس پر پیاس کا غلبہ ہوا اور اس قدر مجبور ہوا کہ راستے میں ایک موچی کے ہاں جوتوں کو تر کرنے والے پانی کا لگن پڑا دیکھا تو اشارہ کیا مجھے پانی دو۔ اس موچی نے گھر سے پانی لانے کا ارادہ کیا تو انگریز افسر گر پڑا اور مرنے کے قریب ہونے لگا آخر وہی جوتوں والا پانی اس کے منہ میں ڈالا گیا اور اسے کچھ ہوش آیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ فقیر صاحب نے وہاں سامنے ہو کر جلالی انداز میں اسے زور سے جھڑکا تو وہ گھوڑے سے گر پڑا اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

ڈھانڈلوں کا پیر کامل ہے

انگریز پولیس افسر کے ساتھ جب یہ واقعہ پیش آیا تو اسی وقت اسی جگہ پر میر خان اور نور خان کو رہا کر دیا اور ان سے یہ بھی کہا کہ تمہارا اور کون ساتھی ہے اچانک خوشی سے گھبراہٹ کے عالم میں ان کو ایک ساتھی کا نام تو بھول گیا ایک دو کو چھڑا لائے۔ چونکہ تفتیش میں کئی آدمی شامل تھے دوسروں کو وہ "بھگر" لے گیا۔

میر خان اور نور خان کو رہا کرتے وقت اس نے کہا "ڈھانڈلوں کا پیر کامل ہے" ہم اس کو سلام کرتا ہے شام کے وقت میر خان اور نور خان اپنے ساتھیوں سمیت گھر آ پہنچے اور پورے علاقے میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ ڈھانڈلوں کو حضرت فقیر صاحب نے راستے ہی میں چھڑا لیا۔ اس واقعہ سے ڈھانڈلہ خاندان کی عقیدت اور نیاز کو مزید تقویت پہنچی اور پھر انہوں نے ہر مشکل وقت میں حضرت فقیر صاحب سے روحانی امداد طلب کی۔

⁂ ⁂ ⁂

Marfat.com

ڈھانڈلہ خاندان کے مزید حالات

میر خان ڈھانڈلہ کی اولاد سے حاجی احمد خان ڈھانڈلہ مشہور و معروف زمیندار ہوئے۔ حاجی احمد خان مرحوم کی عقیدت کے چند واقعات حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کئے جائیں گے۔

حاجی احمد خان ڈھانڈلہ کی اولاد سے غلام سرور خان، بہاول خان اور محمد افضل خان ہوئے۔ غلام سرور خان مرحوم کو حضرت فقیر صاحب اور آپ کے خاندان سے بڑی محبت تھی۔ حضرت فقیر غلام اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ ان کی راقم الحروف کے والد صاحب قبلہ سے ملاقات ہوتی تو والد صاحب سے اکثر اوقات حضرت فقیر صاحب کے واقعات سنتے رہتے۔

محمد افضل خان مرحوم تحصیل کی سطح پر چوٹی کے معروف زمیندار اور سیاستدان تھے ڈھانڈلہ خاندان میں محمد افضل خان جیسا بارعب مدبر اور سیاست دان پیدا نہیں ہوا۔ ٹاؤن کمیٹی بھکر کے چیئرمین رہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے رکن رہے اور علاقائی سیاست پر چھائے رہے۔

موضع ہو نوالہ کے کسانوں کے ساتھ زمین کے تنازعہ پر ایک قتل کے الزام میں محمد افضل خان کے بیٹے محمد اسلم خان اور بھتیجے اللہ بخش خان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس موقعے پر محمد افضل خان کو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی پھر خواب ہی میں حضرت فقیر غلام اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فقیر غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے لڑکوں کو چھڑا دیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان کی ضمانت ہو گئی۔ مقدمہ چلتا رہا اور انہیں

Marfat.com

بری کر دیا گیا۔ محمد افضل خان مرحوم نے اس موقعہ پر راقم الحروف کے قبلہ والد صاحب مرحوم سے کہا مجھے حضرت فقیر صاحب کا حلیہ بتائیں۔ جب انہوں نے حلیہ بتایا تو مسکرا کر کہنے لگے مجھے حضرت کی زیارت ہوئی ہے اب بتائیں کہ میں کیا خیرات کروں۔ والد صاحب قبلہ نے فرمایا دربار شریف پر کھلے دل سے خیرات کرو چنانچہ محمد افضل خان نے دربار شریف پر خیرات کا وسیع انتظام کیا۔

محمد افضل خان ڈھانڈلہ مرحوم کا اظہارِ عقیدت

ایک مرتبہ بستی بختاور کے منشی سلطان محمود گاذر کی چوری ہو گئی۔ ہمارے بعض مذہبی مخالفین کے ایما پر اس نے ہمارے خاندان کے بعض افراد اور بعض متعلقین کے خلاف رپورٹ درج کرائی۔ انکوائری کے لئے پولیس آئی۔ محمد افضل خان ڈھانڈلہ مرحوم نے پولیس انسپکٹر کی برسرِ عام بے عزّتی کی اور ہمارے افراد کو گھر بھجوا دیا۔

کچھ دنوں بعد خان صاحب اپنے گھر بستی مِٹھو آئے تو منشی سلطان محمود چوری کی بازیابی کی خاطر وہاں پہنچ گئے۔ مجمع عام تھا سینکڑوں لوگ جمع تھے جوں ہی وہ سامنے ہوا محمد افضل خان کی رگِ حمیّت پھڑک اٹھی۔ اس موقعہ پر حضرت فقیر صاحب کے خاندان کے ساتھ احترام و عقیدت کا جو مظاہرہ انہوں نے کیا قابلِ تحسین ہے اور ڈھانڈلہ خاندان کے لئے عقیدت کا قابلِ عمل نمونہ ہے۔ خان صاحب نے گرج کر کہا۔

"کیا میں بے غیرت ہوں کہ فقیر خاندان کو چور بناؤں تمہیں اپنا مذہب پیارا ہے اور تم اپنے مذہب والوں کے کہنے پر فقیروں کا نام لیتے ہو اب تمہاری چوری واپس ہو جائے تو مجھے ڈھانڈلہ

Marfat.com

کی نسل سے نہ کہنا۔ میری آنکھوں کے سامنے سے دُور ہو جاؤ
ورنہ کچھ اور ہو جائے گا۔“

ایک موقعہ پر بستی جمال کپڑے کا کوٹہ تقسیم ہو رہا تھا۔ خان صاحب آئے ہوئے تھے۔ کوٹے پر ہندوؤں کی اجارہ داری تھی اور ایک چوہدری صاحب ذمہ دار کی حیثیت سے ڈیوٹی دے رہے تھے۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ کپڑے کی قلّت کے باعث لوگ چوہدری صاحب کی منّت سماجت کر رہے تھے اس موقعہ پر قبلہ والد صاحب فقیر غلام رسول مرحوم بھی کپڑا لینے گئے تھے۔ چوہدری صاحب نے کچھ ردّی سے کپڑے دکھائے تو قبلہ والد صاحب نے کہا یہ تو بےکار ہیں کچھ اور کپڑے دکھاؤ۔ چوہدری صاحب کا دماغ اونچا تھا، لوگوں کی منّت سماجت نے مزید خراب کر دیا تھا کہنے لگا لینے ہیں تو یہی ہیں اور کپڑے وغیرہ نہیں ہیں۔ بس اس کا یہ کہنا تھا کہ قبلہ والد صاحب نے زور سے ایک تھپّڑ اس کے منہ پر دے مارا اور کہا، کافر کتّا تُو ہے کپڑے نہ دینے والا میں تمہارے باپ سے بھی کپڑے لیکر جاؤں گا۔ مزید بھی کچھ پٹائی ہوتی۔ مگر لوگوں نے قبلہ والد صاحب کو پکڑ لیا۔ چوہدری صاحب بھاگتے ہوئے روتے دھوتے خان صاحب کے پاس پہنچ گئے اور سارا حال بیان کیا۔

محمد افضل خان صاحب کہنے لگے ”چوہدری! وہ تو فقیر صاحب ہیں میں کیا کر سکتا ہوں وہ تو میرے ساتھ بھی ناراض ہو جائیں گے۔ جو کپڑے وہ مانگتے ہیں انہیں دے دو اور جان چھڑاؤ۔“

چوہدری صاحب واپس آئے تو اندر سے سارے تھان اٹھا کر سامنے رکھ دیئے۔ اور کہنے لگے آپ تو بڑے سخت لوگ ہیں۔

Marfat.com

ایک مرتبہ دوٹوں کے سلسلے میں خان صاحب بہت سے معززین کے ہمراہ بستی بخشاور آئے ہمارا خاندان ان کے مدمقابل اور قریبی عزیز محمد خان ڈھانڈلہ کا معاون تھا۔ خان صاحب نے تعاون کا کہا، تو ہمارے خاندان کے کچھ لوگوں نے خان صاحب کو سخت سُست کہا ناراضگی کا اظہار کیا اور غصّے میں کئی ایسی باتیں سنادیں جو اس وقت مناسب نہ تھیں۔

خان صاحب یہ سب کچھ بڑی خندہ پیشانی اور حوصلے سے سنتے رہے جب معاملہ زیادہ تیز ہوا تو ملک فتح ردانہ اور ملک حسّو کانجو کھورجو خان صاحب کے خاص معتمد تھے۔ کہنے لگے فقیر صاحبان اتنا غصّہ نہ کریں کچھ تو خان صاحب کا لحاظ کریں۔

اس موقع پر محمد افضل خان مرحوم نے انہیں ڈانٹا اور کہا۔ انہیں کچھ نہ کہو یہ مجھے کچھ بھی کہتے رہیں بجا ہے کیونکہ انہیں حق پہنچتا ہے۔ ہمیں جو ہر حال میں نیاز ہے۔

غلام سرور خان مرحوم ڈھانڈلہ کو بشارت

غلام سرور خان ڈھانڈلہ مرحوم کے اکلوتے بیٹے عبدالرحمٰن خان جوانی میں فوت ہو گئے تھے۔ غلام سرور خان کو بڑا صدمہ ہوا۔ کافی عرصہ گزر گیا خان صاحب کچھ بوڑھے ہو گئے۔ لوگ شادی کا مشورہ دیتے مگر خان صاحب آمادہ نہ ہوتے۔ اور خیال کرتے کہ معلوم نہیں اولادِ نرینہ ہوتی ہے یا نہیں۔ خواب میں حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے فرمایا۔ "سرور شادی کیوں نہیں کرتے شادی کرو۔ بچوں کا منہہ دھوتے دھوتے تمہاری بیوی تھک جائیگی"۔

Marfat.com

چنانچہ غلام سرور خان مرحوم نے شادی کرلی اور اللہ تعالٰے نے چھ لڑکے عطا کیئے۔

محمد اکبر خان ڈھانڈلہ مرحوم کی عقیدت

نور خان ڈھانڈلہ مرحوم کی اولاد سے محمد خان اور محمود خان مشہور زمیندار ہوئے۔ محمد خان کی اولاد سے محمد اکبر خان مرحوم کو حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا اعتقاد اور یقین تھا۔ کوئی مشکل موقعہ ہوتا تو ہمارے دادا حضرت فقیر مریدا حمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ جاتے انہیں گھوڑے پر سوار کرا کے دربار فقیر صاحب پر دعا کے لئے روانہ کرنے اور ساتھ ہی بار بار تاکید کرتے کہ حضرت فقیر صاحب سے جواب ملے تب واپس تشریف لانا۔ ہمارے دادا صاحب اور خاندان کے دوسرے بزرگ گرمیوں میں کنوئیں پر نہانے کے لئے جاتے اور کنواں نہ چل رہا ہوتا تو محمد اکبر خان نوکروں کی موجودگی میں خود کنواں چلاتے اور اس پر فخر محسوس کرتے۔ خان صاحب بار بار کہتے اچھی طرح نہائیں، خوب پانی بہائیں اور بزرگ انہیں دعائیں دیے رہے ہوتے۔

محمد اکبر خان پر قتل کا مقدمہ

دریائے سندھ کے پار ایک قتل کے سلسلے میں محمد اکبر خان پر الزام تھا انہوں نے اپنے اثر و رسوخ سے جان چھڑالی۔ فریق مخالف نے ان کے مخالف زمینداروں کے تعاون سے دوبارہ مسل نکلوالی اور بڑے زور شور سے انکوائری شروع ہوگئی۔

Marfat.com

اس موقعے پر سارا ڈھانڈلہ خاندان پریشان تھا۔ محمد اکبر خان کو صبح سویرے پتہ چلا تو فوراً بستی بخناور پہنچے۔ حضرت فقیر مرید احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گھوڑے پر سوار کرایا اور عرض کیا کہ حضرت فقیر صاحب کے مزار پر رات کو ضرور ٹھہرنا، جواب لے کر آنا میں یہاں آپ کی انتظار میں رہوں گا۔ حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ دربار پر حاضر ہوئے اور ظہر کی نماز پڑھ کر واپس روانہ ہو گئے۔ محمد اکبر خان کو کسی نے بتایا کہ فقیر صاحب تو واپس آرہے ہیں۔ بیچارے ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے آگے جا ملے اور عرض کیا خیر ہو آپ رات نہیں ٹھہرے۔ فقیر صاحب نے فرمایا جاتے ہوئے جواب مل گیا تسلّی رکھو مسل دفتر داخل ہو گئی ہے۔ پھر میں رات کس لئے ٹھہرتا۔ بالکل اسی طرح ہوا۔ چند ہی دنوں میں مقدمے کا نام ونشان بھی نہ رہا۔ اور محمد اکبر خان کو بلوایا تک نہ گیا۔

محمود خان ڈھانڈلہ مرحوم کی عقیدت

نور خان ڈھانڈلہ مرحوم کے دوسرے لڑکے محمود خان مرحوم کے پوتے کا نام بھی محمود خان تھا یہ علی محمد خان کے فرزند تھے۔ اس قریب کے دور میں محمود خان ڈھانڈلہ مرحوم میں حضرت فقیر صاحب اور آپ کے خاندان سے محبّت کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ بغیر تکلّف اور تصنّع کے ان کے دل میں ہمارے خاندان کا قلبی احترام تھا جس کا مظاہرہ کئی مرتبہ ہمیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

بنیادی جمہوریت کے انتخاب میں خان صاحب نے مجبور کر کے بستی بخناور سے قبلہ والد صاحب کو امیدوار نامزد کر دیا۔ اس مرتبہ

Marfat.com

بستی سوڑکپ کے بلوچوں نے بھی اپنا ممبر نامزد کیا ہوا تھا. خان صاحب کی کوشش تھی کہ مقابلہ نہ ہونے پائے. سوڑکپ کے بلوچ جمع ہو کر مٹھو پر محمود خان مرحوم کے پاس گئے کہ اگر بستی بختادر میں فقیر غلام رسول درخواست واپس لے لیں تو ہم سوڑکپ کی سیٹ پر اپنے امیدوار کی درخواست واپس لے لیں گے.

محمود خان ڈھانڈلہ مرحوم نے یہ بات سنی تو سخت غصے میں آ کر کہا یہ غلط فہمی دل سے نکال دو. ہم یونین کونسل ڈھانڈلہ کی اپنی سب نشستیں چھوڑ سکتے ہیں مگر فقیر صاحب کی سیٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.

ایک مرتبہ راقم الحروف اور عزیز محمد نواز سلمہٗ گاڑی پر بھکرؔ سے نوتک اسٹیشن اترے محمود خان مرحوم بھی اسی گاڑی سے نوتک آئے. ان کی سواری کے لئے گھوڑے لائے گئے تھے ہم نے خیال کیا سواری کی خاطر ان کے سامنے نہیں ہوتے. چنانچہ ہم کچھ دیر ٹھہر گئے تاکہ وہ روانہ ہو جائیں. خان صاحب کو کسی طرح علم ہو گیا تھا. وہ کافی دیر انتظار کرتے رہے ہمیں بلوایا پہلے ہمیں گھوڑے پر سوار کرایا اور پھر خود سوار ہوئے.

قبلہ والد صاحب مرحوم کے ساتھ محمود خان ڈھانڈلہ کو قلبی محبّت تھی اس محبّت کے اظہار کی کئی حسین یادیں ہیں جن کے نقوش اب تک ہمارے دل پر ثبت ہیں. اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، اور جنّت الفردوس میں جگہ دے.

حاجی غلام حسن خان ڈھانڈلہ مرحوم

حاجی غلام حسن خان ڈھانڈلہ مرحوم ضلع بھکرؔ کی سیاست پر چھائے رہے اور انہیں طویل دورِ اقتدار ملا. انہوں نے اپنے دور میں ڈھانڈلہ خاندان

Marfat.com

کی سیاسی قوت کو بڑا مضبوط کر دیا تھا۔ حاجی غلام حسن خان مرحوم حضرت فقیر میاں علیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات و کرامات کا بہت تذکرہ کرتے اور اپنی کامیابیوں کو حضرت فقیر صاحب کی دعاؤں کی برکت سمجھتے۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ حضرت فقیر صاحب کے حالات قلمبند کریں گے تو میں آنجناب کے تصرفات اور عنایات کے تفصیلی حالات لکھ کر پیش کروں گا۔ مگر افسوس کہ ۱۹۸۴ء میں وہ جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ حاجی غلام حسن خان مرحوم ٹاؤن کمیٹی بھکر کے چیئرمین رہے۔ وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن بنے اور دو مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ حاجی غلام حسن خان مرحوم کے فرزند محمد ظفر اللہ خان ڈھانڈلہ اس وقت صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں، غلام سرور خان ڈھانڈلہ مرحوم کے فرزند نذیر اللہ خان ڈھانڈلہ ٹاؤن کمیٹی بھکر کے چیئرمین ہیں اور فیض اللہ خان ڈھانڈلہ یونین کونسل ڈھانڈلہ کے چیئرمین ہیں۔ حضرت فقیر میاں علیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا برکت سے یہ خاندان اب بھی برسرِ اقتدار ہے۔

ڈھانڈلہ خاندان کے بارے میں عجیب خواب

ڈھانڈلہ خاندان کا ہمونوالہ کے کسانوں کے ساتھ زمینوں کے بارے تنازعہ رہتا تھا۔ مولوی محمد بخش صاحب مرحوم کسانوں کی قیادت کرتے تھے اس لئے لڑائی جھگڑے مقدمہ بازی اور قید و بند تک بھی نوبت آ پہنچی تھی۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب مرحوم کی والدہ ماجدہ نے حضرت فقیر میاں علیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے میاں جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی خدمت میں عرض کیا کہ مدت ہو گئی ہے ہم ڈھانڈلہ قوم کے مظالم سے تنگ آ چکے ہیں ہم نے کئی مرتبہ اپنے پیر خواجہ شہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے فریاد کی ہے مگر کوئی جواب نہ ملا۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں آپ ان کی خدمت میں ہماری طرف سے فریاد کریں۔ میاں جی عبداللہ نے فرمایا کل بتاؤں گا۔ رات کو میاں جی عبداللہؒ خواب میں دیکھ رہے ہیں کہ دریا کے کنارے ایک بڑا اونچا درخت کھڑا ہے جنوب کی طرف سے ایک نورانی شکل بزرگ کلہاڑا کندھے پر رکھے ہوئے بڑے جلال میں آ رہے ہیں۔ وہ درخت کو کاٹنا چاہتے ہیں اور کلہاڑا اٹھاتے ہیں تو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ پہنچ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

"ہاں ہاں خیال کرنا یہ درخت ہمارے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔"

یہ سن کر وہ بزرگ جنوب کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور ان کی نیند کھل جاتی ہے فرمانے لگے مسئلہ حل ہو گیا ہے ہماری فریاد پر شہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ڈھانڈلوں کو ختم کرنے کے لئے آئے مگر نانا جی قبلہ نے ان کو بچا لیا۔

یہ روایت بڑی مشہور ہے اور ہم نے پختہ ذرائع سے سنی ہے ویسے بظاہر ایسے ہی ہوتا آیا ہے کہ جب بھی یہ خاندان کسی سخت پریشانی سے دوچار ہوتا ہے۔ تو حضرت فقیر صاحب کی امداد اور توجہ سے ان کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت فقیر صاحب کا وصال

حضرت فقیر میاں علیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وسیع حلقۂ ارادت کو فیضیاب کرنے اور ایک طویل و عریض پسماندہ علاقے کو فقر و درویشی کی برکات سے متبرک کرنے کے بعد پورے ترسیٹھ سال کی عمر میں اس دنیا سے عالم بقا کی طرف انتقال فرمایا۔ آپ کے سن وفات کا صحیح تعین تو نہیں ہو سکا لیکن خاندانی روایات، تاریخی قرائن اور حالات کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲۷۵-۸۰ھ کے درمیان عالم قدس کا سفر اختیار کیا۔ البتہ اسقدر معلوم ہوا ہے کہ شعبان المعظم کی اٹھائیس تاریخ تھی۔

وصال کے وقت حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و مستی کا عجیب عالم تھا۔ چونکہ بظاہر اس قسم کے حالات نہ تھے کہ آپ کے سفر آخرت کا اندازہ ہو جاتا اس لئے آپ کے فرزند حضرت فقیر غلام محمد صاحب اور حضرت فقیر غلام حیدر صاحب کچھ دیر کے لئے آپ کے ہاں موجود نہ تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ حاضر خدمت تھیں کہ آپ یک دم وجد و جلال میں آگئے اور اپنے صاحبزادوں کو نام لے کر بلایا۔ صاحبزادے حاضر خدمت ہوئے تو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت محض ان کی انتظار میں تھے کہ امانت ان کے حوالے کی جائے۔ آپ نے دونو صاحبزادوں کو فقر و ولایت اور فیض باطن کی امانت سے مالا مال کیا اور اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے جہان فانی سے سفر اختیار کیا۔

صورت از بے صورتی آمد بروں
باز شد انا الیہ راجعون

Marfat.com

تجہیز و تکفین اور جنازہ وتدفین

حضرت فقیر صاحب کے وصال کی خبر تیزی سے پورے علاقے میں پھیل گئی اور آپ کے ہزاروں عقیدت مند آپ کی زیارت کے لئے آنے لگے۔ عوام الناس کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوا اور نمازِ جنازہ کے بعد تدفین کے لئے آپ کے جنازہ کے صندوق کو دریائے سندھ کے پار مغرب میں لے جایا گیا۔ یہ قبرستان آپ کے آبائی وطن میں تھا اور آپ کے آباؤ اجداد یہاں پر مدفون تھے۔

مخدوم صاحب اُچ شریف کا اظہارِ افسوس

علاقہ کے درویش اور صوفی بزرگوں نے تو اس باخدا مردِ درویش کے وصال پر جو اظہارِ افسوس کیا اپنے مقام پر، تعجب ہے کہ سینکڑوں میل دور اُچ شریف کے مخدوم صاحب کو بھی اس سانحہ کا علم ہوا اور انہوں نے عجیب محبّت بھرے انداز میں اظہارِ افسوس فرمایا۔ ہمارے علاقہ کے بہت سے لوگ اچ شریف جاتے تھے کچھ لوگ حضرت مخدوم صاحب بخاری کی مجلس میں موجود تھے کہ اچانک انہوں نے زور سے اپنا دایاں ہاتھ اپنی ران پر مارا اور ارشاد فرمایا۔

"تریسٹھ سال تک بستی بختاور میں خدا جلوہ گر رہا ہے افسوس
کہ اندھی دنیا کو خبر نہ ہوئی۔"

پھر مخدوم صاحب نے وضاحت فرمائی کہ بستی بختاور والے فقیر صاحب اس جہان سے رخصت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن اور اسی وقت فقیر صاحب کا وصال ہوا تھا۔

Marfat.com

صندوقِ جنازہ برآمد کیا گیا

حضرت فقیر صاحب کا مزار تقریباً بیس۲۰ سال اسی آبائی قبرستان میں رہا یہاں تک آپ کے صاحبزادے فقیر غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہیں دفن کیا گیا جب ان کی تدفین کو چھ سال گزر گئے تو حضرت فقیر صاحب نے اپنے صاحبزادے فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دی کہ دریائے سندھ شدید طغیانی پر ہے ہمیں یہاں سے منتقل کرو۔ فقیر غلام حیدر صاحب نے خواب کا معاملہ سمجھ کر زیادہ غور نہ کیا۔ دوبارہ اسی رات پھر خواب میں فقیر صاحب نے فرمایا تو فقیر غلام حیدر صاحب سوچنے لگے۔ تیسری مرتبہ آپ نے بڑی تاکید سے فرمایا کہ دریا محض ہماری وجہ سے رُکا ہوا ہے۔ جلدی کرو اور ہمیں یہاں سے منتقل کرو۔ صبح سویرے پروگرام بن گیا۔ فقیر غلام حیدر صاحب اپنی برادری اور شہر کے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو راستے کے دیہات سے سینکڑوں لوگ یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے ساتھ چل پڑے۔ وہاں پہنچے تو واقعی صرف مزارات محفوظ تھے چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

سب سے پہلے حضرت فقیر میاں عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو کھولا گیا آپ کا جسدِ اطہر بلکہ کفن اور صندوقِ جنازہ بالکل صحیح سالم تھا اور خوشبو آرہی تھی۔ یہی حال تھا آپ کے جدِّ امجد، والد ماجد اور صاحبزادے کا کہ یہ تمام عارفین صادقین زندہ کرامت کے طور پر جلوہ گر تھے۔

Marfat.com

تین دن تک عام زیارت

ان بزرگوں کے صندوقِ جنازہ لوگوں نے اٹھائے تو پورے علاقے سے عوام الناس زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ ہوسکتا ہے آجکل کے بعض لوگوں کو مشکل سے یقین آئے مگر یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اس واقعہ سے فقر و ولایت کی حقّانیت اور صداقت کو چار چاند لگ گئے۔

ایک دِن بستی بخنا ور پہنچنے میں لگ گیا دوسرے دن ہزاروں لوگ کھلے میدان میں زیارت کرتے رہے اور تیسرے دن آپ کے صندوقِ جنازہ کو موجودہ قبرستان میں جو نوتک سے ایک میل مشرق میں واقع ہے لایا گیا۔ یہی جگہ اب دربار فقیر صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

مقبرہ کی تعمیر

آپ کے چھوٹے فرزند حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مقبرہ کی تعمیر کا پروگرام بنایا، آپ نے ایک جگہ مقرر فرمائی کہ یہاں اینٹوں کے لئے بھٹی تیار کی جائے۔ کچھ خدمت گاروں اور عقیدت مندوں نے آپکے مشورے کے بغیر مزار شریف سے قریب بھٹی بنالی، بھٹی میں اینٹیں بھر دی گئیں، ایندھن ڈال دیا گیا، آگ جلانے کی کوشش کی گئی، مگر ایک چنگاری بھی روشن نہ ہو سکی بڑی پریشانی ہوئی آخر حضرت فقیر غلام حیدر صاحب کی خدمت میں آدمی بھیجا گیا، آپ تشریف لائے تو سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تمہاری غلطی اور نافرمانی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ بھٹی دور ہی تیار کرو جس جگہ میں نے تمہیں کہا تھا۔

Marfat.com

آگ نہ لگنے کی وجہ

خدّام اور مخلصین نے معذرت کی اور بھٹی دور تیار کر کے کہنے لگے حضرت ہمارا مقصد یہ تھا کہ اینٹوں کو دور سے لانے میں دیر اور تکلیف ہوگی یہاں نزدیک سے کام جلدی ہو جاتا۔ اس پر حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم نہیں اصل بات یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ نے خود حضرت فقیر صاحب کے قبرستان کی حد بندی کی ہے۔ لہٰذا اس حد کے اندر آگ نہیں جل سکی۔ انشاء اللہ فقیر صاحب کے قبرستان میں دفن ہونے والا جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

قبرستان میں دفن ہونے والا پہلا مُردہ

ابھی حضرت فقیر صاحب کے مقبرے کی دیواریں کھڑی کی جا رہی تھیں حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کام کی نگرانی کر رہے تھے۔ موضع بھڑ رسید شاہ سے ایک میّت لائی گئی جسے زمین پر رکھتے ہی لوگ منہ لپیٹے دور ہونے لگے۔ حضرت فقیر غلام حیدر صاحب نے اس طرف کا رُخ کیا تو لوگوں نے کہا۔ حضور اس طرف نہ آئیں میّت کی حالت بہت خراب ہے۔ مزید تبلایا گیا کہ اس شخص کا چہرہ سیاہ ہے اور جُھلسا ہوا ہے۔ بدبو اسقدر ہے کہ پاس ٹھہرا نہیں جاتا۔

حضرت فقیر غلام حیدرؒ پر جلال کی کیفیت

حضرت فقیر غلام حیدر صاحب نے جب سارا حال سنا تو جلال میں آگئے

Marfat.com

فرمانے لگے عارف سلطان کے قبرستان میں پہلی میت آئے اور ایمان سلامت نہ لے جائے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

چہرہ منوّر کردیا اور خوشبو آنے لگی

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ میت کی طرف روانہ ہوئے۔ دور ہی سے فرمایا منہہ سے کپڑا ہٹا دو شہادت کی انگلی ماتھے پر رکھی اور کچھ دیر پڑھتے رہے۔ انگلی اٹھائی تو چہرہ چمک رہا تھا اور خوشبو پھیل رہی تھی۔ لوگوں سے فرمایا اب آؤ اور دیکھو۔ لوگ حیران رہ گئے کہ اس قسم کا نورانی چہرہ انہوں نے نہ دیکھا تھا۔

یہ واقعہ مشہور ہوا تو ہر طرف سے لوگوں نے فقیر صاحب کے قبرستان کا رُخ کیا۔ یہ جگہ دریائے سندھ کے زیریں دیہات سے بہت دور ہو جاتی ہے پھر نوتک اور بھل میں پرانے قبرستان بھی موجود ہیں مگر حضرت فقیر صاحب کے عقیدت مند دور دراز کا سفر طے کر کے حصول برکت کے لئے مُردوں کو تدفین کے لئے یہاں لے آتے ہیں۔

ڈھانڈلہ خاندان نے حضرت فاضل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نوتک کے قبرستان کو چھوڑ کر حضرت فقیر صاحب کے قبرستان میں دفن ہونا پسند کیا اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی یہی سلسلہ اختیار کیا۔ کئی ایکڑ اراضی پر مشتمل رقبہ قبرستان کے لئے وقف تھا مگر اب معمولی سی گنجائش رہ گئی ہے خدا کرے ساتھ کوئی رقبہ مل جائے جس سے کمی پوری کی جاسکے۔

Marfat.com

حضرت فقیر صاحب کا ارشاد

روایت ہے کہ حضرت فقیر صاحب کے سامنے پاکپتن شریف کے بہشتی دروازے کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تو بادشاہ ولایت ہیں اس عاجز کے قبرستان میں بھی جو شخص دفن کیا جائے گا انشاء اللہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

مقبرہ کی تکمیل اور دیکھ بھال

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نگرانی میں پختہ مقبرہ کی تعمیر مکمل کرائی۔ دیکھ بھال کے لئے خود بھی آنا جانا رکھتے اور مستقل مجاور ٹھہرانے کا بھی انتظام کیا۔ تھل کے اس علاقے میں اسوقت پانی کی شدید قلت تھی چنانچہ حضرت فقیر غلام حیدرؒ کے صاحبزادے حضرت فقیر غلام اسحٰق نے دربار شریف پر کنواں کھدوانے کا اہتمام کیا اور اس طرح پانی نہ ہونے کی تکلیف رفع ہوگئی حضرت فقیر غلام حیدرؒ کے وصال کے بعد مقبرے کی دیکھ بھال حضرت فقیر غلام اسحٰق صاحب کرنے لگے۔ آپ کثرت سے خانقاہ پر حاضر ہوتے اور مقبرہ کی عمارت کی تزئین اور مرمت کا خاص خیال فرماتے۔ کافی عرصہ آپ یہ خدمت سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ آپ کے بھتیجے فقیر حاجی قادر بخش مرحوم نے دربار شریف پر مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اب تک فقیر حاجی قادر بخش کی اولاد دربار شریف پر قیام پذیر ہے۔

Marfat.com

مزارات کا نقشہ

حضرت فقیر صاحب کے مقبرے کا دروازہ جنوب کی طرف ہے دروازہ کی دائیں جانب کے سامنے آپ کا مزار ہے اور دروازے کے بالکل سامنے آپ کے والد ماجد فقیر نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے مزارات کے نقشہ کو آسانی سے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ مقبرہ میں داخل ہوں تو دائیں طرف دیوار کے ساتھ حضرت فقیر برخوردارؒ اُن کے ساتھ حضرت فقیر غلام حیدرؒ ان کے ساتھ حضرت فقیر میاں عیسیٰؒ اُن کے ساتھ حضرت فقیر نور احمدؒ ان کے ساتھ حضرت فقیر غلام محمدؒ اور آخر میں حضرت فقیر غلام رسولؒ آرام فرما ہیں۔ مقبرے کی مغربی دیوار اور مزارات کے درمیان کچھ فاصلہ ہے جہاں کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

حضرت فقیر صاحب کے مزار سے حصولِ فیض

بعض درویشوں کو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف سے بھی فیض حاصل ہوا۔ پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن کلاچی والہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خا[ن] ان درویشوں میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ شاہ صاحب موصوف ظاہری طو[ر] پر ہمارے بزرگ حضرت فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہتے۔ مگر باطنی فیض انہیں حضرت فقیر صاحب سے حاصل ہوا۔ پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سخت سردیوں کی راتوں میں اکیلے مراقبے کی صورت میں حضرت فقیر صاحب کے مزار شریف کی طرف متوجہ بیٹھے رہتے اور ان کی کئی راتیں اسی کیفیت

Marfat.com

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پُر انوار۔ تصویر میں آپ کے والد ماجد
اور صاحبزادوں کے مزارات بھی نظر آ رہے ہیں۔

Marfat.com

ہیں گزر جاتیں۔ ایک مرتبہ مسلسل کئی راتیں وہ خاموش رہے اور مزار کی طرف متوجہ رہے۔ اچانک صبح کے وقت بہت خوش و خرم دیکھے گئے اور فرمانے لگے آج رات حضرت فقیر صاحب نے خیرات سے مالا مال کر دیا ہے شاہ صاحب موصوف جانوروں اور پرندوں پر بڑے مہربان تھے سینکڑوں کے حساب سے بٹیر خرید لیتے اور انہیں اُڑا دیتے۔ آپ بڑے مستجاب الدعوات تھے خصوصاً بارش کے لئے آپ کی دعا بہت مشہور تھی۔

میں مظلوم کے ساتھ ہوں

ایک مرتبہ شاہ صاحب موصوف کھلے میدان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے سے شکاری گھوڑوں اور شکاری کتوں کے نرغے میں آیا ہوا بارہ سنگھا گزرنے لگا۔ قریب تھا کہ گھوڑے اور کتے بارہ سنگھے کو روند ڈالیں۔ چنانچہ شکاریوں نے نعرے لگائے شاہ صاحب مرحوم نے جانور کی بے بسی دیکھی تو کھڑے ہو کر فرمایا میں مظلوم کے ساتھ ہوں یہ کہنا تھا کہ بارہ سنگھے کو پر لگ گئے۔ شکاری گھوڑے اور کتے زور لگاتے رہے مگر قبضے میں آیا ہوا بارہ سنگھا ان کی زد سے نکل گیا تمام لوگ حیران تھے اور اس غیر متوقع صورتحال کو شاہ صاحب مرحوم کی کرامت قرار دیتے تھے۔ پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر صاحب کے خاندان کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ کا مزار کلاچی والہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے وہاں باقاعدگی سے آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے بھکر کے سید رسول شاہ مرحوم آپ کے بھائی تھے۔ آپ کے ایک چھوٹے بھائی سید خدا بخش شاہ موضع عنایت آباد میں قیام پذیر ہیں۔

Marfat.com

مقبرہ کی تعمیرِ نو

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا جو مقبرہ آپ کے فرزند فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کرایا تھا تقریباً سو سال گزرنے تک قائم رہا۔ پھر چھت کچھ کمزور ہو گئی اور دیواروں میں بھی نقص پڑ گیا تو ضرورت پیش آئی کہ عمارت از سرِ نو تعمیر کی جائے۔ حضرت فقیر صاحب کے عقیدت مندوں کا تقاضا بھی زور پکڑ گیا اور بالآخر آج سے تقریباً بیس سال پہلے مقبرہ کو از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ فقیر حاجی قادر بخش مرحوم کے فرزند فقیر محمد بخشؒ اور فقیر غلام حیدر جو دونو دربار پر مقیم ہیں اور مولانا محمد بخش کوندروی مرحوم نے عقیدتمندوں کے تعاون سے تعمیر کے اس مرحلہ کو طے کرنے میں کافی حد تک کوشش کی۔

مسجد کی تعمیر

حضرت فقیر صاحب کے دربار پر پہلے تو مسجد کی کچی عمارت تھی جو کافی عرصہ تک قائم رہی۔ آج سے تقریباً بائیس سال پہلے حضرت فقیر صاحب کے عقیدت مند شیخ غلام احمد ساکن بستی کھیوا نے مسجد کی پختہ عمارت تعمیر کرائی۔ یہ مسجد فقیر صاحب کے مقبرے سے تقریباً چالیس گز کے فاصلے پر ہے۔ زائرین یہاں نماز ادا کرتے ہیں عرس کے موقع پر وعظ و تقریر کی محفل یہاں منعقد ہوتی ہے اور خاص موقعوں پر شبینہ کا اہتمام بھی اسی مسجد میں کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

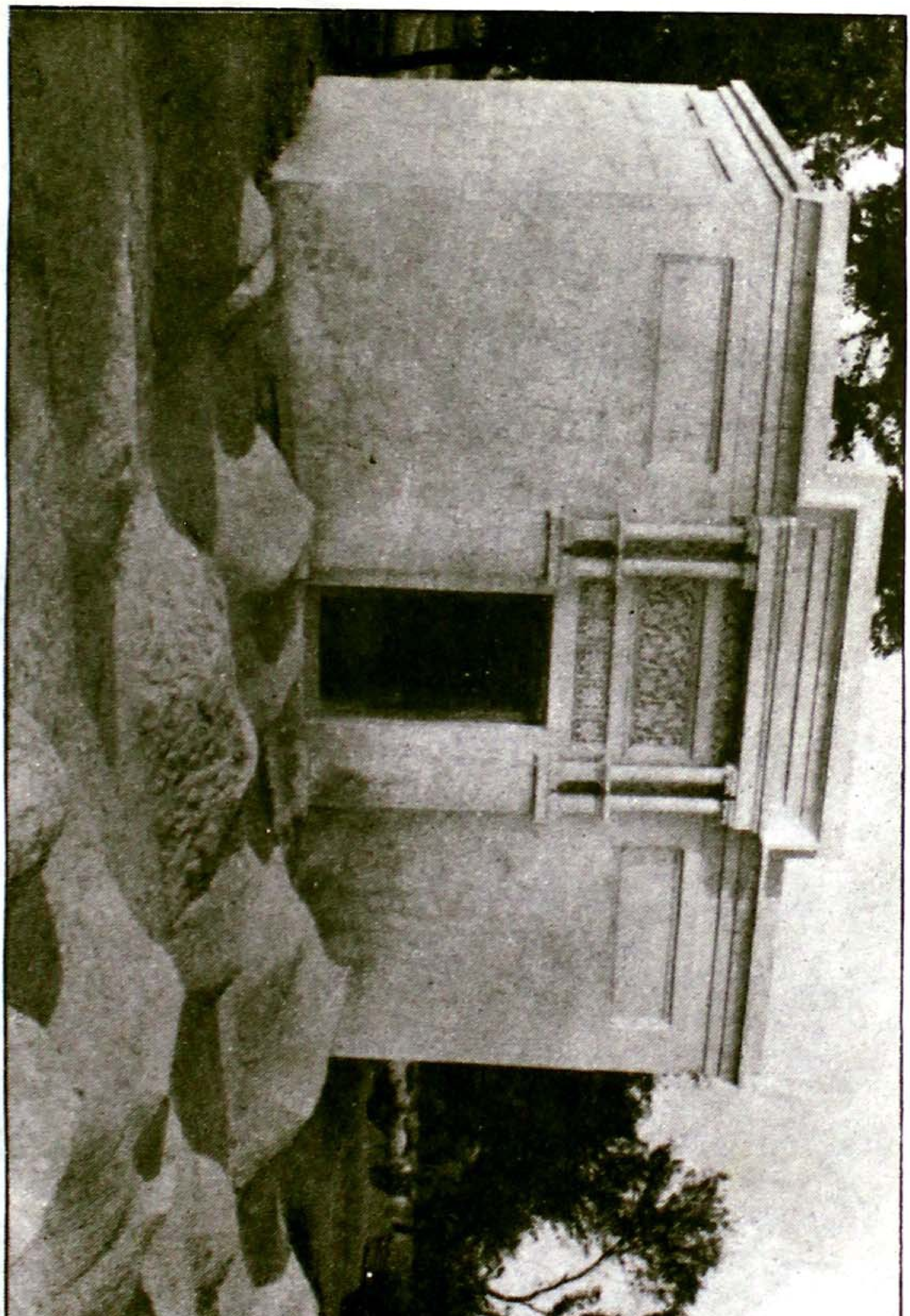

حضرت عارف سلطان فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ۔

Marfat.com

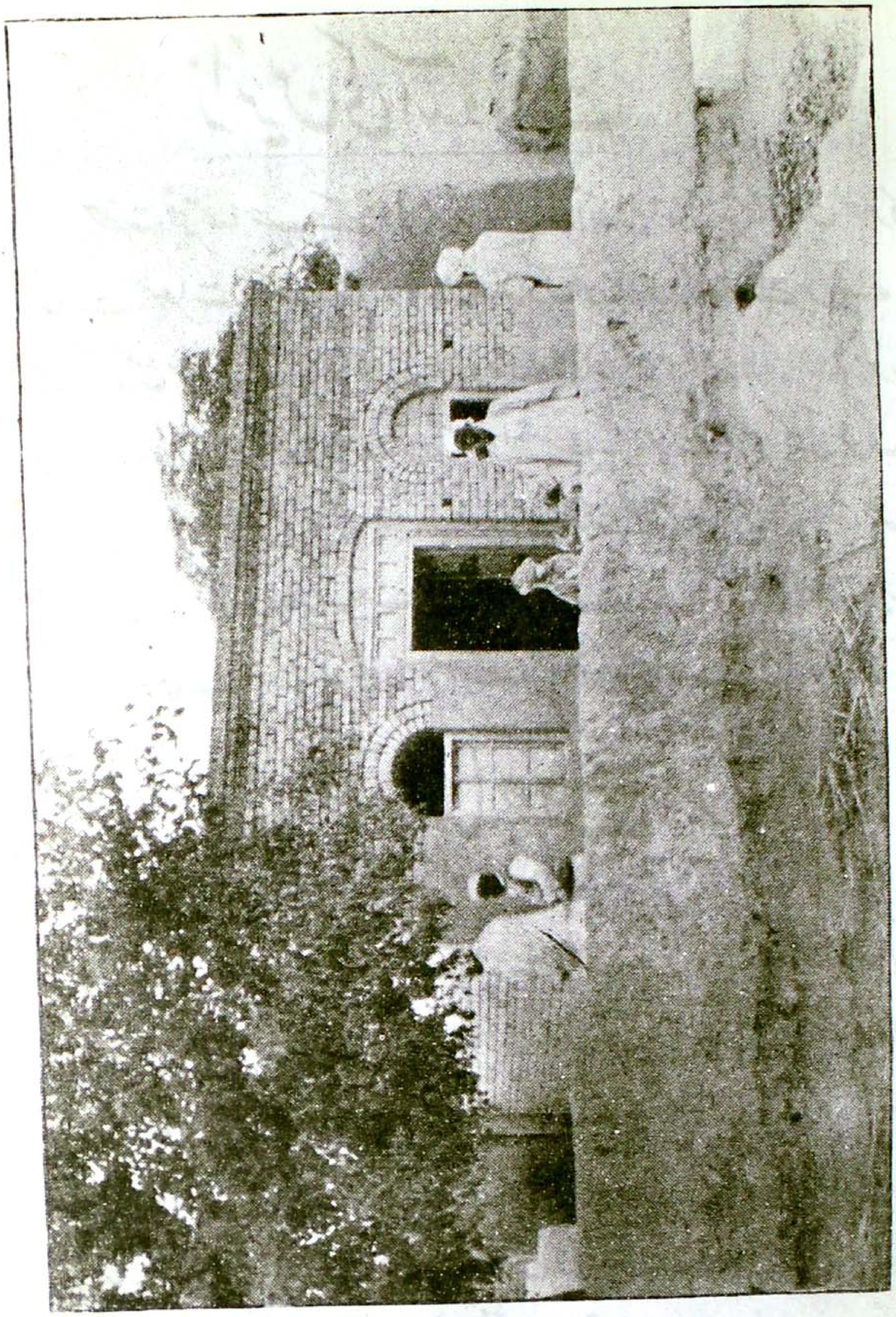

دربار حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد۔

Marfat.com

زائرین کی آمد و رفت

حضرت فقیر صاحب کے مزار پر زائرین کی آمد و رفت ہر موسم میں جاری رہتی ہے جمعرات، جمعہ، محرم، رمضان المبارک اور عرس کے موقعے پر اچھے بھلے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ دنوں میں بھی لوگوں کا آنا جانا ہوتا ہی رہتا ہے۔ نذر و نیاز کی علاقائی رسم و تقریب کے موقعے پر بھی کافی لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ زیر غور منصوبے کے تحت سڑک بن گئی تو زائرین کی آمد میں اضافہ ہو جائے گا۔ دربار شریف کے احاطے میں خلاف شرع حرکات پر سخت پابندی ہے اور غیر شرعی رسوم سے احتراز کیا جاتا ہے۔

حضرت فقیر صاحب کے تبرّکات

حضرت فقیر صاحب کے تبرکات میں سے ہمارے پاس آپ کی دستار مبارک اور ایک رومال محفوظ ہے۔ ہلکے درمیانے کھدر کی یہ دستار تین ہاتھ لمبی اور ایک ہاتھ سے کم چوڑی ہے۔ کافی عرصہ گزرنے کی وجہ سے اس کا رنگ زرد ہو چکا ہے۔ کئی مرتبہ مشکل اوقات میں اس دستار مبارک کی برکات اور فیوضات کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ اس دستار کو ہم نے روحانی اثاثہ اور خیر و برکت کا خزانہ سمجھتے ہوئے بڑی توجہ سے محفوظ کیا ہوا ہے۔ سیرت اور تاریخ کی روایات میں ہے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمود غزنوی کو اپنی قمیص مبارک عطا فرمائی تھی۔ ہندوستان میں سومنات پر حملے کے موقعہ پہ سلطان سخت پریشان ہوا تو قمیص مبارک

Marfat.com

کے وسیلے سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے فتح عطا فرمائی۔ خواب میں سلطان کو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے ہماری قمیص کی قدر و منزلت نہیں پہچانی۔ اگر تم اس کے وسیلے سے یہ دعا کر دیتے کہ تمام دنیا کے کافر و مشرک مسلمان ہو جائیں تو یہ دعا بھی قبول ہو جاتی۔ ہو سکتا ہے آجکل کے بعض لوگ ان چیزوں کو عقیدت کا افسانہ قرار دیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ مقبولانِ خدا کے تبرکات میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و برکت ہوا کرتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی برکت پر قرآن مجید شاہد ہے اسی طرح احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کرام رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جبّہ مبارک اور موئے مبارک کو پانی میں گھول کر پانی بیماروں کو پلاتے تھے اور انہیں شفا ہو جاتی تھی۔

دستار مبارک کی برکت سے طغیانی رک گئی

آج سے کوئی پندرہ سال پہلے کی بات ہے کہ دریائے سندھ میں شدید طغیانی سے بستی بختاور کو سخت خطرہ لاحق ہوا۔ آس پاس کے بہت سے دیہات پانی کی لپیٹ میں آگئے اور بہت ہی نقصان ہوا۔ شام ہو چکی تھی شہر کے شمالی اور مغربی جانب کے حفاظتی چھوٹے بند خاص طور پر ہمارے محلے کا حفاظتی بند سخت خطرے میں پڑگیا۔ اتنے میں معمولی بارش ہونے لگی اور تیز ہوا چل پڑی۔ دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی کی سطح بند سے بلند ہے ہمارے خاندان کے لوگ اور شہر کے باشندے اسی بند پر زور لگا رہے تھے بند سے کوئی بیس پچیس گز پر محلّے کے مکانات تھے۔

Marfat.com

لوگوں کی بے بسی اور پریشانی

جب تیز ہوا چل پڑی تو پانی کو اور تقویت مل گئی۔ ایک مرتبہ درمیان سے بند کو شگاف ہو گیا۔ قیامت صغریٰ کا نمونہ تھا۔ لوگ شگاف پر ٹوٹ پڑے چٹائیاں ڈال کر فوری طور پر قابو پالیا گیا۔ مگر ہوا کے تیز جھونکوں سے بند ہلتا ہوا نظر آتا جانوروں کی رسیاں کاٹ دی گئیں اور ظاہری طور پر بند قائم رہنے سے ناامیدی ہو گئی۔ شہر کے لوگوں نے چیخ کر کہا کہ اب اپنے بزرگوں کو بلائیں وہی کوئی امداد کریں تو بچ سکتے ہیں ورنہ کوشش کرنا فضول ہے۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ

حیرت اور پریشانی کے اس عالم میں راقم الحروف کے چھوٹے بھائی عزیز محمد نواز سلمہٗ گھر کی طرف دوڑ کر گئے اور صندوق سے حضرت فقیر صاحب کی دستار مبارک نکال کر لائے عجز، دنیاز اور سوز وگداز کی ویسے بھی اس موقعہ پر فراوانی تھی پھر دستار مبارک وسیلہ بنانے سے اور ہی کیفیت پیدا ہو گئی۔ تمام احباب رو رو کر دعا مانگنے اور عرض کرنے لگے الٰہ العالمین ہم فقیر صاحب کی دستار کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں مہربانی فرما ہمیں مشکل سے نجات عطا فرما۔

بغیر کسی مبالغہ اور تکلّف کے یہ ایک حقیقت ہے کہ عین اسی وقت ہوا اور بارش رک گئی۔ فوری طور پر پانی کی سطح کم ہونے لگی اور تھوڑی ہی دیر میں خطرہ ٹل گیا۔ لوگ بستی بخناور کو محفوظ پاکر حیران ہوتے تھے کہ اس کے بچنے کی تو کوئی توقع نہ تھی۔ کیونکہ یہ بات عام پھیل چکی تھی کہ بستی بخناور طغیانی

Marfat.com

کی خاص زد میں ہے اور وہاں کا کوئی مکان نہیں بچ سکے گا۔ تعجب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے دریائے سندھ نے اس پورے علاقے سے رُخ موڑ لیا ہے اور اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک سیلاب نے اس علاقے کا رُخ نہیں کیا۔

حضرت فقیر صاحبؒ کی اپنی اولاد کو ایک نصیحت

حضرت فقیر صاحبؒ نے اپنے خاندان والوں کو خاص طور پر ایک نصیحت فرمائی تھی اور وہ یہ کہ علم دین پڑھنا، پڑھانا اور مساجد کو آباد رکھنے کا خاص خیال کرنا۔ اللہ تعالیٰ ان کاموں کی وجہ سے تمہارے رزق میں برکت کرے گا۔ اور تمہیں اطمینان اور سہولت رہیگی۔

فقیر خاندان کی خدمت کرنیوالوں کو بشارت

حضرت فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جو شخص میری اولاد کی خدمت کرے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کرے گا میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا۔ میری اولاد کو اگر کسی شخص نے پانی بھی پلایا تو انشاءاللہ یہ عاجز اس کو بھی قیامت کے دن ضرور بدلہ دے گا۔

حلِّ مشکلات کیلئے فقیر صاحبؒ کو پکارنا

ہمارے بزرگوں سے منقول ہے کہ مشکل اور پریشان کُن حالات میں حضرت فقیر صاحب کے مزار کی طرف رُخ کر کے تین بار آپ کو مدد کے لئے پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلے سے مشکل حل فرما دے گا۔ یہ ہمارے

Marfat.com

بزرگوں کا معمول رہا ہے اور بعض عقیدتمندوں نے بھی اس عمل کو مجرّب پایا ہے۔

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اختتام پذیر ہوتے ہیں اور ان کے بعد آپ کے صاحبزادوں اور آپ کے خاندان کے حالات کا بیان شروع ہو گا۔ اگرچہ ضمناً پھر بھی آپ کا ذکرِ خیر ہوتا رہے گا تاہم مستقل باب کی حیثیت سے آپ کا تذکرہ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے برکات و فیوضات سے ہمیں مستفید فرمائے آمین۔

حضرت فقیر صاحب کے صاحبزادگان حضرات کے حالات شروع کرنے سے پہلے حضرت کی بارگاہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد فیضی کا منظوم نذرانۂ عقیدت پیش کیا جاتا ہے اور یوں اس منقبت پر حضرت فقیر صاحب کے حالات اختتام پذیر ہوں گے۔

واضح ہو کہ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور تا حال اُن کی اولاد کے حالات لکھے جائیں گے۔ پھر آپ کے صاحبزادے حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ اور تا حال ان کی اولاد کے حالات درج کیئے جائیں گے۔

Marfat.com

منقبت

در شانِ حضرت عارف سلطان فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ذاتِ حق میں فنا میاں عیسیٰؒ — عارفِ حق نما میاں عیسیٰؒ
غوثِ اعظمؓ کی مہربانی سے — بن گئے باخدا میاں عیسیٰؒ
مردِ کامل حضورِ عاشقِ حنانؒ — جن کا مظہر بنا میاں عیسیٰؒ
نورِ احمدؐ نے کردیا جس کو — باوفا پُرضیاء میاں عیسیٰؒ
شانِ فقرِ محمدیؐ کا نشاں — وقت اپنے میں تھا میاں عیسیٰؒ
ماسوی اللہ سے دل کو صاف کیا — صوفیِ باصفا میاں عیسیٰؒ
اتباعِ نبیؐ کے ساتھ ہوا — محوِ حبِّ خدا میاں عیسیٰؒ
دے کے اولاد کو یہی تعلیم — حق سے واصل ہوا میاں عیسیٰؒ

فیضؔ اُن کے صفات کیا لکھوں
رونقِ اولیاء میاں عیسیٰؒ

از رشحاتِ قلم
استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد فیضؔ مدظلہ

Marfat.com

حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاجزادے تھے۔ اپنے والد ماجد کے ہاں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ آپ بہت بارعب، صاحب جلال اور صاحب تصرّف تھے۔ حضرت فقیر صاحب آپ کو وظائف اور ذکر و فکر کی تلقین فرماتے اور سلوک کی طرف متوجہ کرتے مگر آپ اس طرف دلچسپی کا اظہار نہ کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت فقیر صاحب نے بڑی سختی سے حکم فرمایا کہ ہمارے طریقہ کو اپنے لئے لازمی سمجھو اور اس کے آداب اور شرائط کا پورا پورا خیال رکھو۔ آپ نے عرض کیا حضرت آپ پر تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے مگر ہم سے تو فقر و غربت اور افلاس برداشت نہیں ہو سکتا۔ اگر نفس پر اس قدر ظلم کرنے کے بغیر فقر کا حصول مشکل ہے تو پھر ہم فقیر نہ سہی یہ مصیبت ہم سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ حضرت فقیر صاحب یہ سن کر مسکرانے لگے اور فرمایا پھر تم کیا چاہتے ہو۔

آپ نے تین شرطیں پیش کر دیں

حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے والد ماجد کے جواب میں عرض کیا، حضرت! فقر و تصوّف کے آداب و شرائط بسر و چشم منظور مگر میری بھی تین گزارشات ہیں اگر وہ پوری ہو جائیں تو پھر مجھے اس بارے میں کوئی تردّد نہیں رہے گا۔

Marfat.com

ایک گزارش تو یہ ہے کہ جو بھی دعا کروں قبول ہو جائے۔ دوسری یہ کہ سواری کے لئے اچھا گھوڑا ہمیشہ میسّر رہے اور تیسری یہ کہ بھینس کا دودھ بھی ہر موسم میں پینے کے لئے ملتا رہے اور مکھن گھی کی قلّت نہ رہے۔

تینوں شرطیں منظور

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا غلام محمد تمہاری یہ تینوں شرطیں منظور ہیں۔ بالکل اسی طرح ہوا۔ آپ نے جس کے لئے دعا فرمائی منظور ہوئی، سواری کے لئے ہمیشہ اچھا گھوڑا آپکے پاس رہا بھینسیں بھی ہر موسم میں آپ کے ہاں رہیں اور کبھی مکھن، دودھ اور گھی کی قلّت نہ ہوئی۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

آپ کی زبان مبارک میں زبردست تاثیر تھی جو بھی فرماتے وہی ہو کے رہتا بستی بختاور میں نومسلموں کے دس بارہ گھر ہیں ان کے باپ دادا کو حضرت فقیر غلام محمد صاحب نے مسلمان کیا تھا انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اگر آپ ہمیں بستی بختاور میں رہنے کے لئے جگہ دلوا دیں تو ہم وہاں آباد ہونے کے لئے حاضر ہو جائیں کیونکہ یہاں ہماری جگہ تنگ ہے اور پھر آپ کی زیارت کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے۔ آپنے شفقت کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں وہاں کے زمینداروں سے رہنے کی جگہ لیکر دونگا اور تمہارا ہرطرح سے خیال رکھوں گا۔ چنانچہ وہ لوگ بستی بختاور منتقل ہو گئے۔ چونکہ یہ لوگ نماز روزے اور شرعی احکام سے عموماً آزاد اور بے خبر

ہوتے ہیں اس لئے ان کے آنے پر آپ کے چھوٹے بھائی حضرت غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ آپ نے یہ کیا مصیبت ہمارے گلے میں ڈال دی ہے ان لوگوں کو حرام حلال کی تمیز نہیں ہوتی، نماز روزے کی خبر نہیں اور کلمہ تک سیدھا نہیں آتا اب اگر یہ کلمہ بھی نہ پڑھیں تو پھر ان کے جنازے ہم کس طرح پڑھائیں۔

کلمہ یار پڑھایا باہوؒ

یہ سن کر حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر جلال طاری ہو گیا اور فرمانے لگے بھائی غلام حیدر ان کو ہم نے وہ کلمہ پڑھایا ہے کہ ان کی قبر بھی کلمہ پڑھتی رہے گی یہ کوئی دور کی بات نہیں بستی بختا ور کے لوگ شاہد ہیں کہ یہ نومسلم جو نماز روزے کا خیال نہیں کرتے جب ان کے خاتمے کا وقت آتا ہے تو فقیر صاحب کے خاندان اور بستی بختاور کے لوگوں کو بلا کر بلند آواز سے کلمے کا ورد کر کے کہتے ہیں ہمارے کلمے کے شاہد رہنا۔ آپ کی دعا کی برکت سے آج تک ان لوگوں کا یہی حال ہے کہ مرتے وقت یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں۔

قلندر سے ملاقات

آپ کو چونکہ بھینسوں کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا اس لئے ان کا کافی خیال رکھتے تھے۔ گرمیوں کے موسم میں بستی بختاور سے دو تین میل شمال مغرب کی طرف ایک گاؤں بنڈ وہیں عقیدتمندوں کے پاس چند دن قیام فرماتے اور بھینسیں دریائی علاقے میں چرنے کے لئے بھیج دیتے۔

Marfat.com

دوپہر کے وقت آپ درختوں کے گھنے سائے میں آرام فرماتے عقیدتمندوں کا ہجوم ہوتا اور ایک روحانی رونق قائم رہتی۔ دوپہر کا وقت تھا آپ خوب آرام میں تھے۔ عقیدت مندوں کو یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ آپ اچانک بیدار ہوئے اور ننگے پاؤں جنوب کی طرف دوڑنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درویش مگر صاحب جلال ہونا راضگی کے عالم میں معلوم ہوتے تھے۔ فقیر صاحب کو دیکھ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ آپ انہیں بڑی کوشش سے واپس لانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ بار بار کہتے ہیں اب مجھے کچھ نہ کہیں۔ مجھے بس جانے دیں میں واپس نہیں جاؤنگا آپ مجھے زیادہ مجبور نہ کریں۔ حضرت فقیر صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کی خاطر دوڑ کر آیا ہوں۔ یہ لوگ بے چارے جاہل ہیں انہیں کیا معلوم آپ کون ہیں۔ ان کی گستاخی سے میں معذرت کرتا ہوں۔ آخر وہ بزرگ فقیر صاحب کے ساتھ واپس چل پڑے۔ آپ انہیں ڈیرے پر لائے کھانا تیار کرایا اور کھانا کھلا کر رخصت کیا اور کچھ آگے پہنچانے کے لئے بھی ساتھ گئے۔ واپس تشریف لائے تو لوگوں سے فرمانے لگے خدا کا شکر کرو کہ آج تمہارا شہر بچ گیا ہے یہ صاحب جلال بزرگ قلندر تھے اور سخت ناراضگی میں تھے قریب تھا کہ شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ اصل واقعہ یہ ہوا کہ وہ بزرگ گاؤں سے گزرے تو کھانا طلب کیا ان کی ظاہری شکل وصورت سے لوگوں کو اندازہ نہ ہوسکا لوگوں نے سمجھا کوئی پیشہ ور گداگر ہے۔ پھر انہوں نے پانی مانگا تو بھی کسی نے نہ پلایا۔ اس پر وہ ناراض ہو گئے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ سب آپ کی مہربانی ہے ورنہ ہم غریب تو مارے جاتے۔ آپ نے فرمایا ظاہری پھٹے پرانے لباس والوں کو حقیر خیال نہ کیا کرو۔ ایسی گودڑیوں میں کئی لعل چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

روایت ہے کہ حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو والدِ گرامی حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کل نوتک کے قریب جرنیلی سڑک کے راستے انگریز فوج کے دستے گزریں گے ان کے آخر میں سامان سے لدے ہوئے اونٹ کا شتربان صاحبِ کمال درویش اور ولیٔ کامل ہوگا ان کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرو اپنے لئے دعا طلب کرو اور باطنی فیض کے لئے التماس کرو میں تو گنہگار ہوں ہو سکتا ہے ان کی توجّہ سے تمہیں کمال حاصل ہو جائے۔

والدِ گرامی کے فرمان کے مطابق دوسرے دن صبح سویرے آپ نوتک کے قریب جرنیلی سڑک پر جا پہنچے اور انتظار کرنے لگے۔ دوپہر کے بعد فوجی دستے گزرنے لگے۔ دن غروب ہونے کے قریب تھا کہ سب سے آخر میں سامان سے لدے ہوئے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے وہ مردِ درویش سامنے سے گزرنے لگا۔ حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ جذبۂ شوق سے ان کی قدم بوسی کے لئے آگے ہوئے۔

ولی را ولی مے شناسد

اُس مردِ درویش نے دُور سے فرمایا آپ کے والد ماجد نے آپ کو میری طرف بھیجا ہے انہیں سلام کہنا اور یہ پیغام بھی دینا کہ خود کو چھپاتے ہو اور دوسروں کو ظاہر کرتے ہو۔ پھر تاکید فرمائی کہ والد صاحب کی خدمت میں تمہیں سب کچھ ملے گا۔ جو نعمت ہمارے پاس ہے یہ بھی وہاں سے

Marfat.com

مل سکتی ہے۔ اگر حصولِ مراد چاہتے ہو تو ان کی خدمت کرو۔

بستی چوہان کا سفر

بستی بجناور سے چار میل شمال میں بستی چوہان کے لوگ حضرت فقیر صاحب کے خاص نیاز مند تھے۔ ملک موسیٰ چوہان اور اس کا سارا خاندان صرف عقیدت مند ہی نہیں بلکہ مریدین تھے۔ بستی چوہان والوں کو یہ سعادت حاصل تھی کہ فقیر صاحب نے انہیں بیعت فرمایا تھا حالانکہ آپ بہت کم ہی کسی کو بیعت فرماتے تھے۔ حضرت فقیر صاحب کی اسی شفقت کا اثر ہے کہ آج تک یہ خاندان بدستور حضرت فقیر صاحب کا سچّا اور مخلص عقیدتمند چلا آرہا ہے اور آپ کی دعا سے اس گئے گزرے دور میں یہ لوگ دنیا کے ساتھ دین کے معاملے میں بھی اچھی بھلی رغبت رکھتے ہیں۔ نماز روزے کا خیال رکھتے ہیں بچوں کو قرآن مجید بڑے شوق سے پڑھاتے ہیں اور مسجد کی آبادی اور رونق کو برقرار رکھتے ہیں۔ حضرت فقیر صاحب گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کو لے جانے والا عقیدتمند بیل پر سوار تھا۔ بستی سوڑکپ سے آگے نکلے تو اچانک بیل نے سبقت کی اور گھوڑے کے قریب ہوا تو گھوڑا زور سے اچھل پڑا۔

اسمِ ذات کا ورد

جوں ہی گھوڑا اُچھلا حضرت فقیر صاحب نے ایک ہی مرتبہ جذبے سے فرمایا اللہ بس یہ کہنا تھا کہ راستے کے دونوں طرف سرکنڈوں اور درختوں کو آگ لگ گئی اور کافی سارے فاصلے تک آگ دکھائی دینے

Marfat.com

لگی قریب تھا کہ خادم بیہوش ہو جاتا مگر آپ نے اسے تسلّی دی اور فرمایا مطمئن رہو تمہیں آگ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ پھر آپ نے تین چار مرتبہ فرمایا فضل فرما، فضل فرما، فضل فرما تو یکدم آگ بجھ گئی۔ لبتی چوہان کے قریب پہنچے تو خادم سے فرمایا تم اس بیل سے اترنے میں جلدی نہ کرنا۔ پہلے چھری منگوا لینا اس کی گردن پر رکھنا اور اسے نہایت جلدی سے ذبح کرنا۔ کیونکہ اسمِ ذات کی ضرب سے اس کا دل اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں۔

حضرت فقیر صاحب کا مقام

حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج پر توحید کا بڑا غلبہ تھا۔ توحید کے انوار و تجلّیات نے مزاج میں بے حد استقامت، پختگی اور تمکنت پیدا کر دی تھی۔ آپ جمالِ ذات کے پروانے تھے اور ہر مظہر میں حسنِ ازل کی جھلک پر نگاہ رکھتے تھے۔

ہمارے بزرگوں سے روایت ہے کہ عالمِ رؤیا میں دیکھا گیا حضور سرورِ کونین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ کے اردگرد بہت سے درویش بزرگ ہیں جو آپ کے چہرۂ انور پر نظریں جمائے ہوئے ہیں۔

تعجب خیز امر یہ ہوتا ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ اقدس فقیر غلام محمد کی طرف مسلسل متوجّہ رہتی ہے۔ بزرگ درویشوں کو اس امر سے تعجب ہونے لگا تو حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم سب میری طرف دیکھ رہے ہو اور میں اس درویش کی

Marfat.com

طرف دیکھ رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مجھے جمالِ ذات کا آئینہ سمجھ کر دیکھ رہا ہے جبکہ تم عشق و محبّت کے غلبے کی بنا پر مجھے حقیقی مقصود سمجھ رہے ہو۔

ہم بھی آلِ رسولؐ ہیں

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ سرحد کے علاقہ دامان میں عقیدتمندوں کے پاس تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں خانیں شریف علاقہ پرد یہ سے گزرے تو حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ اپنے ڈیرے پر بیٹھے ہوئے تھے شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ایک مجذوب بزرگ تھے ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ آپ بغیر ملنے کے قریب ہی سے گزر گئے۔ آپ کے خادموں میں سے کسی نے کہہ دیا کیا اچھا ہوتا اگر شاہ صاحب سے ملاقات بھی ہو جاتی کیونکہ وہ آلِ رسولؐ ہیں۔ یہ سن کر حضرت فقیر صاحب نے قدرے جلالی انداز میں فرمایا ہم بھی آلِ رسولؐ ہیں۔ آل کا لفظ قرآن و حدیث اور لغت کی روشنی میں فرماں برداروں اور اطاعت کرنے والوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ چونکہ حضرت فقیر صاحب سنّتِ رسول کے پابند تھے اس لئے اظہارِ نعمت کے طور پر اس طرح فرما دیا کہ الحمد للہ شرفِ اتبّاع کی وجہ سے ہمیں بھی یہ سعادت حاصل ہے۔

ہمارے بزرگوں سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں کو تو ملاقات نہ کرنے کی وجہ نہ بتائی مگر کسی اور موقعہ پر فرمایا کہ شاہ صاحب قبلہ اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ روحانی ملاقات میں مصروف تھے اس لئے انہیں ملنا مناسب نہ تھا۔

Marfat.com

سفرِ آخرت

حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کافی عرصہ خلقِ خدا کو فیضیاب کیا۔ فقر و ولایت کے انوار سے لوگوں کے دلوں کو منوّر کیا اور اپنے کردار کی عظمت سے فقر و درویشی کی روایات کو پایۂ تصدیق تک پہنچایا۔ آپ کے سنِ وصال کے بارے میں کوئی حتمی اور یقینی رائے تو پیش نہیں کی جا سکتی خاندانی روایات اور حالات و واقعات کے تاریخی قرائن سے غالب اندازہ یہ ہے کہ آپ نے تیرھویں صدی ہجری کے آخری عشرے میں انتقال فرمایا۔ یہ صفر کا مہینہ تھا اور چاند کی چھ تاریخ تھی۔ ہر سال چھ صفر کو دربار فقیر صاحب پر باقاعدگی سے آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ جس میں علاقے سے کافی عقیدتمند حاضر ہوتے ہیں۔ وعظ اور نعت کی محفل بھی منعقد کی جاتی ہے اور تبرّک بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے۔

۱:۔ فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔

۲:۔ فقیر غلام صدیق رحمۃ اللہ علیہ۔

۳:۔ فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

بڑی کوشش کے باوجود آپ کے تفصیلی حالات ہمیں دستیاب نہیں ہوسکے اس قدر پختہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ آپ علم جفر، عملیات اور تعویذات میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ مشہور ہے کہ پرندہ کتنی بلندی پر اڑ رہا ہوتا اور آپ تعویذ لکھ کر انگلیوں میں دباتے تو پرندہ فوراً زمین پر گر جاتا۔ آپ اپنے متعلقین کے پاس دور دراز علاقوں میں تشریف لے جاتے۔ حاجتمندوں کا ہجوم ہوتا اور آپ کافی دن سفر میں گزار کر واپس تشریف لاتے۔ آپ کے سن وصال کا تعین تو نہیں ہوسکا۔ البتہ اس قدر پختہ روایت سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ستائیس رمضان المبارک کو وصال فرمایا۔ آپ کے دو فرزند ہوئے۔ فقیر حاجی قادر بخش مرحوم اور فقیر اللہ دتہ مرحوم۔

حضرت فقیر حاجی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر حاجی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ بزرگوں کی روایات کے پابند، دانا، مستقل مزاج اور پختہ طبیعت کے مالک تھے۔ دربار فقیر صاحب پر آپ نے مستقل سکونت اختیار کی اور زائرین کا ہر طرح خیال رکھنے لگے۔ آپ نے اس زمانے دو مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی جب حج کا سفر بہت مشکل ہوا کرتا تھا۔ نمازِ تہجد کے بعد ذکر جہر اور مناجات آپ کا معمول رہا عموماً ذکر و فکر میں رہا کرتے۔ آپ کی صحت بڑی اچھی رہی۔ آخری عمر تک گھوڑے کی سواری کرتے رہے آپ نے کافی طویل عمر پائی۔

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا

Marfat.com

مزار دربار شریف کی مسجد سے متصل جنوب میں واقع ہے۔

فقیر حاجی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند فقیر محمد بخش صاحب اور فقیر غلام حیدر صاحب اور تین پوتے فقیر کریم بخش، فقیر حسین بخش اور فقیر غلام حسن دربار فقیر صاحب پر مقیم ہیں۔ فقیر محمد بخش صاحب اور فقیر غلام حیدر صاحب دونو بڑے خوش اخلاق اور زندہ دل انسان ہیں۔ دربار شریف پر آنے والے زائرین کا خیال رکھتے ہیں۔ مسجد میں پنجگانہ نماز کی ادائیگی کے سلسلے میں فقیر محمد بخش صاحب خاص اہتمام کرتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی درویشی اور فقر کی روایات کا خیال رکھتے ہیں۔ بڑی سادہ اور خوش مزاج طبیعت رکھتے ہیں۔ آپ کے ایک فرزند فقیر نور محمد اور ایک پوتے فقیر احمد نواز حافظ قرآن ہیں فقیر غلام حسن کے ایک فرزند محمد رمضان حافظِ قرآن ہیں۔ فقیر حاجی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند فقیر غلام احمد جو بستی بختاور رہتے ہیں بڑے درویش اور عبادت گزار ہیں فی سبیل اللہ قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔ ان کے ایک فرزند مولوی شمس الدین مرحوم حافظِ قرآن اور مدرسہ انوار العلوم ملتان سے فارغ التحصیل تھے ان کا جوانی میں انتقال ہو گیا تھا۔ فقیر حاجی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند فقیر اللہ بخش بستی بختاور رہتے ہیں۔ اور بستی فتح بمب میں امامت کرتے ہیں ان کے ایک فرزند فقیر غلام محمد حافظِ قرآن ہیں تنظیم المدارس سے سند یافتہ ہیں اور ہائی سکول میں عربی ٹیچر ہیں۔

فقیر اللہ دتہ مرحوم کی اولاد سے فقیر اللہ بخش ریٹائرڈ سکول ٹیچر ہیں مسجد میں نماز باجماعت کی پابندی کرتے ہیں اور مذہبی کتابوں کا مطالعہ رکھتے ہیں ان کے فرزند فقیر نور احمد تنظیم المدارس سے سند یافتہ ہیں اور ہائی سکول میں ٹیچر ہیں۔ فقیر اللہ دتہ مرحوم کے ایک فرزند فقیر محمد عظیم

Marfat.com

امام اور خطیب ہیں جبکہ فقیر اللہ دتہ مرحوم کے تین پوتوں میں فقیر غلام محمد حافظِ قرآن ہیں جو تنظیم المدارس سے سند یافتہ ہیں اور ہائی سکول میں عربی ٹیچر ہیں۔ فقیر غلام حیدر امام اور خطیب ہیں اور حضرت مولانا فقیر کریم بخش عالمِ دین ہیں جن کے تفصیلی حالات درج کیئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ کریم بخش مدظلہ

حضرت مولانا حافظ کریم بخش مدظلہ ولد فقیر نور محمد مرحوم ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر حاصل کی اور حفظِ قرآن و دینی تعلیم کے لئے علاقائی درسگاہوں میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ قرآن مجید حفظ کرنے اور ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد آپ نے جامعہ محمودیہ پپلاں ضلع میانوالی میں داخلہ لیا آپ نے استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد، حضرت مولانا سید احمد اور مفتی محمد حسین شوق مرحوم سے علمی استفادہ کیا اور بڑی محنت اور جانفشانی سے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ علوم و فنون کی انتہائی کتابیں بھی آپ نے مدرسہ محمودیہ پپلاں میں پڑھیں۔ آپ نے دورہ حدیث کے اسباق کے لئے جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۷ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی حضرت مولانا کریم بخش نے اپنے اخلاق و عادات اور تعلیمی دلچسپی سے اپنے اساتذہ کو متاثر کیا اور ان کے علوم و فنون سے خوب فائدہ حاصل کیا۔

تدریسی خدمات

حضرت مولانا کریم بخش فارغ التحصیل ہونے کے بعد اساتذہ کے مشورہ

Marfat.com

سے مدرسہ محمودیہ پپلاں میں تدریسی خدمات سرانجام دینے لگے۔

کچھ عرصہ یہاں پڑھانے کے بعد آپ حیدرآباد سندھ مدرسہ احسن البرکات میں مدرس مقرر کئے گئے چنانچہ آپ نے دینی خدمات کی خاطر طویل سفر برداشت کیا اور حیدرآباد سندھ پہنچ گئے۔ حیدرآباد سندھ میں آپ نے بڑی محنت سے تدریسی ذمہ داری سنبھالی اور شب و روز درسِ نظامی پڑھانے میں مصروف رہنے لگے۔ اس عرصہ میں مدرسہ رکن الاسلام حیدرآباد کی انتظامیہ آپ کو اپنے ہاں تدریس کی پیش کش کرنے لگی چنانچہ آپ مدرسہ رکن الاسلام میں تدریسی خدمات انجام دینے پر آمادہ ہو گئے۔

آپ نے مدرسہ رکن الاسلام میں سات سال تک تدریسی ذمہ داری سنبھالی ساتھ ساتھ خطابت و امامت اور رمضان شریف میں قرآن مجید سُنانے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ نے ۱۹۶۶ء میں حیدرآباد سندھ ہی میں فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کیا۔ حضرت مولانا کریم بخش کے دورانِ تدریس اپنے خاندان اور علاقے کے کئی طلبار نے وہاں پر علم حاصل کرنا شروع کیا۔ بعض نے فارغ التحصیل ہو کر وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی اور بعض نے امامت و خطابت کی ذمہ داری سنبھالی۔ گویا آپ کی وجہ سے خاندان اور علاقے کے بہت سے افراد کو علم حاصل کرنے اور دینی خدمات سرانجام دینے کا موقعہ مل گیا۔

فریضۂ حج کی ادائیگی اور دینی مدرسہ کا قیام

۱۹۶۸ء میں حضرت مولانا کریم بخش نے حیدرآباد سندھ ہی سے حجازِ مقدس کا سفر اختیار کیا اور حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل

Marfat.com

کی مدینہ منورہ میں حرمِ نبوی کے قریب مدرسۃ العلوم الشرعیّہ کی نسبت سے آپ کو اسی نام سے مستقل دینی ادارہ قائم کرنے کی آرزو ہوئی اور آپ نے وہاں دیارِ حبیب میں پختہ عزم کرلیا کہ وطنِ عزیز کی سرزمین پر دینی ادارہ قائم کیا جائے۔ آپ سفرِ مقدس سے واپس آئے تو اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کردی۔

مدرسۃ العلوم الشرعیّۃ جامعہ غوثیہ مہریہ

آپ نے حیدرآباد کے احباب سے مدرسہ کے متعلق ذکر کیا اور وطنِ عزیز میں اس کے قیام کا مشورہ لیا۔ مولانا کے حلقۂ احباب میں مخیّر حضرات نے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا اور بڑے اطمینان سے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرنے لگے۔ علاقے میں قصبہ بھل کو یہاں ریلوے اسٹیشن، ہائی سکول اور بڑا اسپتال قائم ہے نیز کچہ اور تھل کے علاقے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے بھکر، کروڑ اور کچّے کے دیہات سے روڈ کے ذریعے ملا ہوا ہے آپ نے مدرسہ کے قیام کے لئے منتخب کیا۔ بھل قصبہ کے مغربی کنارے چاہ ارائیاں والا پر فقیر عبدالرحیم صاحب ساکن لبتی بختاور کی کوشش اور تعاون سے آپ نے رقبہ حاصل کیا اور فوری تعمیر شروع کردی۔ سنہ ۱۹۷۱ء میں تعلیم کا افتتاح ہوا اور مدرسہ کی عمارت مکمل کرلی گئی طالب علموں کی رہائش، خوراک اور دیگر ضروریات کا مناسب انتظام کیا گیا اور آپ نے تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔ حفظِ قرآن کا شعبہ بھی قائم کیا گیا اور تدریسی خدمات کے لئے ایک دو مدرّس مقرّر کئے گئے۔ مدرسہ کے قیام کے پہلے چند سالوں میں تو کتابیں پڑھنے والے طالب علموں کا خاصا ہجوم رہا۔ چنانچہ آپ نے ایک دو مرتبہ اس مدرسے

Marfat.com

میں دورۂ حدیث بھی پڑھایا۔ آپ کے مدرسہ سے فارغ التحصیل علماء مختلف علاقوں میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت مولانا کریم بخش تدریس کے ساتھ ساتھ مدرسہ کا نظم ونسق اور حساب کتاب بھی سنبھالتے ہیں بلکہ امورِ عامہ کی ذمہ داری بھی خود ادا کرتے ہیں۔

آپ کافی عرصہ سے درسِ قرآن و درسِ حدیث دیتے چلے آرہے ہیں ساتھ ہی فتویٰ نویسی کا کام بھی انجام دے رہے ہیں۔ مدرسہ کا ایک اچھا بھلا کتب خانہ ہے جس میں مذہبی کتابوں کا خاطر خواہ ذخیرہ ہے۔ آپ چونکہ پیر صاحب گولڑہ شریف حضرت قبلہ سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت رکھتے ہیں اس لئے درس گاہ کا نام مدرسۃ العلوم الشرعیۃ جامعہ غوثیہ مہریہ تجویز کیا۔

جامع مسجد کی تعمیر

مدرسہ کی تعمیر کے بعد آپ نے بس اڈا بھل پر رقبہ خرید کر کے بڑی وسیع جامع مسجد تعمیر کرائی جو سڑک سے کوئی پچاس گز کے فاصلے پر مغربی جانب واقع ہے۔ مولانا نے وہاں اپنی اور طلباء کی رہائش کے کچھ مکانات بھی تعمیر کرائے ہیں آپ اسی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

حضرت مولانا کریم بخش نے قصبہ بھل میں دینی ادارہ اور جامع مسجد تعمیر کر کے مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے اور اپنی دینی و مذہبی وابستگی کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ آپ کو یہاں ادارہ قائم کرنے میں کئی مشکلات پیش آئیں مگر آپ نے بڑے عزم و ہمت سے کام لیا اور اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا کر دم لیا۔

Marfat.com

حضرت فقیر غلام صدّیق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر غلام صدّیق رحمۃ اللہ علیہ بہت مسکین اور سادہ طبیعت تھے ہمارے خاندان میں سب سے پہلے باقاعدگی سے کھیتی باڑی کا کام انہوں نے شروع کیا۔ آپ کے فرزندوں میں فقیر غلام محمد مرحوم اور فقیر اللہ بخش مرحوم دونو حافظِ قرآن تھے۔ فقیر اللہ بخش مرحوم بڑے درویش اور مسکین آدمی تھے۔ ساری عمر قرآن مجید پڑھاتے رہے اور بہت سے حافظِ قرآن پیدا کیے۔ فقیر غلام محمد مرحوم کے فرزند فقیر غلام صدّیق حافظِ قرآن ہیں اور ریٹائرڈ سکول ٹیچر ہیں۔ حضرت فقیر غلام صدّیق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند فقیر یار محمد مرحوم کے پوتے فقیر محمد اقبال ولد غلام احمد فقیر حافظِ قرآن ہیں تنظیم المدارس سے سند یافتہ ہیں۔ مدرسہ انوار العلوم سے تجوید و قرأت کی سند رکھتے ہیں اور اس وقت مدرسہ رحمت العلوم ملتان میں معاون مدرس اور ناظم ہیں۔ حافظ محمد اقبال کے چھوٹے بھائی فقیر اشفاق احمد حافظِ قرآن ہیں اور جامع مسجد بستی بخناور میں امام ہیں۔

حضرت فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بزرگوں میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ کشف و کرامات اور دعا کی مقبولیت کے بہت سے واقعات آپ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ پر اپنے والد ماجد حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نظرِ عنایت تھی۔ آپ کی زبان میں انتہائی درجے کی تاثیر تھی۔ آپ اکثر اوقات سر جھکائے ہوئے مراقبے کی حالت میں بیٹھے رہتے تھے۔

Marfat.com

چہرہ مبارک نورانی، بارعب اور پرکشش تھا شفقت کے ساتھ طبیعت میں جلال بھی تھا۔ آپ نے نوّے سال کی طویل عمر پائی اور اپنے کشف و کرامات اور دعاؤں کی تاثیر سے ایک وسیع حلقۂ ارادت پیدا کیا۔ دم، دعا اور تعویذات کے خواہش مندوں کا ایک ہجوم آپ کے پاس رہتا۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں فنا تھے اور ہر وقت ان کی طرف متوجہ رہتے۔ قرآن مجید کی تلاوت بڑے شوق اور باقاعدگی سے فرماتے۔ آخری عمر میں تو بہت زیادہ تلاوت کرتے اور عموماً تیسرے دن ختمِ قرآن فرماتے۔

اب بھی علاقے میں بہت سے لوگ آپ کی چشم دید کرامات اور واقعات کے شاہد ہیں۔ عقیدت مندوں اور مریدوں کے پاس تشریف بھی لے جاتے اور جہاں ہوتے وہاں حاجتمندوں کا اچھا بھلا اجتماع ہو جاتا۔

باؤلے کا دم

یوں تو بہت لوگ باؤلے (کاٹے ہوئے) کو دم کرتے ہیں احتیاط بتاتے ہیں اور کئی دنوں تک ان کی ہدایات پر عمل کرنا پڑتا ہے چنانچہ بعض لوگوں کو آرام آجاتا ہے۔ مگر اس طرح کا دم کرنا بہت کم ہی دیکھنے میں آیا ہو گا کہ کاٹے ہوئے کو رسیوں سے باندھ کر لایا جائے اس کا رنگ نیلا ہو چلا ہو وہ کاٹنے کے لئے زور لگا رہا ہو اور پھر کوئی عامل تھوڑی دیر ہی میں اُسے درست کر دے۔ حضرت فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ وہ مردِ کامل تھے جو ایسے حالات میں لائے ہوئے باؤلے کو بڑی ہمت اور جرأت سے دم فرماتے اس کی رسّیاں کھلوا دیتے اور تھوڑی ہی دیر میں وہ تندرست ہو جاتا۔

Marfat.com

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء

ہمارے گھر کے ساتھ دیوار بر دیوار آپکی رہائش تھی۔ ہماری دادی مرحومہ کے ہاں اولاد نہ تھی۔ ایک مرتبہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا، تم جو فقیر بنے بیٹھے ہو اور تمہاری اس بیٹی کی اولاد نہیں دُعا کیوں نہیں کرتے۔ فرمانے لگے دعا کروں گا مگر دنبہ لوں گا۔ ہماری دادی مرحومہ نے کہا ہم آپ کی خدمت میں دُنبہ پیش کریں گے آپ دعا کریں۔ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تمہیں طویل عمر والا لڑکا عطا کرے گا اور یاد رکھنا بائیں جانب اس کی کمر پر سفید نشان بھی ہوگا۔ کوئی دُنبہ وغیرہ بھی نہیں لوں گا۔ اپنے بچوں سے بھی کچھ لیا جاتا ہے؟ ویسے خوش طبعی کر رہا تھا۔

آپ کی دُعا سے تقریباً ایک سال بعد راقم الحروف کے والد فقیر غلام رسول مرحوم پیدا ہوئے اور ان کی کمر پر بائیں جانب سفید نشان موجود تھا۔

دعا کرتے کرتے وجد میں آ گئے

قبلہ والد مرحوم کو تقریباً پچیس تیس سال کی عمر میں صفرا اور تلی کے بڑھ جانے کی شدید تکلیف ہو گئی۔ ہمارے دادا جی فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ خوشاب کے علاقے میں ایک حکیم سے دوا لینے کی خاطر والد صاحب مرحوم روانہ ہوئے۔ بھل اسٹیشن تک تو آدمی ساتھ گیا اور گاڑی میں سوار کرایا مگر سفر میں اکیلے تھے۔ ہماری دادی مرحومہ بہت پریشان ہوئیں اور رات دن روتی رہیں۔ صبح سویرے فقیر غلام نبی صاحب کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئیں تو بے ساختہ رونے لگیں۔ فقیر صاحب نے فرمایا خیر ہے کیا ہو گیا ہے؟ فقیر صاحب کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا خیر کب ہے غلام رسول جو بیماری کی حالت میں اتنے لمبے سفر پر اکیلا چلا گیا ہے یہ بیچاری تو رات دن رو رہی ہے دعا فرمائیں وہ خیریت سے واپس پہنچے۔ فقیر صاحب دعا فرمانے لگے اور خود بھی رونے لگے پھر کھڑے ہو گئے، گلے میں کپڑا ڈال لیا اور دربار شریف کی طرف ہاتھ باندھ کر روتے ہوئے عرض کرنے لگے میرے دادا جی قبلہ! میرے والد قبلہ! ہماری امداد کرو میرا بچہ خیریت سے شفایاب ہو کر گھر آئے۔

پھر فرمانے لگے مطمئن ہو جاؤ وہ سفر میں خیریت سے ہے شفایاب ہو کر تونک اتر کر پہلے دربار شریف پر جائے گا اور پھر یہاں ہمارے پاس خود چل کر خیریت سے پہنچے گا۔ بالکل اسی طرح ہوا والد صاحب مرحوم شفایاب ہو کر آئے پہلے دربار شریف پر حاضری دی حضرت فقیر صاحب کے مزار پر چادر چڑھائی اور پھر چل کر گھر آ پہنچے۔

جذبۂ فقر کا کلام نوشتۂ تقدیر

بستی بخت آور سے دو تین میل شمال مغربی جانب ایک گاؤں بنڈ میں فقیر غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کافی عقیدت مند تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ وہاں قیام بھی فرمایا۔ بنڈ کے ساتھ جنوب کی جانب محمد افضل خان نے کنواں کھدوانا چاہا اور اپنے بھتیجے اللہ بخش خان ڈھانڈلہ کو اس کام کی نگرانی کا حکم دیا۔

آپ کے عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ جناب یہ کنواں ہمارے گھروں کے قریب ہے یہاں ہر قسم کے لوگ آئیں گے اور ہمیں اس طرح تکلیف

Marfat.com

ہوگی آپ ڈھانڈلوں کو حکم دیں کہ یہاں کنواں نہ کھدوائیں۔ فقیر صاحب نے اللہ بخش خان کو پیغام بھجوایا کہ یہاں کنواں تیار نہ کرو۔ جوانی اور دنیا کا نشہ تھا اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں چچا کے حکم کو کس طرح ٹال دوں۔ آپ نے پھر کہلا بھیجا بہتر ہے یہاں کنواں نہ کھدواؤ اور تمہارے چچا سے بھی میں بات کرلوں گا۔

اللہ بخش خان نے کہلا بھیجا فقیر صاحب آپ بادشاہ آدمی ہیں میں اتنی دیر کنواں کس طرح روکے رکھوں کتنے آدمی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ بس اس کے جواب کا پہنچنا تھا کہ آپ پر جلال طاری ہوگیا۔ فرمانے لگے اس کو جاکر کہہ دو۔ تم کنواں مکمل کرو اس کنوئیں میں خنزیر آکر گریں گے اور یہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ تم بھی یاد رکھو کہ جس طرح دنیا میں اکیلے آئے ہو اسی طرح جاؤ گے اگر تمہاری اولادِ نرینہ ہوجائے یا یہ کنواں آباد ہوجائے تو پھر مجھے غلام نبی نہ کہنا۔

حضرت فقیر صاحب نے جس طرح فرمایا اسی طرح ہوا، کنواں تیار ہوا جنگل میں خنزیر کا شکار کیا جارہا تھا تمام لوگ حیران تھے کہ خنزیر آبادی کا رُخ کئے ہوئے بھاگ رہے تھے اور آتے آتے سیدھے اسی کنوئیں میں آگرتے تھے۔ ایک شور بپا ہوگیا۔ کنوئیں کے قریب بھی کوئی آدمی نہ آتا تھا اور بڑی بُری طرح کنواں برباد ہوگیا۔ اللہ بخش خان مرحوم نے دو شادیاں کیں، دوا علاج کئے۔ تعویذ لئے دم کرائے مگر اولادِ نرینہ سے محروم رہے۔

بہاول خان مرحوم ڈھانڈلہ پر عتاب

ہمارے بزرگوں میں فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ دنیا داروں کو کبھی کبھی جھنجھوڑ کر درست کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بہاول خان ڈھانڈلہ کے پاس آدمی بھیجا کہ میرا نذرانہ جلدی بھجوا دو مجھے دوائی خریدنا ہے۔ بہاول خان نے

Marfat.com

ٹال مٹول سے کام لیا۔ خادم واپس آیا۔ حال سُن کر فرمانے لگے انشاء اللہ کل مجبور ہو کر آئے گا اور دوگنا نذرانہ پیش کر کے معافی بھی طلب کرے گا۔ بالکل اسی طرح ہوا۔ بہادل خان اپنے کنویں پر جا رہے تھے کہ ایک باؤلا کتا قریب سے آگزرا جس سے ان کو کچھ اثر محسوس ہوا۔ فوراً بستی بختاور پہنچے۔ فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ نے دُور سے دیکھا تو فرمایا۔ اب درست ہوا ہے کہ نہیں آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ بہادل خان نے نذرانہ پیش کیا۔ دم کرایا معذرت طلب کی اور واپس ہوئے۔

حضرت فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ نے نوّے سال کی عمر میں بائیس صفر ۱۳۵۸ھ کو اس جہانِ فانی سے انتقال فرمایا۔ بستی بختاور میں آپ کے نواسے فقیر محمد بخش ولد فقیر یار محمد مرحوم ہر سال آپ کا عرس مناتے ہیں ختم شریف ہوتا ہے اور تبرّک تقسیم کیا جاتا ہے۔

فقیر غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ فقیر غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ۔

فقیر غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ

فقیر غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ فقیر غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند تھے زبان میں اچھی تاثیر تھی۔ کسی سے بات منوانا ہوتی تو منوا لیتے۔ گفتگو کا طریقہ بڑا نرم، مؤثر اور پُرکشش ہوتا۔ دوسرے اوراد وظائف کے ساتھ ساتھ قصیدہ غوثیہ کو بڑی توجّہ سے پڑھا کرتے۔ ایک مرتبہ چھت پر بیٹھے قصیدہ غوثیہ پڑھ رہے تھے۔ سامنے آپ کے چچا فقیر غلام صدّیق رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ایک بڑا مرغا اذان دے رہا تھا۔ فقیر غلام احمد نے دیکھا تو فرمایا اے مرغے کاش

Marfat.com

آج تمہارا گوشت کھاتے۔ فقیر غلام صدّیق صاحب نے فرمایا یہ تمہارے لئے نہیں کھڑا اس کا خیال چھوڑ دو۔ فقیر غلام احمد صاحب نے تین مرتبہ قصیدہ غوثیہ کا یہ مصرعہ پڑھا۔ سَقَانِی الحُبّ کَأسَاتِ الوِصَالِ۔ اور ساتھ فرمایا مرجاؤ اے مرغے پہلی اور دوسری مرتبہ مرغا لڑکھڑانے لگا اور تیسری مرتبہ تڑپ کر زمین پر گر پڑا۔ فقیر غلام صدّیق صاحب نے فوراً ذبح کیا اور اٹھا کر انکی طرف چھت پر پھینک کر فرمانے لگے۔ "او خدا کی بلا مرغا کھاؤ اور ہماری جان چھوڑو"

فقیر غلام احمد صاحب کے تین فرزند ہوئے فقیر سلطان محمود، فقیر غلام قاسم مرحوم اور فقیر غلام رسول۔ فقیر سلطان محمود جھوک فقیر عطا محمد پر امام ہیں۔ دربار گولڑہ شریف سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اور تلاوت قرآن میں کثرت سے مصروف رہتے ہیں۔ فقیر غلام رسول ڈگر شاہی محلہ میں امامت کرتے ہیں اور قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔ فقیر غلام قاسم مرحوم کے ایک ہی فرزند فقیر محمد نواز ہیں جو بستی کھیوا میں امامت کرتے ہیں ان کا ایک فرزند فقیر احمد نواز حافظِ قرآن ہے۔

فقیر محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

فقیر محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فقیر غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے فرزند تھے اپنے والد ماجد سے دم اور تعویذات کی اجازت رکھتے تھے۔ ان کے پاس کافی لوگ دم کرانے اور تعویذ لینے کے لئے آیا کرتے تھے۔ وہ مریدوں کے پاس بھی جایا کرتے تھے اور اپنے والد ماجد کا عرس باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔

ان کی اولاد نہ تھی اس لئے طبیعت میں غمگینی اور اداسی کی کیفیت

Marfat.com

دیکھی جاتی۔ چھوٹے بچوں سے بڑا پیار کرتے اور بڑی شفقت فرماتے۔ اچھا لباس پہنتے اور گھوڑے پر سواری کرتے۔ راقم الحروف کے ساتھ بہت شفقت فرماتے ہیں سکول کی دوسری جماعت پڑھتا تھا مجھ سے باربار یہ کہانی سنتے، دعائیں دیتے اور انکی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ فرماتے ہاں بیٹا ذرا وہ کہانی تو سنا دو۔

وہ کہانی یہ تھی کہ ایک بادشاہ نے ایک بوڑھے مالی کو دیکھا کہ پودا لگا رہا تھا تو کہا کہ بڑے میاں تمہاری عمر بہت زیادہ ہے تم تو اس درخت کا پھل نہ کھا سکو گے۔ مالی نے جواب دیا بادشاہ سلامت پہلے لوگوں نے درخت لگائے اور چل دیئے ہم ان کا پھل کھا رہے ہیں ہم درخت لگا کر چلے جائیں گے تو آنے والے لوگ ان کا پھل کھاتے رہیں گے۔ فقیر محمد بخش صاحب کا مزار اپنے والد ماجد کے ساتھ دربار فقیر صاحب پر ایک چار دیواری میں ہے۔

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کے مزاج پر ابتدا ہی سے فقر و مسکنت اور درویشی کا غلبہ تھا۔ والد ماجد کی تربیت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور آپ عجز و نیاز، انکساری اور تواضع کا مجسمہ بن گئے۔ آپ نے ساری زندگی زیادہ تر وقت مسجد میں گزارا۔ خاص طور پر والد ماجد کے بعد تو زہد و عبادت اور یادِ الٰہی میں بے حد مصروف رہتے۔

Marfat.com

والد ماجد کی خدمت

حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس چھوٹے فرزند کو اپنی خدمت پر مقرر فرمایا۔ آپ نے جس جذبے اور محبّت سے اپنے والد ماجد کی خدمت کی وہ قابل تحسین ہے۔ جب حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ ضعیف ہو گئے تو خدمت کا کام اور زیادہ ہو گیا۔ والد ماجد کو آپ سے اتنا لگاؤ تھا کہ کسی خدمت اور ضرورت کے موقعہ پر آپ نہ ہوتے اور کوئی دوسرا خادمت گار خدمت کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تو آپ اجازت نہ فرماتے بلکہ آپ کو بلوانے کا حکم دیتے آپ فوراً حاضر خدمت ہوتے اور خدمت سرانجام دیتے۔

منّت منہ کہ خدمتِ سُلطاں ہمیکنی

ایک مرتبہ فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی خدمت کی ذمّہ داری کے بارے میں کچھ فکر محسوس ہوئی اور دل میں خیال آیا کہ خدا کرے اس مستقل ذمہ داری کے پورا ہونے میں کمی واقع نہ ہو ساتھ ہی یہ خیال بھی آ گیا کہ اگر کوئی اور بھی مُعاون ہوتا تو شاید اچھا رہتا۔ بس اسقدر خیال آنا تھا کہ حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دل کے اس خیال پر واقف ہو گئے۔ آپ نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا۔

منّت منہ کہ خدمتِ سُلطاں ہمیکنی
منّت ازو شناس بخدمت گزاشتنت

بادشاہ کی خدمت کر کے احسان نہ کر و بلکہ بادشاہ کا احسان سمجھو کہ

اس نے تمہیں خادمت کے لئے منتخب کیا ہے۔ یہ سن کر فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے اس قدر خیال سے معذرت کی اور خدمت کے نئے جذبے سے کمربستہ ہو گئے روایت ہے کہ آپ اس وقت حضرت فقیر صاحب کو وضو کرا رہے تھے۔

مسجد میں قیام

والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ مسجد میں زیادہ تر قیام فرماتے۔ عشاء کے بعد کافی دیر سے گھر آتے پھر تہجدّ مسجد میں پڑھ کر نماز اشراق سے فارغ ہو کر آتے اسی طرح نماز پنجگانہ بھی مسجد میں باقاعدگی سے ادا فرماتے۔

ایک آزمائش

حضرت فقیر غلام حیدر بڑے خوبصورت تھے آپ کے سیاہ گھنگر یالے بال تھے اور شکل وصورت میں بڑی جاذبیّت اور کشش تھی۔ بستی بخناور کی ایک ہندو عورت آپ پر عاشق ہو گئی۔ آپ مسجد میں تشریف فرما ہوتے تو وہ مسجد کے دروازے پر کھڑی رہتی۔ آپ اپنے شغل میں مصروف رہتے کافی وقت گزر جاتا مگر وہ عورت واپس جانے کا نام تک نہ لیتی۔ جب آپ مسجد سے اُٹھنے لگتے تو ڈر کے مارے وہ عورت تیزی سے بھاگ جاتی ایک مرتبہ آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس سے پوچھو یہ کس وجہ سے مجھ پر عاشق ہے اور اسے میری کیا چیز پسند ہے۔ اس عورت نے کہا مجھے ان کے گھنگریالے سیہ بالوں سے محبّت ہے اور یہ مجھے بہت ہی پسند ہیں۔

Marfat.com

آزمائش رفع ہوگئی

بزرگوں کا طریقۂ اصلاح حسنِ اخلاق پر مبنی ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ کو ہندو عورت کے اس رویّے سے کوفت ہوتی اور طبیعت پر انقباض رہتا مگر اسے مجبور سمجھ کر صبر فرماتے۔ جب اس نے محبّت کی وجہ بتائی کہ مجھے گھنگریالے سیہ بال پسند ہیں تو آپ نے اسی وقت حجّام کو بلوایا اور سر کے بال منڈا کر ایک رومال میں باندھ کر خادم کو دیئے کہ جاؤ اس عورت سے کہو جس چیز سے تمہیں محبّت ہے وہ میں نے تمہارے پاس بھیج دی اب آئندہ مجھے تنگ نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس عورت نے یہ خیال چھوڑ دیا پھر کبھی فقیر صاحب کے سامنے نہ ہوئی اور بطریقِ احسن یہ آزمائش رفع ہوگئی۔

ہر سال لیلۃ القدر سے مشرّف

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ ہر سال رمضان شریف میں لیلۃ القدر کی سعادت سے مشرّف ہوتے اور آپ کے ساتھ قیام کرنے والے خادموں اور عقیدتمندوں کو بھی یہ شرف حاصل ہو جاتا آپ سے روایت ہے کہ عموماً یہ فضیلت اکیس رمضان کو حاصل ہوا کرتی تھی۔

آپ کی اولاد کے لئے بشارت

ایک مرتبہ والد ماجد کی خدمت کے دوران آپ کو اپنی اولاد کی دنیا اور آخرت کے بارے میں کچھ تشویش ہوئی تو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے

Marfat.com

دل کے خیال پر مطلع ہو کر بڑے جلالی انداز شفقت میں فرمایا غلام حیدر تمہاری اولاد کو ہم نے اس مقام پر پہنچا دیا ہے جو بڑے صاحب کمال لوگوں کو بھی بہت مشکل سے نصیب ہوتا ہے۔

ایک مظلوم کی گزارش

بستی چوہان کا ملک حسّو چوہان بچپن ہی میں یتیم ہو گیا تھا۔ اس کی وراثت کی جائیداد اور مال و متاع پر جھوک حافظ والی کے بختاور نون نے قبضہ کر لیا تھا۔ حسّو چوہان کی نانی فقیر صاحب کی عقیدت مند تھی۔ ایک مرتبہ وہ اپنے نواسے حسّو چوہان کو بھی آپ کی خدمت میں لے آئی اور عرض کیا کہ یہ لڑکا یتیم ہے اس کی جائیداد پر بختاور نون قابض ہو گیا ہے اور اس نے اس پر مقدمہ بھی کر دیا ہے۔ حالات ایسے ہیں کہ یہ غریب کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا۔ بختاور نون نے علاقے کے زمینداروں اور لوگوں کو ساتھ ملا لیا ہے اور رقم بھی خرچ کر رہا ہے آپ مہربانی فرمائیں اور اس کے لئے دعا فرمائیں کہ اس کو اپنا حق مل جائے۔

عجیب و غریب وظیفہ

قرآنی آیات اور اسمائے الٰہی تو خیر بطور وظیفہ پڑھے جاتے ہیں اور ان میں خاص اثرات بھی پائے جاتے ہیں مگر تعجّب اس امر کا ہے کہ بعض مقبولانِ خدا کوئی ایسا کلمہ تلقین فرما دیتے ہیں جو ظاہری طور پہ وِرد وظیفہ نہیں ہوتا مگر ان کے فرمانے کی بنا پر اس میں زبردست تاثیر پائی جاتی ہے، یہ اور بات ہے کہ ایسا کلمہ خلافِ شریعت نہ ہو ورنہ اس کا پڑھنا ناجائز ہو گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس قسم کے کلمات سے کہ جو خلافِ

Marfat.com

شرع نہ ہوں دم کرنے کی اجازت فرمائی۔

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب فیصلے کی پیشی ہو اور یہ لڑکا بھکڑ جانے لگے تو عدالت تک راستے میں یہ پڑھتا جائے۔

بھٹی بلّے بالنڑ بلّے بختاور نون خالی وَلّے

یعنی بھٹی جلتی رہے اور ایندھن بھی جلتا رہے اور بختاور نون خالی واپس آئے۔

مقدمہ خارج ہو گیا

جس دن مقدمے کے فیصلے کی پیشی تھی بختاور نون بڑا خوش تھا کہ آج قانونی طور پر بھی مجھے جائیداد پر قبضے کا حق حاصل ہو جائے گا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اللہ والوں کی امداد اور اعانت کیا چیز ہوتی ہے۔

ملک حسّو چوہان نے فقیر صاحب کے بتلائے ہوئے وظیفے کو خوب یاد کیا ہوا تھا۔ گھر سے روانہ ہوا تو پڑھنا شروع کر دیا۔ فقیر صاحب کا یہ بھی فرمان تھا کہ اونچی آواز سے پڑھا جائے۔ راستے میں لوگ یہ وظیفہ سنتے تو حیران ہوتے۔ بہرحال حسّو چوہان یہ وظیفہ پڑھتے پڑھتے بھکڑ جا پہنچا اور عدالت کے صحن میں بھی ایک دو مرتبہ اس وظیفے کو پڑھ ڈالا۔ عدالت میں بلوایا گیا تو دونوں فریق پیش ہوئے۔ حاکم نے فوری طور پر بختاور نون کا مقدمہ خارج کر دیا اور لوگ حیران رہ گئے کہ ایک بیکس یتیم کس طرح کامیاب ہو گیا۔

خاندان اور عقیدتمندوں کی تربیّت

چونکہ آپ کے بڑے بھائی حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ سے کافی عرصہ پہلے وصال فرما گئے تھے اس لئے اپنے خاندان کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

عقیدتمندوں اور متعلقین کی تربیت اور دیکھ بھال کی زبردست ذمہ داری آپ پر آ گئی۔ آپ نے بڑے اچھے طریقے سے اپنے خاندان اور تعلق والوں کی تربیت فرمائی۔ حضرت فقیر میاں علیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے جو خلا پیدا ہوا تھا آپ نے خداداد صلاحیت اور استعداد کے ذریعے اُسے پر کر دیا اور خاندان والوں اور عقیدتمندوں کو کمی محسوس نہ ہونے دی۔

مساجد کو آباد رکھنے کی تاکید

اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت فقیر میاں علیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے مساجد کو آباد رکھنے کے بارے میں تاکید فرمائی تھی۔ حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی مسجد کی آبادی اور رونق کے لئے وقف کر کے عملی طور پر والد ماجد کی نصیحت کو اپنا وظیفہ بنا لیا۔ آپ نے اپنی اولاد کو خاص طور پر تاکید فرمائی کہ وہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کریں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور ذکرِ الٰہی سے مسجد کی رونق کو دوبالا کر دیں۔ یہ آپ ہی کا فیضِ تربیت تھا کہ محلّے کی مسجد میں نمازِ تہجّد کے وقت چراغ روشن ہوتا اور کئی درویش سجدہ ریز ہو کر عجز و نیاز کا اظہار کرتے۔ درویشوں کے پُر درد سینے سے اللہ اللہ کی صدائے دلنواز بلند ہوتی تو بستی بخادر کی فضا روحانی انوار و تجلّیات سے معمور ہو جاتی۔ قرآن مجید کے حفّاظِ کرام عشاء کی نماز پڑھ کر الحمد سے شروع کرتے تو صبح کے وقت والنّاس پر اختتام ہوتا اور یوں ساری رات قیام و سجود میں گزر جاتی۔ حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی رونق اور قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کا جو اہتمام کیا پوری ایک صدی

Marfat.com

گزرنے کے باوجود آج بھی اس کے برکات اور فیوضات کی حسین جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اس گئے گزرے دور میں ہمارے خاندان اور ہماری نئی نسل کا اسلامی اقدار و تعلیمات کی ترویج میں کوشش کرنا حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت ہے۔

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے کافی عرصے تک فقر و تصوف کے انوار سے ہزاروں دلوں کو روشن کیا۔ اپنے کردار اور عمل سے اپنے اکابر کی پاکیزہ سیرت اور تعلیمات کو اُجاگر کیا۔ فقر و مسکنت اور درویشی کے بلند اوصاف کو فروغ عطا کیا، زہد و قناعت اور عبادت و ریاضت میں بھرپور جدّ و جہد کی اور اخلاص و محبّت، صدق و صفا اور مہر و وفا کے تقاضوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

آپ کے وصال کی تاریخ کا تعیّن تو نہیں ہوسکا البتہ خاندانی حالات و واقعات کے تجزیئے اور روایات کے قرائن سے غالب اندازہ یہی ہوتا ہے کہ آپ نے چودھویں صدی ہجری کے عشرۂ اوّل کے آخر میں اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔

آپ کے تبرّکات

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے تبرّکات میں آپ کی دستار مبارک ہمارے پاس محفوظ ہے۔ سفید موٹی ململ کی یہ دستار چار ہاتھ سے زائد طویل ہے اور ایک ہاتھ چوڑی ہے۔ آپ کی دستار مبارک کی زیارت

Marfat.com

اور اس سے حصولِ برکت ہمارے بزرگوں کا معمول رہا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان تبرّکات کو سنبھالنے اور ان سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند ہوئے۔ فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ، فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ مجذوب بزرگ تھے۔ بعض اوقات اتنی طویل نماز ادا کرتے کہ دن اور رات کا اکثر وقت اس میں صرف ہو جاتا کئی دن تک غذا اور لباس کی پرواہ تک نہ ہوتی۔ بڑی مشکل سے انہیں کھانا کھلایا جاتا اور لباس تبدیل کرایا جاتا۔ کبھی صبح سویرے تمام گھر والوں سے الوداع فرماتے اور کہتے کہ آج ہم بڑے لمبے سفر پر جا رہے ہیں۔ سب لوگ فکرمند ہو جاتے پھر اچانک شام کو واپس آجاتے۔ جب ان سے کہا جاتا کہ آپ نے تو طویل سفر کرنا تھا تو فرماتے اس طریقے سے ہم نے بدطینت لوگوں کو دھوکا دیا ہے وہ ہمیں دور کہیں ڈھونڈتے رہیں گے۔ اور ہم گھر واپس آگئے ہم ان کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

مثنوی شریف سے محبّت

آپ کو مثنوی شریف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبّت تھی

Marfat.com

سارا دن مثنوی شریف بغل میں لئے پھرتے۔ اپنے صاحبزادے حضرت مولانا محمد موسیٰ سے بعض اوقات درس لیتے۔ کبھی کبھی اونچی آواز سے بعض اشعار بھی پڑھ رہے ہوتے۔ راقم الحروف کے والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ آپ کئی مرتبہ یہ شعر پڑھتے۔

آں یکے خر داشت، پالانش نہ بود ۔۔۔ یافت پالاں گرگ خر را در ربود

آب بود و کوزہ مے نامد بدست ۔۔۔ آب را چوں یافت خود کوزہ شکست

ترجمہ:۔ ایک آدمی کے پاس گدھا تو تھا لیکن پالان نہیں تھا، جب پالان میسّر ہوا تو بھیڑیئے گدھے کو کھا گئے۔ پانی تھا تو کوزہ نہیں ملتا تھا جب پانی مل گیا تو کوزہ ٹوٹ گیا۔

مجذوبانہ گفتگو

آپ عموماً روٹی کے ٹکڑے لسّی میں ڈال کر چوری تیار کرتے اور بڑے شوق سے کھاتے۔ ایک مرتبہ اپنی پسندیدہ چوری تیار کر کے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر بار بار بڑی محبّت سے فرماتے۔ آجاؤ جلدی آجاؤ، مزیدار چوری تیار ہے تمہیں کھلاؤں گا۔ کب کے بھوکے ہو آؤ تو سہی۔ گھر والوں نے عرض کیا حضرت کس مہمان کا انتظار ہے اور کس سے باتیں ہو رہی ہیں فرمانے لگے اللہ میاں سے کہہ رہا ہوں۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چرواہے کا اسی قسم کا واقعہ مثنوی شریف میں نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی باتوں پر ناراض ہوئے تو وہ پریشان ہو کر جنگل میں سرگرداں پھرتا رہا۔ آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بارگاہِ الٰہی سے عتاب ہوا۔

Marfat.com

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا بندۂ مارا چرا کردی جدا

اے موسیٰؑ تونے ہمارے بندے کو کیوں جدا کر دیا وہ جس انداز سے ہمارے ساتھ گفتگو کر رہا تھا ہمیں بہت پسند تھا۔ کیونکہ ہم ظاہر کو نہیں دیکھتے ہم تو باطن اور حال کو دیکھتے ہیں۔

ما بروں را ننگریم و قال را ما دروں را بنگریم و حال را

کرامات کا ظہور

آپ سے کئی قسم کی کرامات کا صدور ہوتا اور جب موج میں ہوتے تو جو کچھ زبان سے فرماتے اسی طرح ہو جاتا۔

اچانک زبردست بارش آگئی

سخت گرمی کا موسم تھا خاندان کے بچے، جوان اور بزرگ درختوں کے سائے میں گرمی سے بیتاب پڑے تھے۔ آپ بھی ایک درخت کے نیچے چارپائی پر بیٹھے تھے اور ذرا فاصلے پر تھے۔ والد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ ہم بچے تھے بزرگوں نے کہا دادا جی کے پاس چلے جاؤ اور انہیں کہو آج بہت گرمی ہے اور ہم گرمی سے بے چین ہیں دعا فرمائیں بارش ہو جائے۔ ہم حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا تو فرمایا اچھا، شمالی جانب ایک سفید معمولی سی بدلی کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور اتنا کہا بگی آ، یعنی اے سفید بدلی آجاؤ۔ بس وہی وقت تھا اچانک ہر طرف سے بادل چھا گئے اور زبردست بارش شروع ہو گئی، بارش کی افراتفری میں سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور گھروں کو چل دیئے۔ گلیوں میں سیلاب

Marfat.com

کی طرح پانی بہنے لگا اور کچّے مکانوں کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ اچانک بزرگوں کو یاد آیا تو فرمانے لگے بچّو جلدی کرو دادا جی کا پتہ کرو اور ان سے کہو اب تو ہمارے مکان گرتے ہیں ہم گئے تو فقیر صاحب اسی چارپائی پر بدستور بیٹھے ہوئے تھے سارے کپڑے بھیگ چکے تھے اور چارپائی کے نیچے پانی بہہ رہا تھا۔ ہم نے حالت عرض کی تو فرمایا اچھا بگّی بس۔ یعنی اے سفید بدلی اب بس کردو۔ اسی وقت بارش رُک گئی اور ہم فقیر صاحب کو اپنے ساتھ گھر لے آئے۔

پہلوان کی ٹانگ توڑ دی

ایک دن بستی بختاور کا اللہ بخش ہرّل فقیر صاحب کو راستے میں مل گیا۔ سخت خشک سالی تھی اور بارش کی بڑی ضرورت تھی۔ اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا قبلہ بارش کی دعا فرمائیں۔ آپ نے کوئی توجہ نہ کی۔ اس نے خوش طبعی کے طور پر کہا دعا کرو ورنہ میں پانی کے جوہڑ میں آپ کو غوطے دوں گا۔ خیر آپ نے دعا فرمادی بارش بھی ہو گئی۔ مگر طبیعت پر ملال تھا۔ گھر آئے تو فرمانے لگے آج مجھے اللہ بخش ہرّل نے بہت پریشان کیا ہے۔
چند دن گزرے شہر کے باہر کھلی جگہ پر جوانوں کی دوڑ ہو رہی تھی۔ فقیر صاحب قبلہ سایہ دار درختوں کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ ادھر دوڑ شروع ہوئی اور ادھر آپ اٹھ بیٹھے کچھ دیر بعد ہاتھ کو بندوق بنا کر زور سے فرمایا ٹھاہ قریب لیٹے ہوئے بزرگوں نے پوچھا حضرت یہ کیا ہوا۔ فرمانے لگے اللہ بخش ہرّل مجھے تنگ کرتا تھا۔ آج میں نے اس کی ٹانگ توڑ دی ہے۔ بالکل اسی طرح ہوا۔ وہ بیچارہ میدان میں چند قدم ہی دوڑا تھا کہ اچانک بری طرح گرا اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔

Marfat.com

انگریز افسر نے اُٹھ کر سلام کیا

بستی بخنا ور میں سنی شیعہ مذہبی مسئلہ جس کا تفصیلی تذکرہ بعد میں آئیگا کی ابتدا تھی۔ پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ انگریز پولیس افسر بیانات لے رہا تھا۔ ہمارے بزرگوں کو احمد خان ڈھانڈلہ کے ڈیرے پر بلوایا گیا۔ جب مولانا محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا اور وہاں کافی تاخیر ہوئی تو فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کو مولوی موسیٰ صاحب سے بڑی محبّت تھی۔ سیدھے احمد خان ڈھانڈلہ کے ڈیرے کی طرف روانہ ہوئے۔ سادہ لباس سادہ چال ڈھال، مجذوبانہ انداز سے تھلّے پر قدم رکھا اور احمد خان ڈھانڈلہ کو دور ہی سے فرمایا۔ زمیندار بنے پھرتے ہو مُوسن کو یہاں کیوں بلوایا ہے۔ احمد خان ڈھانڈلہ نے قدموں پر ہاتھ رکھے پھر دست بستہ عرض کرنے لگے آپ کے مُوسن کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا میں جو غلام حاضر ہوں۔ انگریز افسر یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور خان صاحب سے پوچھنے لگا۔ خان صاحب نے کہا جناب یہ ہمارے بزرگ ہیں ہمیں ان کی دعا سے سب کچھ ملا ہے۔ ان کی زبان سے جو بات نکل جائے ہو کر رہتی ہے۔ انگریز افسر فوراً کھڑا ہو گیا اور فقیر صاحب کو سلام کیا۔

حضرت فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ کا تعین تو نہیں ہو سکا۔ تقریباً ۱۹۲۸ء کے لگ بھگ آپ کا وصال ہوا ہے۔ آپ کا مزار حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے کے اندر ہے۔

Marfat.com

حضرت فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف بندہ کو حاصل ہے۔ آپ کی سیرت وکردار کا جو نقشہ میرے ذہن میں ہے تو بلاشبہ آپ اس حدیث پاک کا مصداق تھے۔ جس میں ارشادِ نبوی ہے کہ بندگانِ خدا کی علامت یہ ہے کہ انہیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے میانہ قد، کشیدہ قامت، سفید گندمی رنگ، سفید لباس میں ملبوس، چہرے اور پیشانی پر وقارِ شریعت کے انوار اور شب بیداری کے لطیف آثار، شکل وصورت کا یہ پرکشش نقشہ آج بھی قلب ودماغ کو ایک روحانی سکون ومسرت عطا کر دیتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ مزید ذوقِ طلب نے سفر پر مجبور کیا تو کمربستہ ہو گئے۔ حضرت میاں جی کامل رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے نانا جی تھے اور جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ان کے ہاں بستی کھیوا آپ کثرت سے جاتے وہاں ٹھہرتے اور اُن سے فیضیاب ہوتے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

جب آپ نے میاں جی کامل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سفر کا ارادہ ظاہر کیا اور اجازت طلب کی تو ان پر رقّت طاری ہو گئی اور فرمانے لگے موسیٰ! یہ بتاؤ تمہیں حصولِ علم سے غرض ہے یا سفر سے؟ آپ نے عرض کیا،

Marfat.com

مقصد علم حاصل کرنا ہے۔ فرمانے لگے موسیٰ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے تم سے محبّت ہے اور میں تمہاری جدائی برداشت نہیں کرسکتا۔ تم گھر پر ہی رہو انشاء اللہ تم بہت بڑے عالم و فاضل بن جاؤ گے۔ مردِ کامل کے دل سے نکلی ہوئی دعا پوری ہو کر رہی۔ حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ گھر پر ہی رہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و حکمت سے مالا مال کر دیا۔ وعظ فرماتے تو لوگوں کو رُلا دیتے زنگ آلود قلوب کو دھو ڈالتے اور پتھر کی طرح سخت دلوں کو موم کر ڈالتے۔ فقہ حنفی کی مستند کتابوں درِّ مختار اور شامی سے فتویٰ لکھتے۔ علمی بحث اور مناظرہ میں اپنی فوقیّت کا مظاہرہ کرتے اور پورے علاقے میں آپ کے فتویٰ کو حجّت سمجھا جاتا۔

ذکرِ جہر اور سوز و گداز

تہجّد کے بعد ذکرِ جہر آپ کا معمول تھا۔ وہ سوز و گداز اور کیف و مستی جو آپ کے ذکر میں پائی جاتی تھی الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ بچپن کے اس عالم میں جب کبھی آنکھ کھل جاتی اور آپ کی درد بھری آواز کان میں پہنچ جاتی تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پھر طبیعت نیند سے اچاٹ ہو جاتی اور اُس لطیف صدائے شوق کو تسلسل کے ساتھ سننے کا جذبہ غالب ہو جاتا۔ آپ کے ذکرِ جہر کی پُرسوز آواز آج بھی دل و دماغ کے گوشوں میں گونج رہی ہے۔

علاقائی زبان کے یہ منظوم بول آپ عموماً پڑھا کرتے تھے۔

کرتوں منظور اللہ ہو۔ ہقیوم دکھ دور اللہ ہو۔ ہلم محبوب اللہ ہو

ذکر کرتے کرتے جب عشقِ رسولؐ کے جذبے سے مغلوب ہوتے تو

Marfat.com

بے قرار ہو کر اس طرح اظہار فرماتے۔

رب ڈکھاوم نال اکھیں دے روضے پاک دیاں جالیاں

حج کا سفر

آپ ۱۹۴۴ء میں حج پر تشریف لے گئے۔ علاقے میں خبر ہوئی تو مخلوق کا سیلاب اُمڈ آیا۔ ریلوے اسٹیشن تک پہنچانے کے لئے ایک بڑا اجتماع ہو گیا۔ آپ نے ہمارے والد مرحوم فقیر غلام رسول کو کراچی تک پہنچانے کا حکم فرمایا۔ گاڑی میں سوار ہوئے۔ رات کو جب تہجّد کا وقت ہوا تو حسبِ معمول نوافل پڑھے اور ذکرِ جہر فرمایا۔ والد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ نیند کا خاص وقت تھا اور لوگ خوب سوئے ہوئے تھے مگر جس وقت آپ نے ذکرِ جہر فرمایا تو سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ کچھ وضو کر آئے۔ کچھ ویسے سر جھکا کر مستی کے عالم میں بیٹھے رہے۔ کئی آدمی رو رہے تھے اور کئی کھڑے ہو کر ذکر سن رہے تھے۔ صبح ہوئی تو سارے مسافر آپ کی خدمت کر رہے تھے دعائیں کرا رہے تھے اور اپنی خوش قسمتی پر فخر کر رہے تھے کہ ہمیں آپ کی رفاقت نصیب ہو گئی۔

حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف سے ملاقات

اسی سال حضرت سیّدنا غلام محی الدین شاہ صاحب بابوجی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مع اہل وعیال حج پر تشریف لے جا رہے تھے۔ والد مرحوم فرماتے تھے کہ مغرب کے قریب میں کچھ دور سمندر کے کنارے چلا گیا دیکھا تو حضرت پیر صاحب قبلہ کی کار تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہے اور آپ اکیلے سمندر کے

Marfat.com

کنارے کھڑے ہو کر بڑے غور سے سمندر کو دیکھ رہے ہیں۔ میں آپکی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ آپ نے حال پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ میرے چچا صاحب حج پر جا رہے ہیں انہیں پہنچانے آیا ہوں۔ حضور اجازت ہو تو میں انہیں لے آؤں تاکہ زیارت کر لیں۔ آپ نے اجازت فرما دی۔ میں واپس آیا تو فقیر صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ ساتھ ہی نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر ہو گئی۔ کچھ فاصلہ بھی تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اتنی دیر قبلہ پیر صاحب کب ٹھہرتے ہیں خیر ہم چلے گئے۔ آپ اسی مقام پر کھڑے تھے فرمانے لگے میں تمہاری انتظار میں ہوں۔ بڑی مہربانی فرمائی دعا بھی فرمائی اور فرمایا سفر میں ہمارے لائق کوئی کام ہو تو ضرور بتانا۔

جہاز کی روانگی

جب جہاز کی روانگی کا وقت آیا تو آپ کچھ غمگین ہونے لگے اور فرمایا بیٹے غلام رسول تمہارے ساتھ رہنے کی وجہ سے اب تک تو سفر محسوس ہی نہیں ہوا۔ اب طبیعت پریشان ہو رہی ہے۔ جہاز پر سوار ہونے کے وقت والد صاحب مرحوم کو سینے سے لگایا۔ روتے رہے اور دعائیں دیتے رہے اور کافی دور تک ان کو دیکھتے رہے۔ والد مرحوم کی ابھی اولادِ نرینہ نہ تھی فرمانے لگے تمہیں اللہ تعالیٰ اولادِ نرینہ عطا فرمائے گا میں اب بھی دعا کر رہا ہوں اور وہاں عرب شریف میں بھی دعا کروں گا۔ آپ ہی کی دعاؤں کی برکت تھی کہ کچھ دن بعد راقم الحروف کی پیدائش ہوئی۔

Marfat.com

مدینہ عالیہ میں عجیب خواب

آپ نے پیر صاحب گولڑہ شریف کی زیارت تو کی مگر یہ خیال کیا کہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ اور مقام تھا۔ آپ نے مدینہ عالیہ میں خواب دیکھا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ ساتھ عوام الناس کا بہت بڑا اجتماع ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ایک رجسٹر ہے۔ آپ پیر صاحب گولڑہ شریف سیّد غلام محی الدین شاہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ رجسٹر عطا فرما کر ارشاد فرماتے ہیں "غلام محی الدین جن لوگوں کے حج تمہیں منظور ہیں اُن کا نام رجسٹر میں درج کرلو۔"

آپ فرماتے تھے کہ میں بڑا پریشان ہوا کہ مجھے تو آپ کی یہ شان معلوم نہ تھی۔ آپ کا تو بڑا مقام ہے معلوم نہیں میرا حج منظور کرتے ہیں یا نہیں۔

حضرت پیر صاحب نے میری طرف دیکھا اور قدرے مسکرا کر فرمایا "مولوی موسیٰ صاحب آپ کا حج منظور ہے۔"

بس صبح ہوئی تو آپ پیر صاحب کی زیارت کے لئے بیقرار تھے حاضرِ خدمت ہوئے۔ قدم بوسی کی تو حضرت نے بہت ہی مہربانی اور شفقت فرمائی۔

آپ کے معمولات اور خلقِ خدا کی آمد

حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نماز پنجگانہ شہر کی جامع مسجد میں پڑھاتے نمازِ چاشت کے بعد دوپہر تک اور ظہر کے بعد عصر تک مسجد

Marfat.com

سے ملحق وسیع صحن میں تشریف رکھتے۔ دم اور تعویذات والوں کا اتنا زبردست اجتماع ہوتا کہ آپ کو بڑی مشکل سے مغرب کے قریب فراغت ہوتی تعویذات اور عملیات کے متعلق بہت لوگوں کے بارے میں سننے میں آیا ہے کہ وہ اس شغل میں ماہر تھے۔ مگر حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ عامل ہی نہیں بلکہ کامل تھے۔ ان کا تعویذ قضاؤ قدر کا نوشتہ ہوتا تھا۔ فی الفور تاثیر اور حل مقصد کے لیے تعویذ خود ضمانت ہوتا اور حاجتمندوں کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑتی تھی۔ آمد و رفت کے ذرائع میں قلّت کے باوجود ملتان مظفر گڑھ ڈیرہ غازیخان تک کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ مسجد سے ملحق وسیع صحن لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہوتا اور شہر کی گلیوں میں آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔

اِتّبَاعِ شریعت کا غلبہ

آپ پر اتّباعِ شریعت کا زبردست غلبہ تھا۔ خلافِ شریعت کسی امر کو برداشت نہ کرتے اور علی الاعلان اس کی مخالفت کرتے۔ آپ کی ہیبت اور رعب کا یہ عالم تھا کہ پورے علاقے کے لوگ آپکی گرفت سے خوف کھاتے اور اعلانیہ خلافِ شرع امر کا ارتکاب کرنے سے گھبراتے۔ آپ مسجد میں آتے تو مجلسوں سے اٹھ کر لوگ فوراً نماز میں شریک ہوتے۔ نمازِ جمعہ اور عیدین کے اجتماع سے خطاب فرماتے۔ شرعی مسائل بیان فرماتے۔ اصلاحی عنوانات پر تقریر کرتے۔ خلافِ شرع امر کے ارتکاب کرنے والوں کو برملا ڈانٹتے اور حق و صداقت کا جھنڈا بلند کرتے۔ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت فرماتے اور رات دِن میں

Marfat.com

ایک ختم کر لیتے۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔
قرآن مجید کے حفظ اور ضبط میں آپ کی مثال نہ تھی۔

آپ کی فقہی اور علمی حیثیت اس قدر مسلّم تھی کہ رمضان شریف اور عید کے چاند کے بارے آپ کا قول حجت سمجھا جاتا۔ دُور دراز علاقوں سے گھوڑے سوار آپ کے پاس حاضر ہو کر تسلّی کرتے اور آپ کا فیصلہ لوگوں کو جا سناتے۔ پورے علاقہ میں کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ چاند کے بارے میں یوں ہی کوئی افواہ اڑا دے۔

آپ نے پوری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزار دی خلق خدا کی اصلاح کی۔ لوگوں کو دین سکھایا، قرآن پڑھایا۔ وعظ سنایا اور سیدھا راستہ دکھایا۔

آپ نے ۱۷ محرم ۱۳۷۰ھ میں اس جہان سے انتقال فرمایا۔ آپ کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی صرف ایک صاحبزادی مرحومہ تھیں جو استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد صاحب کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ مرحومہ ۱۹۸۶ء میں انتقال کر گئیں۔

حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ایک علیحدہ مقبرے میں ہے جو عقیدت مندوں کے تعاون سے آپ کے بھتیجے فقیر عبد الرحمن صاحب مرحوم نے تعمیر کرایا تھا۔

فقیر محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند فقیر محمد عیسیٰ تھے۔ بڑے شہسوار، خوش پوش اور جرأت مند تھے۔ ان کے پاس

Marfat.com

کاشتکاری کے لئے بڑے اچھے بیل اور سواری کے لئے بڑا اچھا گھوڑا ہوتا۔ ان کے فرزند ابھی چھوٹے ہی تھے کہ وہ اس جہان سے رخصت ہو گئے۔

ان کے تین فرزند تھے۔ فقیر اللہ بخش مرحوم، فقیر عبدالرحمٰن مرحوم اور فقیر قمرالدین صاحب۔

فقیر اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اللہ بخش مرحوم ہمارے نانا جی تھے۔ بڑے صاف دل، حق گو اور کھرے آدمی تھے۔ اپنے چچا حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد اُن کی مسند پر بیٹھے۔ نماز پنجگانہ مسجد میں پڑھاتے اور دَم تعویذات کے لئے آنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے۔ انہوں نے بڑی مستقل مزاجی سے مسجد کی آبادی اور حضرت مولوی محمد موسیٰ صاحب کے نام پر آنیوالے عقیدت مندوں کا خیال رکھا۔

ان کی زبان میں بڑی تاثیر تھی اور وہ مستجاب الدعوات تھے۔ اپنے بزرگوں سے ان کی عقیدت اور محبّت درجۂ یقین کو پہنچی ہوئی تھی۔ اور بزرگوں کی بھی اُن پر نظرِ عنایت تھی۔

بزرگوں کی عنایت کا ایک واقعہ

بستی جمال کے ملک بختاور نون حج کر کے آئے تو کچھ دنوں بعد فقیر اللہ بخش مرحوم انہیں مبارک دینے کے لئے گئے۔ اور ایک تسبیح کی فرمائش کی۔ حاجی بختاور مرحوم کھجور اور کچھ تبرّکات لائے اور معذرت کی کہ

Marfat.com

تسبیح وغیرہ تو میں تقسیم کر بیٹھا ہوں۔ آپ دیر سے آئے ہیں ورنہ ضرور پیش کرتا۔ فقیر صاحب کچھ شکستہ دل ہو کر چل پڑے اور دوسرے تبرّکات بھی ساتھ نہ لائے۔ بس وہی رات تھی کہ خواب میں ملک بختاور کو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بڑے جلال میں نظر آئے اور بڑے جذبے سے فرمایا۔

"ہماری توجہ نہ ہوتی تو تم حج کر کے آتے تمہیں اتنا خیال نہ آیا کہ میرے پوتے کو ایک تسبیح بھی نہ دی۔"

ملک بختاور بیچارہ خوف سے کانپنے لگا اور معافی مانگی صبح سویرے چار عدد تسبیح اور دوسرے تبرّکات فقیر اللہ بخش مرحوم کی خدمت میں پیش کئے اور معذرت بھی کی۔

دعا کی قبولیت کا ایک واقعہ

فقیر اللہ بخش مرحوم بستی چوہان عقیدت مندوں کے ہاں بہت جاتے تھے۔ ان کے ایک عقیدت مند نے وہاں کے ایک قریشی صاحب کو گھوڑا بیچ دیا۔ مگر سودے میں وہ پشیمان تھا اور اسے نقصان تھا اس نے فقیر صاحب سے عرض کیا کہ قریشی صاحب سے سفارش کریں اور گھوڑا واپس دلوادیں۔ کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ فقیر صاحب نے قریشی صاحب سے سفارش کی تو وہ ضد کرنے لگے۔ جب فقیر صاحب نے انہیں کہا اس طرح کرلو تمہارا بھی فائدہ ہے اور لوگوں نے بھی انہیں کہا فقیر صاحب کی بات مان لو کہیں نقصان نہ اٹھاؤ تو وہ ذرا فوقیت جتلانے لگے کہ ہم بھی بزرگوں کی اولاد ہیں۔ فقیر صاحب جوش میں آگئے اور فرمایا۔ اب گھوڑا تم اپنے

Marfat.com

پاس رکھو اگر تین دن کے اندر گھوڑا ختم نہ ہو جائے تو مجھے فقیر نہ کہنا جو مرضی آئے کہہ دینا۔

بستی چوہان کے لوگ شاہد ہیں کہ تیسرے دن گھوڑا چر رہا تھا۔ پاؤں میں رسی ڈالی ہوئی تھی۔ اچانک پانی کے جوہڑ کے کنارے گرا پھر گہرے پانی میں جا پڑا اور پانی میں ہی مر کر ختم ہو گیا۔

فقیر اللہ بخش مرحوم کے دو جوان فرزند یکے بعد دیگرے وفات پا گئے انہوں نے اس صدمے کو برداشت تو کر لیا مگر ان کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ ان کی وفات کے دو سال بعد ۱۹۶۰ء میں اس جہان سے رخصت ہوئے صفر کی بائیس تاریخ تھی۔ ان کا مزار حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے کے بالکل سامنے ہے۔

فقیر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

فقیر عبدالرحمٰن مرحوم اپنے چچا حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ سفر میں جاتے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے خاص متعلقین جو ڈیرہ اسماعیل خان سے چشمہ بیراج جانے والی سڑک کے آس پاس بستی لاڑ۔ رنگپور۔ مٹھہ پور۔ کڑی وغیرہ میں رہتے تھے۔ فقیر عبدالرحمٰن مرحوم سے عقیدت رکھنے لگے۔

فقیر صاحب ان کے پاس اکثر آتے جاتے تھے اور اس وسیع علاقے میں ان کا اچھا اثر رسوخ تھا۔ ملک نظام اُترا مرحوم کا سارا خاندان اور دوسرے بہت سے لوگ ان سے منسلک رہے۔

فقیر عبدالرحمٰن مرحوم مرنجاں مرنج اور خوش طبع انسان تھے طبیعت

Marfat.com

میں بڑی نرمی اور حوصلہ تھا۔ اپنے بھائی فقیر اللہ بخش مرحوم کی وفات کے بعد کافی عرصے تک جامع مسجد کی امامت اور آبادی کا خیال رکھا۔ تہجدؒ کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ دم کرتے اور تعویذ بھی دیا کرتے تھے۔ وفات سے قبل اولاد کو نصیحتیں کرتے رہے اور یادِ خدا میں مصروف رہے ۱۹۸۶ء میں انتقال کیا۔ ان کا مزار حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے سے باہر شرقی دیوار سے متصل ہے۔

فقیر عبدالرحمٰن مرحوم کے فرزند فقیر ڈاکٹر غلام محمد حافظِ قرآن ہیں۔ جن کے ایک فرزند فقیر سجاد احمد حافظِ قرآن ہیں اور آج کل جامع مسجد المرتضٰے جی۔ سیون۔ ون اسلام آباد میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور دوسرے فرزند فقیر ریاض احمد بھی حافظِ قرآن ہیں۔

فقیر قمر الدین صاحب قمرؔ صدیقی

فقیر قمر الدین صاحب ریٹائرڈ سکول ماسٹر ہیں۔ شاعرانہ مزاج رکھتے ہیں قمر تخلّص ہے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں اور عملیات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیّت کا انہوں نے خاص خیال رکھا ہے ان کے فرزندوں میں فقیر خورشید احمد بڑے سمجھدار اور معاملہ شناس ہیں۔ گورنمنٹ ہائی سکول ڈھانڈلہ میں ایس۔ ایس ٹی ہیں اور زراعت سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ فقیر جمشید احمد چشتی تنظیم المدارس سے سند یافتہ ہیں اور ہائی سکول میں ٹیچر ہیں۔ فقیر محمد اشرف چشتی فیڈرل بورڈ اسلام آباد سے ایف اے پاس ہیں۔ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں باقاعدہ دینی

Marfat.com

تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں اور تنظیم المدارس کا امتحان پاس کر کے سند حاصل کر چکے ہیں۔ اس وقت جامعہ غوثیہ دربار گولڑہ شریف میں دینی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔

مولانا محمد اشرف سلمہ، خاندان کے نوجوان طبقے میں مذہبی نقطۂ نظر رکھنے والے باصلاحیت آدمی ہیں اور اپنے اسلاف کی علمی روایات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ جامع مسجد غوثیہ سید پور اسلام آباد میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ فقیر اختر حسین سکول ٹیچر ہیں۔

فقیر قمرالدین صاحب قمر کے چھوٹے فرزند فقیر محمد اسلم حافظِ قرآن ہیں۔ جامعہ نظیریہ مدینۃ العلوم میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور جامع مسجد ہجویریہ اسلام آباد میں امامت کراتے ہیں۔

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ہمارے خاندان کے بزرگوں میں بہت سی خصوصیات کے لحاظ سے امتیازی شان رکھتے ہیں آپ تسلیم و رضا توکل علی اللہ، خلقِ خدا سے شفقت، حق گوئی اور صداقت کے پاکیزہ اوصاف سے موصوف تھے۔ اپنے جدِّ امجد حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست فیضیاب تھے اور کمالِ عشق و محبّت کی بنا پر ان کی ذات میں فنا تھے۔ آپ بڑے قدآور، بارعب اور باوقار شخصیّت کے مالک تھے عموماً سبز لباس پہنا کرتے تھے۔ مزاج میں توحید کا غلبہ تھا۔ ہر مشکل موقعہ پر آپ کی زبان سے اسمِ ذات کا وِرد جاری ہوتا۔ دن رات میں کئی مرتبہ یہ کلمہ زبان پر لاتے۔ خیر یا اللہ خیر، آواز میں

Marfat.com

بڑا رعب اور تمکنت تھی۔ جب بھی کوئی پریشانی کا موقعہ ہوتا تو نہایت تحمّل اور بُردباری کا ثبوت دیتے اور فرمایا کرتے۔

" چنگاں ہُنئے تے چنگاں تھیسی " یعنی عالم غیب سے جو کچھ ظاہر ہوا ہے اچھا ہوا ہے اور آئندہ بھی اچھا ہوگا۔

خلقِ خدا سے شفقت

آپ خلقِ خدا کے ساتھ بہت ہی شفقت فرماتے اپنے خاندان کے ساتھ ساتھ، محلّے والے، شہر والے اور علاقے والے لوگ سب آپکی شفقت سے فیضیاب ہوتے۔ ہر ایک کے ساتھ بڑی نرمی اور اخلاق سے گفتگو فرماتے، تکلیف اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے، اور کبھی کسی کے ساتھ تلخی اور رنجش نہ فرماتے۔ باہر سے جو کچھ نذرونیاز لے آتے یا گھر پر جو نذرونیاز آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا سارے خاندان پر تقسیم کرتے۔ برادری میں کوئی اگر شادی غمی کے موقعہ پر شریک نہ ہوتا تو آپ اس کی طرف سے مالی حقوق ادا کر دیتے اور اسے برادری سے منقطع نہ ہونے دیتے خلقِ خدا سے شفقت کا یہ عالم کہ بستی بخت آور سے قصبہ بہل جانے لگتے تو خاندان اور شہر کے لوگ بلا روک ٹوک آپ کو ضرورت کی چیزیں بتا دیتے اور رقم دے دیتے آپ سب کی چیزیں خرید کر لاتے اور گھروں میں جا پہنچاتے۔ آپ جب گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے واپس آ رہے ہوتے تو لوگوں کے سوداسلف اور سازوسامان سے گھوڑا لدا ہوا ہوتا تھا۔ سادگی کا یہ عالم کہ بعض اوقات گھوڑے پر سوار ہوتے اور سر پر بڑی سی گٹھڑی اٹھائی ہوتی۔ لوگ کہتے، قبلہ! سر پر بوجھ کیوں اٹھائے ہوئے ہیں؟

Marfat.com

تو فرماتے گھوڑے کو کچھ سہولت ہو جائے گی۔

جدِّ امجد سے عشق و محبّت

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جدّ امجد حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ محبّت تھی اور ان کی ذات میں فنا کا مقام حاصل تھا۔ آپ اُن سے براہِ راست فیضیاب تھے۔ کوئی بھی پریشانی کا معاملہ ہوتا تو فوراً دربار شریف پر حاضر ہوتے۔

پختہ روایات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ مزار شریف پر حاضر ہوتے تو حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بالمشافہ ملاقات اور گفتگو کرتے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ بستی بختاور کے ایک شخص جو مکّل قوم سے تعلق رکھتا تھا کی وجہ سے آپ کی طبیعت پر قدرے ملال آ گیا تو گھوڑے پر سوار ہو کر اسی وقت مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کھل گیا۔ آپ نے اپنے اوپر سے بہت سی چادریں ہٹائیں اور ایک قیمتی چادر کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا غلام اسحاق یہ چادر اس شخص کے دادا عمر مکّل نے میری وفات کے بعد مجھ پر ڈالی تھی مجھے اس بات کا لحاظ ہے تم واپس چلے جاؤ وہ شخص تمہیں راضی کرے گا اور معافی طلب کرے گا۔ آپ گھر واپس آئے تو وہ شخص بڑی عاجزی سے حاضرِ خدمت ہوا اور معافی طلب کی۔

حق گوئی اور صداقت

صداقت اور حق گوئی آپ کا شعار تھا۔ ہمیشہ حق و صداقت پر قائم رہے

Marfat.com

اور ہر موقعے پر حق و صداقت کا ساتھ دیا۔ ایک مرتبہ آپ کے حکم سے مولوی عمر نامی ایک شخص نے ایک عورت کا نکاح پڑھا جسے ایک جگہ سے طلاق ہو چکی تھی اور عدّت بھی گزر چکی تھی۔ کچھ عرصہ بعد اس عورت کے وارثوں نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ نکاح پر نکاح پڑھا گیا ہے۔ چونکہ آپ کے حکم سے نکاح ہوا تھا اس لئے عدالت نے آپ کو بھی طلب کیا۔ چند تاریخوں کے بعد فیصلہ کی تاریخ تھی۔ احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم نے وکلاء سے مشورہ کیا تو انہوں نے تاکید کی کہ آپ فقیر صاحب سے کہیں کہ وہ عدالت میں انکار کر دیں ورنہ فردِ جرم عائد ہو سکتا ہے۔ اور تین سال تک سزا دی جا سکتی ہے۔ خان صاحب کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ فقیر صاحب کو یہ مشورہ دے سکیں۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ آپ کسی صورت اس پر آمادہ نہ ہوں گے۔ دل ہی دل میں احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم پریشان بھی تھے کہ خدانخواستہ اگر کچھ ہو گیا تو ہمارا کچھ باقی نہ بچے گا۔

فیصلے کی پیشی

یہ فیصلے کی پیشی تھی۔ احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم نے پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ عورت نے بھی خلاف بیان دیا ہے اور جج فردِ جرم عائد کر چکا ہے۔ اگر فقیر صاحب نے اقرار کیا تو تین سال سزا کا حکم سنا دے گا۔ عدالت میں پیشی کے لئے حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدتمندوں کے ساتھ پہنچے تو احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم بڑے پریشان ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ فقیر صاحب عدالت کے برآمدے میں بینچ پر تشریف رکھے ہوئے تھے طبیعت پر پریشانی اور اضطراب کا کوئی اثر نہ تھا اور بے خوف و خطر بڑے اطمینان سے بیٹھے

Marfat.com

ہوئے یادِ الٰہی میں مصروف تھے۔

فقیرِ غیور کا اعلانِ صداقت

سردار احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم جنہیں آپ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ موقعہ پاکر کان میں عرض کرنے لگے قبلہ آپ کو کچھ ہوگیا تو ہمارا کیا باقی رہ جائے گا۔ میں نے مسل خوان سے پتہ کرایا ہے صاحب فردِ جرم عائد کر چکا ہے اگر جناب نے نکاح کا اقرار کیا تو وہ تین سال سزا کا حکم سنا دیگا۔ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہماری عزّت کا خیال فرمالیں۔ فقیر صاحبؒ کی آنکھیں سُرخ ہوگئیں اور گرجدار آواز میں ارشاد فرمایا۔ او احمدا۔ کیا کہہ رہے ہو سزا سُنادے گا۔ سزا کا نام لے اور بنگلے کی چھت اس پر نہ گرے تو پھر فقیر کی کوئی کمائی نہ ہوئی۔ خان صاحب یہ سن کر قدموں پر گر پڑے اور عرض کیا جناب، جناب آپ کا حکم سر آنکھوں پر مجھ سے غلطی ہوگئی۔ کچھ دیر بعد اندر سے پکار ہوئی آپ اندر تشریف لے گئے انگریز جج بار بار آپ کو دیکھتا رہا اور کچھ متفکرّ اور حیران سا معلوم ہونے لگا۔

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

کچھ دیر بعد جج نے کہا باباجی آپ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کر کے کہیں کیا آپ نے نکاح پڑھا ہے؟ فقیر صاحب نے بلند آواز سے جذب و مستی کے انداز میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کرنے کی ضرورت نہیں وہ تو ہر وقت حاضر ناظر ہے اس کا ارشاد ہے: وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) انگریز جج منہ میں انگلی ڈالے

Marfat.com

حیران ہو کر آپ کو کچھ دیر پھر دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ نکاح میرے حکم سے پڑھا گیا ہے اور اس عورت کو طلاق ہو چکی تھی، عدّت بھی گزر چکی تھی۔ ہماری شریعت میں یہ نکاح بالکل درست ہے۔ صاحب نے فوراً کہا باباجی آپ کو تکلیف دی گئی ہیں آپ سے معذرت کرتا ہوں اور اس مقدمے کو خارج کرتا ہوں۔ عدالت سے باہر تشریف لائے تو لوگ آپ کے قدموں پر لوٹ پڑے۔ احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ سارے وکلاء حیران ہوئے اور اس فیصلے کو فقیر صاحب کی کرامت قرار دیا۔

بھائی کے خلاف حق کی گواہی

بستی بخشادر کا ایک ہندو دکاندار جو خانوں کمراڑ کے نام سے مشہور تھا آپ کے چھوٹے بھائی فقیر نور محمد مرحوم اس سے قرض اور سودا سلف لیتے رہے۔ بالآخر چودہ سو روپے قرضہ ہو گیا جو اس وقت کے حساب سے بھاری رقم تھی۔ خانوں کراڑ کا مطالبہ زور پکڑتا گیا اور فقیر نور محمد مرحوم غربت اور مجبوری کی وجہ سے ٹال مٹول کرتے رہے۔ جب اس نے زیادہ تنگ کیا تو تنگ آمد بجنگ آمد کے طور پر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا ہندو نے بھکر عدالت میں فقیر نور محمد کے خلاف دعویٰ کر دیا اور حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو بطور گواہ طلب کرایا۔ عدالت نے آپ کو طلب کیا۔ تمام گھر اور خاندان والے چونکہ آپ کی طبیعت جانتے تھے اس لئے بہت پریشان ہوئے۔ بڑا ڈر لگایا اور بڑی منت سماجت کی کہ آپ لاعلمی کا اظہار کر دیں آپ نے فرمایا انشاء اللہ بہتری ہو گی۔

Marfat.com

جب عدالت میں پیش ہوئے تو صاحب نے دریافت کیا۔ آپ نے صاف فرما دیا کہ فقیر نور محمد نے اس ہندو کے چودہ سو روپے قرض دینا ہے۔ صاحب نے فقیر نور محمد کو حوالات بھیج دیا۔ سب خاندان والوں اور عقیدت مندوں کو اس واقعہ سے بڑی کوفت ہوئی۔ حضرت فقیر صاحب بھکر سے گھر واپس نہ آئے بلکہ عقیدتمندوں کے ہاں دورے پر چلے گئے اور دریائے سندھ کے پار سرحد کے علاقہ دامان تک تشریف لے گئے کوئی آٹھ دن گزرے تھے کہ کشتی کے راستے وطن واپس ہوئے۔ مریدین کے نذر و نیاز میں بہت سی بھیڑ بکریاں اور کچھ بیل بچھڑے، غلّہ اور نقد رقم شامل تھی۔ آتے ہی آپ نے خانوں کراڑ کو بلایا اور وہ بھیڑ بکریاں اور بیل بچھڑے اس کے حوالے کئے اس نے آپ کے کردار اور صداقت سے متاثر ہو کر آدھا قرض معاف کر دیا۔ جانوروں کی چودہ سو روپے قیمت لگائی۔ سات سو روپے نقد آپ کو واپس کر دیئے۔ اور یہ قرض وصولی کی رسید لکھ دی جو اسی دن عدالت میں پیش کر دی گئی اور فقیر نور محمد رہا ہو کر گھر آ گئے۔

فقرِ محمدیؐ کے جلوے

اگرچہ لوگ کثرت سے آپ کی خدمت میں نذر و نیاز پیش کرتے لیکن آپ کے ہاں دنیا کی کسی چیز کو قرار نہ تھا۔ گھر میں دو چار دن کی خوراک کم ہی پائی جاتی تھی۔ دادی صاحبہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ حضرت فقیر صاحب صبح کوٹا لھو نامی ہندو دکاندار سے کچھ گندم ادھار لے آتے ہم آٹا پیس کر کھانا تیار کرتیں۔ ظہر کے کافی دیر بعد آپ مسجد سے واپس آتے تو عرض کیا جاتا قبلہ رات کے لئے تو آٹا نہیں ہے پھر کسی دکان سے

Marfat.com

گندم اُدھار لاتے اور رات کا کھانا تیار کیا جاتا۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی رقم نقد یا غلّہ وغیرہ آجاتا تو قرضہ ادا فرما دیتے۔ دادی صاحبہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ کبھی معاش اور ضروریات کا فکر آپ کے چہرے سے محسوس نہ کیا جاتا۔ ایک مرتبہ بڑی خشک سالی تھی اور بارش نہ ہونے کے سبب آئندہ فصلوں کی امید نہ تھی لوگ بڑے پریشان تھے۔ حضرت فقیر صاحب چھت پر بیٹھے اللہ اللہ میں مصروف تھے کہ اونچی آواز میں فرمانے لگے۔

"اللہ مہر دا مینہہ وساڈیوے۔ تھل کچھّی داماں پلاڈیوے
کنڑک چوکھڑ روپے دی لاڈیوے"

یعنی اللہ تعالیٰ فضل وکرم کی بارش عطا فرمائے۔ تھل کچھی اور داماں کو سیراب کردے اور گندم کا نرخ اتنا سستا کردے کہ روپے میں ڈیڑھ من سے بھی زائد گندم ملے۔

اچانک یکدم بارشیں شروع ہوئیں۔ سارا علاقہ خوب سیراب ہوا۔ فصلات کی اتنی فراوانی ہوئی کہ واقعی گندم ڈیڑھ من فی روپے فروخت ہوئی اور خوشحالی کا عجب سماں معلوم ہونے لگا۔

انگریز ڈپٹی کمشنر سے عجیب ملاقات

ضلع میانوالی میں ایک انگریز ڈی سی کا تقرر ہوا جو فطری نرمی اور طبعی رحمدلی کے جذبے سے اتنا مغلوب تھا کہ کسی جانور پر زیادہ بوجھ لدا ہوا دیکھتا یا ڈبل سواری ہوتی تو بُرا محسوس کرتا۔ ایسے موقعے پر وہ الجھنے کی کوشش کرتا اور بڑی پریشانی پیدا کردیتا۔ یہ ڈپٹی کمشنر بھکرّ کچھے

Marfat.com

کے علاقے کا دورہ کر رہا تھا کوئی تیس چالیس گھوڑے سوار زمیندار اس کے ساتھ تھے۔ سردار احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم بھی ساتھ تھے۔ مہل کے راستے میں ہزارہ کے شمال میں یہ لوگ مغرب کا رُخ کر کے تیزی سے جا رہے تھے ڈی سی آگے تھا۔ اچانک اس نے جنوب کی طرف اپنا گھوڑا دوڑانا شروع کیا۔ ہزارہ سے گزر کر فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ گھر واپس آ رہے تھے گھوڑے پر کافی سارا سامان لدا ہوا تھا اور خود بھی سوار تھے۔ آپ ہی کو دیکھ کر ڈی سی نے گھوڑا دوڑایا تھا۔ باقی لوگ تو دیکھتے رہے مگر احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم پریشان ہو کر بڑی تیزی سے صاحب کے پیچھے آ پہنچے۔ انگریز ڈی سی نے فقیر صاحب کے بالکل آگے گھوڑے کو روکا اور کہا بابا یہ بتاؤ تم بڑا ہے کہ یہ بڑا ہے کیوں اتنا ظلم کر رہے ہو۔

قرآن کی آیت سے جواب

حضرت فقیر صاحب نے نگاہ اٹھائی اور جلالی انداز میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً ۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کئے گئے۔ انگریز نے جواب سنا تو فقیر صاحب کو سلوٹ کرتے ہوئے کہا بابا جی السلام علیکم پھر تیزی سے واپس ہو گیا اور آپ سے الجھنے کی کوئی کوشش نہ کی۔

Marfat.com

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

ایک مرتبہ گندم کی سخت قلت ہوگئی اور سارے خاندان کو پریشانی کا سامنا تھا۔ آپ کی خدمت میں بار بار عرض کیا گیا تو سردار احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم سے فرمایا کہ حضرت فقیر صاحب کے خاندان کو تنگی محسوس ہو رہی ہے کچھ انتظام کرو۔ انہوں نے کہا کہ بستی جمال ہماری گندم کا سٹاک ہے میں منشی بختاور کے نام خط لکھ دیتا ہوں کوئی آدمی اور اونٹ بھیج کر منگوا لیں۔ آپ نے خط لے لیا اور بستی جمال روانہ ہو گئے کہ یہاں انتظام کرنے دیر ہو جائے گی وہاں سے ہی آدمی اور اونٹ مل جائیں گے۔ آپ بستی جمال سے جنوب مغربی جانب کچھ فاصلے پر تھے کہ خیال آیا کیا اچھا ہوتا اگر حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی طرف بھی تھوڑی سی توجہ فرما لیتے، آج ہمیں دنیا کی خاطر تکلیف نہ اٹھانا پڑتی۔ ساتھ ہی راستے سے واپس ہونے کا بھی خیال آیا۔ راستے کے آس پاس کھیتوں میں ہل چلائے جا چکے تھے۔ اور بڑے بڑے ڈھیلے نکلے پڑے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بالکل سامنے جلال میں کھڑے ہوئے فرماتے ہیں۔ او غلام اسحاق اگر دنیا کی ضرورت ہے تو جس قدر مرضی آئے سونا اٹھا لو۔ فقیر صاحب فرماتے تھے کہ میں جس طرف بھی دیکھتا ڈھیلے اور کھیت سونے کے نظر آتے میں خوف سے کانپنے لگا تو فقیر صاحب نے فرمایا اگر میرے طریقے پر رہنا ہے تو پھر جس کام کیلئے جا رہے ہو کر کے آؤ ورنہ جس قدر سونا اٹھا سکتے ہو اٹھا لو۔ آپ نے عرض کیا مجھے بھی آپ کا طریقہ پسند ہے۔ چنانچہ آپ بستی جمال تشریف لے

Marfat.com

گئے اور اونٹوں پر گندم لے کر گھر واپس ہوئے۔

آدھی رات کیوقت انگریز سیشن جج کی کوٹھی پر

بستی بکھا در میں سُنّی شیعہ مذہبی تنازعہ آپ کے آخری دور میں کھڑا ہوا۔ اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ ہمارے بزرگوں کے مریدوں اور عقیدتمندوں نے جرأتمندانہ کردار ادا کیا اور فریق مخالف کو اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ ہمارے بزرگ اگرچہ تصادم میں شریک نہ تھے مگر فریق مخالف نے دعویٰ میں ان کا نام لکھوایا۔ بھکر عدالت سے ہمارے بزرگوں جن میں فقیر حافظ غلام محمدؒ فقیر مرید احمدؒ اور فقیر اللہ دتہؒ شامل تھے بعض کو دو سال اور بعض کو چھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپیل کے سلسلے میں میانوالی گئے۔ رات کو دیر سے گاڑی جا پہنچی۔ سادگی کا یہ عالم کہ اسٹیشن ہی سے سیدھے انگریز سیشن جج کے بنگلے پر چلے گئے کہ رات ہی اس کو حقیقت حال تسلی سے سنائیں گے۔ عدالت میں تفصیل کا موقعہ نہ ملے گا۔ دروازے پر سنتری نے روکا اور کہا باباجی یہ وقت ملاقات کا نہیں، صاحب آرام میں ہیں اس وقت اونچی آواز بھی نہ نکالیں کہیں وہ جاگ پڑا تو مجھے معطلؔ کردے گا اور آپ کی بھی خیر نہیں۔ آپ نے فرمایا ہم درویش لوگ ہیں دین کی خاطر تکلیف اٹھا رہے ہیں ہم حق پر ہیں اور جن لوگوں پر دعویٰ ہے وہ بے قصور ہیں۔ آپ کی آواز بڑی بھاری اور گرجدار تھی۔ اچانک سیشن جج جاگ پڑا اور باہر آگیا۔ آپ کو دیکھ کر بڑے نرم لہجے میں کہنے لگا باباجی اس وقت تو ہمارے بنگلے پر کوئی بھی نہیں آسکتا۔ آپ

Marfat.com

کیسے آ گئے۔ آپ نے اسے حال سنایا اور فرمایا ہمارا کام کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مزید ترقی دے گا۔ اور ہماری دعائیں ہمیشہ تمہیں فائدہ دیں گی۔ اس نے کہا بابا جی اب آپ آرام کریں میں بھی آرام کرتا ہوں کل عدالت میں درخواست پر غور کروں گا۔

سزا میں خصوصی تخفیف

بھکر کے تمام وکلاء نے منع کیا تھا کہ کیس بڑا سخت ہے اس کے مطابق سزا کم ہے اپیل نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ سزا میں اضافہ ہو جائے بہرحال فقیر صاحب نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپیل دائر کر دی۔ انگریز سیشن جج عدالت میں آیا تو آدھی رات کے وقت بنگلے پر ملنے والے درویش بزرگ کو دیکھ کر قدرے مسکرا کر حیرت کا اظہار کیا۔ مگر درخواست پر غور کر کے بلا تامل دو سال سزا کو چھ ماہ اور چھ ماہ کو دو ماہ کرنے کا حکم دیا۔ فقیر صاحب نے کمرۂ عدالت میں اسے اونچی آواز سے دعائیں دیں اور شکریہ ادا کیا۔

حضرت مولانا غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ ہمدردی

حسنِ اتفاق سے ان ہی ایام میں جبکہ ہمارے بزرگ میانوالی جیل میں قید و بند کی تکلیف برداشت کر رہے تھے حضرت مولانا غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ بھی شیعوں کی سازش سے ایک قتل کے کیس میں بلا قصور میانوالی جیل لائے گئے۔ آپ ہمارے خاندان کو اچھی طرح جانتے تھے۔ جیل کی بیرک میں جب درویش بزرگوں کو دیکھا تو ان کی آنکھوں سے

Marfat.com

آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے واہ میرے قلبی دوست آپ پر بڑی آزمائش آگئی اور افسوس یہ کہ اس وقت میں آپ کی کوئی امداد نہیں کر سکتا دینِ اسلام کی خاطر آئے ہو اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ ہو۔ کچھ دنوں بعد حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ جیل سے باہر آگئے اور پھر عدالت نے باعزت طور پر انہیں بری کر دیا۔

سفرِ آخرت

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر اور اسلاف کی پاکیزہ روایات کو عروج کمال تک پہنچایا۔ اپنے اخلاق و کردار سے صدق اور حقانیت کا پرچم بلند کیا۔ فقر و درویشی کا حسین عملی نمونہ پیش کر کے فقرِ محمدی کی عظمتوں کو اجاگر کیا اور خلق خدا سے شفقت و رحمت کا مثالی سلوک کیا۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں سبحان ربّی الاعلیٰ کا وِرد کرتے ہوئے اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔

آپ کی وصیّت اور تمنّا کے مطابق حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی سمت میں آپ کو دفن کیا گیا۔ پختہ اندازے اور قرائن کی رُو سے آپ نے تقریباً ۱۹۲۵ء میں وصال فرمایا۔

جسدِ خاکی صحیح سلامت

آپ کے وصال سے بیس پچیس سال بعد آپ کے صاحبزادے فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال کیا تو آپ کی قبر سے متصل ان کی قبر کھودنے کے دوران آپ کی لحد کھل گئی اور خوشبو آنے لگی۔

Marfat.com

قبر کھودنے والوں نے کچھ مٹی ہٹائی تو کفن صحیح سالم نظر آیا۔ جب انہوں نے منہ سے کفن ہٹایا تو سبحان اللہ تر و تازہ جسم چمکتا ہوا چہرہ، ماتھے پر تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا۔ انہوں نے فوراً حاجی فقیر قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا تو انہوں نے بتایا کہ یہ تو چچا جی فقیر غلام اسحاق ہیں پھر قبر بند کرادی گئی اور ساتھ قبر نہ کھدوائی گئی۔ آپ کی قبر پر دو شعر لکھے ہوئے ہیں ایک مثنوی شریف کا شعر ہے اور دوسرا حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

۱۔ سایۂ یزداں بود بندہ خدا
مردۂ ایں عالم و زندہ خدا

۲۔ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی شادی اپنے چچا حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن کے بطن سے حضرت فقیر امیر محمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ مرحومہ کی وفات کے بعد آپ نے قصبہ بہل کے ارائیں خاندان کی ایک نیک سیرت خاتون سے دوسری شادی کی جن کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی سابقہ ترتیب اور عمر کے تقاضے کے لحاظ سے حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں پہلے حضرت فقیر امیر محمد رحمۃ اللہ علیہ پھر حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

Marfat.com

درج کئے جاتے۔ مگر راقم الحروف نے ذرا تبدیلی کرتے ہوئے پہلے حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور تا حال آپ کی اولاد کے حالات کو درج کیا ہے۔ کیونکہ آپ کے حالات میں حضور قبلہ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی بیعت کا تذکرہ ہے۔ نیز استاذ العلماً حضرت مولانا فیض احمد مدظلّہ کے حالات درج ہیں جو خاندان کے اہلِ علم وفضل افراد کے استاذِ محترم ہیں۔ چنانچہ اب حضرت فقیر غلام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں پہلے حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور تا حال آپ کی اولاد کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت فقیر امیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فقیر اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ اور تا حال ان کی اولاد کے حالات درج کئے جائیں گے۔

حضرت فقیر حافظ غلام محمّد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے گھر سے دوسرے فرزند تھے۔ راقم الحروف کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ آپ مناسب قد وقامت سفید گندمی رنگ چمکدار کشادہ پیشانی۔ موٹی سیاہ آنکھیں، پُر وقار چہرہ اور نورانی شکل و صورت رکھتے تھے۔ سر پر دستار باندھتے اور چھوٹا سا شملہ رکھتے جس سے فقر و درویشی کی ایک عجیب شان نظر آتی۔ حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے اکابر بزرگوں کی سراپا تصویر تھے۔ فقر و استغناً توکل علی اللہ۔ زہد و قناعت، ذکر و فکر اور عشق و محبت آپ کے خاص

Marfat.com

اوصاف تھے۔ جب آپ مسجد میں نماز کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آس پاس کی گلیوں سے گزرنے والے لوگ ٹھہر کر آپ کی تلاوت سے محظوظ ہوتے اور محلّے کے چھوٹے بچّے بھی خاموش ہو کر آپ کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ عشاء پڑھ کر نوافل میں قرآن مجید شروع کیا اور صبح صادق کے وقت ختم کر لیا۔ آپ کی تلاوت میں جاذبیّت اور کشش کا یہ عالم تھا کہ ہر مکتبِ فکر کے لوگ منہمک ہو کر آپ کی اقتداء میں نوافل ادا کرتے اور پوری رات عبادت میں گزار دینے سے تھکان محسوس نہ کرتے۔ ایک مرتبہ بھکّر شبینہ کی تقریب منعقد ہوئی جس میں دُور دراز علاقوں سے حفّاظِ قرآن شریک ہوئے۔ جب آپ نے تلاوت کی تو مجلس پر خاص ذوق طاری ہوا چنانچہ بھکّر کے مشہور خطیب اور عالم قاضی عبداللہ مرحوم کہنے لگے حق تو یہ ہے کہ جس طرح آپ نے قرآن پڑھا ہے دل گواہی دے رہا تھا کہ ابھی قرآن نازل ہو رہا ہے۔ آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ عالمِ رویاؔ میں مشہور قاری وصحابیِٔ رسُول اُبیؔ ابن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے قرأت وتجوید کی سند عطا فرمائی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مُہر ثبت فرمائی۔

تعلیم و تربیّت

آپ کے والد ماجد کو تمام فرزندوں سے آپ کے ساتھ زیادہ محبّت تھی اس لیے انھوں نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجّہ دی۔ آپ نے ناظرہ قرآنِ مجید گھر ہی میں پڑھا۔ ابتدائی فقہی مسائل

Marfat.com

سیکھے اور کچھ قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ پنجگرائیں کے قریب بستی مائی روشن میں سید جند وڈا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا درسِ قرآن بڑا مشہور تھا۔ شاہ صاحب مرحوم حضرت خواجہ محمد عثمان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف کے خلیفۂ مجاز تھے اور دینی تعلیم و تدریس میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد کی اجازت سے وہاں درس میں داخل ہو کر قرآن مجید حفظ کرنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد شاہ صاحب مرحوم وفات پا گئے۔ تو آپ حفظِ قرآن کی تکمیل کے لئے ٹھٹھی حمزہ علاقہ سناواں ضلع مظفر گڑھ میں حافظ عطا محمد مرحوم کے درس میں داخل ہوئے اور کافی عرصہ قیام کر کے قرآن مجید مکمّل حفظ کیا۔

گھوٹہ (ملتان) کے مشہور مدرسہ میں داخلہ

ملتان کے مضافات بستی گھوٹہ میں حضرت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ تعلیم و تدریس کے لحاظ سے شہرت کے عروج پر تھا۔ آپ دینی کتابوں کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس مدرسے میں داخل ہو گئے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ریاضت و مجاہدہ میں بھی آپ مشغول رہتے۔ حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اخلاق و اوصاف سے بڑے متاثر ہوئے اور آپ کے حال پر خاص مہربانی فرمانے لگے۔

بچپن ہی سے آپ کو بزرگانِ دین کے اعراس اور مزارات پر حاضری کا بڑا شوق تھا۔ تعلیم کے زمانے میں بھی یہ سلسلہ جاری رکھتے۔ اسباق کا ناغہ بھی ہو جاتا اور اساتذہ کرام محسوس بھی کرتے۔ گھوٹہ

Marfat.com

میں آپ نے مشکوٰۃ شریف اور جلالین شریف تک کتابیں پڑھیں تو وِرد و ظائف، تخلیہ میں ریاضت اور مزارات پر حاضری کا شوق کچھ زیادہ غالب ہو گیا۔ حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے مزاج سے واقفیت رکھتے تھے فرمانے لگے حافظ صاحب آپ درویش خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی طبیعت پر سلوک و تصوّف کا غلبہ ہے یہ درس و تدریس اور تکمیلِ علوم تو مکمّل توجّہ اور یکسوئی کے بغیر مشکل ہے۔ اس کے بعد آپ نے مزید تعلیم حاصل نہ کی اور زیادہ توجّہ تزکیۂ نفس اور ریاضت کی طرف مبذول کی۔

خوب سے خوب تر کی تلاش

اگرچہ آپ اپنے والدِ گرامی حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے تاہم بلندیٔ ہمّت اور ذوقِ طلب کے پیشِ نظر مقبولانِ خدا کی تلاش میں رہتے اور گوہرِ مقصود حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی جو اپنے دَور میں صاحب فیض و کمال تھے۔ نقشبندی سلسلے کے کچھ بزرگوں سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی اور کچھ دوسرے بزرگوں کے پاس بھی آپ جا پہنچے۔ مگر ہر مقام پر اپنے والد ماجد کا ایسا تصرّف محسوس کرتے کہ وہاں سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی۔

راقم الحروف کے والد مرحوم جو عموماً سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے آپ سے روایت کرتے تھے کہ آپ جس بزرگ کے ہاں قیام کرتے عموماً رات کو خواب میں دیکھتے کہ آپ کے والد ماجد

Marfat.com

نماز پڑھا رہے ہیں اور وہ بزرگ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ صبح اُٹھتے تو وہاں طبیعت قرار نہ پکڑتی اور گھر واپس آجاتے۔

قادری بزرگ سے مُلاقات

ڈیرہ اسماعیل خان کے شمال میں کرڑی خسور نامی گاؤں میں قادری سلسلہ کے معمر بزرگ بابا نور قادری رحمۃ اللہ علیہ رہا کرتے تھے جن کی عمر سو سال سے زائد تھی۔ اُن کی بھنویں لٹک کر رخساروں پر آپڑی تھیں اور وہ انہیں اٹھا کر کسی چیز کو دیکھ سکتے تھے۔ یہ بزرگ ایک حجرے میں تنہا رہتے اور بڑی مشکل سے کسی سے ملاقات کرتے۔ عموماً خدام ان کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتے اور حاجتمند حجرے کے باہر ٹھہرتے۔

آپ کہیں میرا حکم ہے

حضرت بابا نور قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آپ کرڑی خسور حاضر ہوئے۔ بابا صاحب کو خدام نے اطلاع دی تو فرمایا انہیں اندر لے آؤ۔ آپ حجرے میں داخل ہوئے تو ملاقات کے بعد کہنے لگے جناب میرا عرض ہے فقیر صاحب فرمانے لگے آپ اس طرح فرمائیں کہ میرا حکم ہے۔ آپ اس طرح کہنے پر تیار نہ تھے مگر فقیر صاحب کے اصرار پر آخر عرض کیا کہ میرا حکم ہے۔ فرمانے لگے بتائیں! آپ نے کہا اللہ کا نام سیکھنے آیا ہوں۔ یہ سن کر فقیر صاحب جوش میں آکر فرمانے لگے حافظ صاحب! تمہارے والد ماجد کا بہت بلند مقام

Marfat.com

ہے میری کیا جرأت کہ میں آپ کو کچھ تلقین کروں۔ ساتھ ہی یہ فرمایا مطمئن رہو۔ آپ کو ایک گیلانی بزرگ سے گوہرِ مقصود ملے گا۔ وقت کی انتظار کرو۔ مزید تلاش کی مشقت نہ اٹھاؤ اور اپنے والد ماجد کے بتلائے ہوئے وظائف پر پابندی رکھو۔ قادری بزرگ کی پیش گوئی سے آپ کو اطمینان تو ہوا مگر انتظار کی گھڑیاں بسر کرنا مشکل ہو گیا۔

حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے قادری بزرگ کی پیش گوئی سنی تو آتشِ شوق مزید بھڑک اٹھی اور گوہرِ مقصود کے حصول کے لئے بے تابی میں اضافہ ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضور قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانگڑھ ضلع مظفر گڑھ میں تشریف آوری کی خبر مشہور ہوئی تو آپ جذبۂ شوق و طلب میں محو ہو کر انتظار کرنے لگے۔ گھوٹہ میں حضرت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی وساطت سے قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت واستفادہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ انھوں نے آپ کو تسلّی دی اور وعدہ فرمایا کہ میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا اور تمہارے بارے میں توجّہ کے لئے حضور کی خدمت میں عرض کروں گا۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال

حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخلص عقیدتمند نواب عبداللہ خان مرحوم کے ہاں خانگڑھ تشریف لائے تو علماء صوفیاء، امراء اور

Marfat.com

عوام الناس کا بے پناہ اجتماع ہوگیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ زیارت کے لئے سیلاب کی طرح امڈ آئے۔ بیعت کے لئے کئی گز لمبا کپڑا خدام کے ہاتھ میں ہوتا لوگ اسے پکڑ لیتے اور بیعت ہوجاتی۔ فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے دُور سے زیارت کی تو دل نے گواہی دی کہ مقدر چمکنے والا ہے۔ ساتھ ہی یہ اندیشہ بھی ہوا کہ آپ تو سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگ ہیں۔ قادریہ سلسلہ میں بیعت کی تمنا کس طرح پوری ہوگی حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی مشکل سے قریب پہنچکر آپ کو بیعت کے لئے پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔ حضور یہ حافظ صاحب درویش خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ذاکر و شاغل ہیں اور جناب سے بیعت کی استدعا کرتے ہیں۔ حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی طرف نظر اٹھائی، توقف فرما کر ارشاد فرمایا انہیں کل بیعت کروں گا۔ آپ بڑے متفکر ہوئے کہ یہاں بھی شاید وہی معاملہ ہے کہ آباؤ اجداد حضرات کی مرضی نہیں یا کوئی اور رکاوٹ ہوگئی ہے۔ ساری رات آپ پریشان رہے۔ صبح سویرے وظائف پڑھنے کے دوران حضور قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا وہ کل والے حافظ صاحب کہاں ہیں انہیں بلا لیجئے۔ حضرت شیخ الجامعہ بڑی تیزی سے باہر آئے اور آپ کو تلاش کر کے حضور کی خدمت میں لے گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت بھی میرے دل میں یہی خیال تھا کہ آپ مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمائیں کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد اس سے منسلک ہیں اور میرا طبعی ذوق بھی تقاضا کرتا تھا۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایں را بتو سپردم

آپ حاضر ہوئے تو حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، آپ کے آباؤ اجداد سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ آپ نے عرض کیا جی ہاں حضور! فرمانے لگے۔ مجھے سلسلہ قادریہ میں بھی بیعت کرنے کی اجازت ہے اور میں آپ کو سلسلہ قادریہ ہی میں بیعت کروں گا۔ آپ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضور ہاتھ پکڑ کر کافی دیر کچھ پڑھتے رہے اور بعد میں ارشاد فرمایا۔ "یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایں را بتو سپردم"۔ یعنی اے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اسے میں نے آپ کے حوالے کر دیا۔ حضور نے آپ کو وظائف تلقین فرمائے۔ تکمیلِ علم نہ کر سکنے کے بارے میں آپ نے عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف اور تفسیر حسینی کا مطالعہ رکھا کرو بس تم عالم ہو۔

بیعت ہونے پر والد ماجد کا اظہارِ مسرّت

آپ بیعت ہو کر گھر آئے تو حسبِ معمول والد ماجد نے دریافت فرمایا حافظ صاحب بیعت ہو آئے۔ آپ نے سارا حال بتایا تو خوش ہو کر فرمانے لگے۔ الحمد للہ تمہیں حضور غوثِ پاک قدس سرّہٗ کی اولاد سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ تمہیں بیعت کرنا کوئی آسان کام نہ تھا یہ اسی خاندانِ پاک کی شان ہے جس کے دامن سے تم وابستہ ہوئے۔ انشاء اللہ دین و دنیا کی سعادتوں سے مشرّف ہو گے۔

Marfat.com

کوئی موقعہ نکل سکے تو مجھے بھی اپنے پیرِ کامل کی زیارت کرانا۔

ستاروں میں چودھویں کا چاند

حضور قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف سے واپسی پر کندیاں ملتان ریلوے لائن کے ذریعے بھکر سے گزرنے لگے تو آپ نے اپنے والد ماجد حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اس راستے سے تشریف لا رہے ہیں انہوں نے فرمایا مجھے بھی ساتھ لے چلیں بھکر اسٹیشن پر عقیدتمندوں کا ہجوم تھا۔ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے الگ ایک جگہ پلیٹ فارم پر کھڑے تھے گاڑی پہنچی تو لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے تاکہ آپ تک رسائی حاصل کریں۔ حضور قبلہ عالم جس ڈبے میں تشریف فرما تھے وہ حضرت فقیر صاحب کے بالکل سامنے آ رُکا۔ اور جب کھڑکی کھولی گئی تو فقیر صاحب، قبلہ عالم گولڑوی کے بالکل سامنے تھے۔ جب لوگوں کا ہجوم ہلکا ہوا تو فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے قدم آگے بڑھائے اور ملنے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود لوگوں کو آگے سے ہٹ جانے کا حکم فرمایا اور اُونچی آواز سے فرمایا بابا جی السّلام علیکم۔ فقیر صاحب نے مصافحہ کیا۔ حضور نے خیر و عافیت پوچھی اور نظرِ شفقت فرمائی۔ گاڑی روانہ ہو گئی تو حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندِ عزیز سے فرمایا حافظ تمہیں مبارک ہو۔ تمہارے پیر کے متعلق جس طرح سُنا اس سے زیادہ پایا۔ یہ سارے جہان کے پیر ہیں اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے جانشین ہیں۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ حافظ میں نے اس وقت روئے زمین کے تمام اولیائے کرام پر نظر ڈالی ان میں تمہارے پیر کامل یوں نظر آئے جیسے ستاروں میں چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔ گرامی قدر والد ماجد نے حضرت فقیر حافظ غلام محمد کے حسنِ انتخاب پر مہرِ تصدیق ثبت کی تو انہیں بے حد خوشی ہوئی اور قلبی مسرت حاصل ہوئی۔

خاندان کے محسنِ اعظم

قانونِ قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی وجہ سے ان کی اولاد اور متعلقین سے خاص مہربانی فرماتا ہے۔ اور ان کی امانتوں کی حفاظت کا انتظام فرماتا ہے۔ قرآن مجید کی نص سے ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے ذریعے ان یتیموں کے خزانے کو محفوظ کیا جن کے آباؤ اجداد میں ایک صالح بزرگ گزرے تھے۔ علم و معرفت کا خزانہ تو مال و دولت سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ایسے اہم اور قابلِ قدر خزانے کی حفاظت یقیناً اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ہو سکتی ہے۔ جس طرح بیان کیا جا چکا ہے بحمد اللہ ہمارے آباؤ اجداد میں صالحین کی ایک ایسی جماعت گزری ہے جس نے پوری زندگی رضائے الٰہی کے حصول میں بسر کی۔ علم معرفت کے انوار سے معاشرے کو منوّر کیا اور فقر و ولایت کی عظمتوں کو برقرار رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مقبول صالحین کے خزینۂ علم معرفت کی حفاظت کا ارادہ فرمایا تو اپنے فضل و کرم سے تحفّظ کے اسباب

Marfat.com

پیدا فرمائے۔ چنانچہ کئی پشتوں تک سلسلۂ فقر و ولایت جاری رہا۔ اس نعمتِ عظمیٰ کے تحفّظ کے نمایاں سبب کے طور پر حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ توفیق اور سعادت نصیب ہوئی کہ وہ بادشاہِ فقر و ولایت سلطان الاولیاء غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر اور نورِ نظر میدانِ علم و عرفان کے شہسوار، فقر و ولایت کے تاجدار قبلہ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامانِ لطف و کرم سے وابستہ ہوئے اور اپنے خاندان کو درگاہِ غوثیہ گولڑہ شریف کی عقیدت اور نیاز مندی سے مشرّف کیا۔ خاندان پر یہ آپ کا احسانِ عظیم ہے جس کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس احسان کی جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔

آپ کی بیعت پر خاندان کے بعض بزرگوں اور عوام النّاس کا اظہارِ تعجّب

ہمارے خاندان میں چونکہ باہر کسی جگہ بیعت ہونے کا معمول نہ تھا اور یہ سلسلہ اپنے بزرگوں تک ہی محدود تھا اس لئے آپ کے بیعت ہونے پر خاندان کے بعض بزرگوں اور عوام الناس نے اظہارِ تعجّب کیا۔ بعض حضرات نے تاثّر دیا کہ حافظ صاحب نے ہمارے فقر کی چار دیواری کو گرا دیا ہے۔ بعض سے سنا گیا کہ آپ نے بیعت کر کے ہمارے خاندانی سلسلہ کو ضعف پہنچایا ہے۔ اسی طرح علاقہ کے لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف تاثرات کا اظہار کیا اور اپنے بزرگوں

Marfat.com

کے علاوہ کہیں سے فیض حاصل کرنے کو تعجّب کی نظر سے دیکھا۔ آپ کے صدق و اخلاص کی برکت تھی اور شیخ طریقت کی توجہ تھی کہ اس قسم کے کسی تاثّر سے آپ متاثر نہ ہوئے اور محبّت و عقیدت میں استقامت کے مقام پر فائز رہے۔ رفتہ رفتہ خاندان کے اکثر افراد کو اللہ تعالیٰ نے سعادت بخشی کہ وہ دربار گولڑہ شریف سے عقیدت رکھنے لگے۔ اور بیعت سے مشرّف ہوگئے۔ آپ جانتے تھے کہ علم و معرفت اور فقر و تصوّف کے حصول میں اس قسم کے اعتراضات سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اور معاصرین کی تنقید بھی گوارا کرنی پڑتی ہے۔ حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو آپ کے خاندان کے بعض افراد نے بھی یہی اعتراض اٹھایا تھا۔ اسی طرح حضرت پیر امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونیاں والے جن کا ذکرِ خیر گزر چکا ہے۔ جب حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو آپ کے خاندان والوں نے آپ کو طعنہ دیا اور اعتراض کئے۔ بزرگوں کی سیرت میں اس قسم کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ معرفتِ الٰہی کی دولت کہیں سے بھی ملے اس کو حاصل کرنے میں سعادت اور نیک بختی ہے اور پھر تمام بزرگانِ دین اور طریقت کے تمام سلسلے دراصل ایک منزلِ مقصود تک جا پہنچتے ہیں جس میں غیریّت، تفریق اور اختلاف کا کوئی تصوّر نہیں اس لئے وہ لوگ بڑے باہمّت اور صاحبِ عزم ہیں جو اس قسم کے خدشات سے بلند و بالا ہو کر محبوبِ حقیقی کی طلب میں رواں دواں رہتے ہیں اور اس کے ابوابِ رحمت سے خیر طلب کرنے میں جدّ و جہد جاری رکھتے ہیں۔

Marfat.com

آپ کی علمی بصیرت

حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے نظرِ کرم فرمائی تو اس کے بے شمار اثرات اور برکات ظاہر ہوئے اگرچہ آپ علوم و فنون کی تکمیل نہیں کر سکے تھے۔ مگر شرعی مسائل پر آپ کو عبور تھا۔ اِس لئے آپ کے وعظ و نصیحت میں بڑی جامعیت اور تاثیر تھی اور آپ کی گفت گو بڑی مدلّل اور معقول ہوتی۔ جب آپ سرحد کے علاقہ میں بمقام زنگپور جنوبی قیام رکھتے تھے تو خواجہ محمد عثمان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف کے خلیفۂ مُجاز مشہور عالم قانونچہ امیری کے مؤلّف مولانا محمد امیر دامانی مرحوم سے ایک مرتبہ تراویح کے درمیان باآواز بلند مروّجہ درود و سلام پر بات چل پڑی۔ انہوں نے اس طرح درود و سلام کو بدعت قرار دیا تو آپ نے فرمایا آیت مبارکہ صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما میں درود و سلام پڑھنے کا واضح حکم ہے اور آہستہ یا بلند آواز سے پڑھنے کی کوئی تخصیص نہیں اگر بلند آواز سے سلام پڑھنے کی قرآن و حدیث سے ممانعت ثابت ہو تو پیش کریں بصورتِ دیگر آہستہ اور باآوازِ بلند سلام پڑھنا آیت مبارکہ سے ثابت ہے۔ مولانا محمد امیر مرحوم یہ استدلال سن کر خاموش ہو گئے اور پھر کبھی آپ کے ساتھ کسی مسئلہ پر بحث نہ کی۔

اسی طرح ایک مرتبہ گرّہ کھوکھراں نزد موسیٰ زئی کے عقید تمند دل غلام حسین کھوکھر اور غلام حسن کھوکھر کے دوست اور درابن کلاں کے معزّز شخص حاجی غلام شاہ مرحوم کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے

Marfat.com

تو شاہ صاحب نے سوال کیا کہ زندہ بزرگوں سے فیض حاصل کرنا تو خیر درست ہے مگر آپ حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہو کر کیا حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اصل فیض حاصل کرنا تو روح سے ہوتا ہے کیونکہ ظاہری جسم روح کے تابع ہے۔ وفات کے بعد روح باقی رہتی ہے بلکہ ترقی کر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف کی رو سے عام مومن کی قبر پر بھی سلام کا حکم ہے اگر روح کو بقا نہ ہوتی تو بے شعور جسم پر سلام کرنے کا کیا فائدہ ہوتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ زندہ بزرگ بھی روحانی قوت سے فیض عطا کرتا ہے اور فوت شدہ بزرگ کی روح بھی زندہ ہوتی ہے اور فیض پہنچا سکتی ہے۔ پس اس سے فیض حاصل کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

شاہ صاحب مرحوم لاجواب ہوئے تو کہنے لگے لوگ قبروں پر میلہ لگاتے ہیں عورتیں پردہ نہیں کرتیں اور جاہل لوگ کہتے ہیں قبر والا سب کچھ دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہم جاہلوں کے ذمہ دار نہیں۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ زیارتِ قبور شرعی طریقے کے مطابق ہو۔ عورتیں اپنے محرم کے ساتھ جائیں اور پردہ کی پابندی کریں۔ مسنون طریقہ کے مطابق ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کی جائے البتہ بزرگ کے توسّل میں کوئی حرج نہیں۔ شاہ صاحب مرحوم آپ کی گفتگو سے بڑے متاثر ہوئے آپ کے دوست بن گئے اور پھر آپ سے ملنے کے لئے آتے۔

ایک مرتبہ مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسے پر عام خاص باغ میں مولوی غلام اللہ خان تقریر کر رہے تھے۔ اتفاقاً آپ بھی

Marfat.com

وہاں موجود تھے۔ مولوی غلام اللہ خان نے کہا قبروں پر جانے والے مشرک ہیں اور انہوں نے بزرگوں کو خدا بنا رکھا ہے ساتھ ہی یہ آیت پڑھی۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا خدا کا خوف کرو اہلِ کتاب کے بارے میں نازل شدہ آیت کو تم مسلمانوں پر چسپاں کر رہے ہو کیا توحید بیان کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ اس پر جلسہ میں شریک مزید کچھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور مولوی غلام اللہ خان کے تشدّد آمیز رویّے کے خلاف آواز بلند کرنے لگے آخر مولوی صاحب کو تقریر بند کرنا پڑی اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے تقریر شروع کر کے لوگوں کو بٹھانے کی کوشش کی۔

مسجد کی تعمیر

حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات میں مسجد کی تعمیر کو اس لحاظ سے خاص اہمیّت حاصل ہے کہ آپ نے ذاتی زرعی رقبہ فروخت کر کے مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ زمین کی فروخت پر علاقہ کے ایک زمیندار نے آپ سے کہا کہ آپ بچوں کے لئے کیا چھوڑ کر جائیں گے۔ یہی زرعی زمین تو آپ کا سارا اثاثہ تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا مجھے لوگوں سے چندہ مانگ کر خانۂ خدا تعمیر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کفیل ہے اس کی مہربانی سے انہیں زمین بھی مل جائے گی۔ بستی بختاور کے شمال مشرقی حصّے میں ہمارے آبائی محلّے سے متصل جنوب میں یہ مسجد

Marfat.com

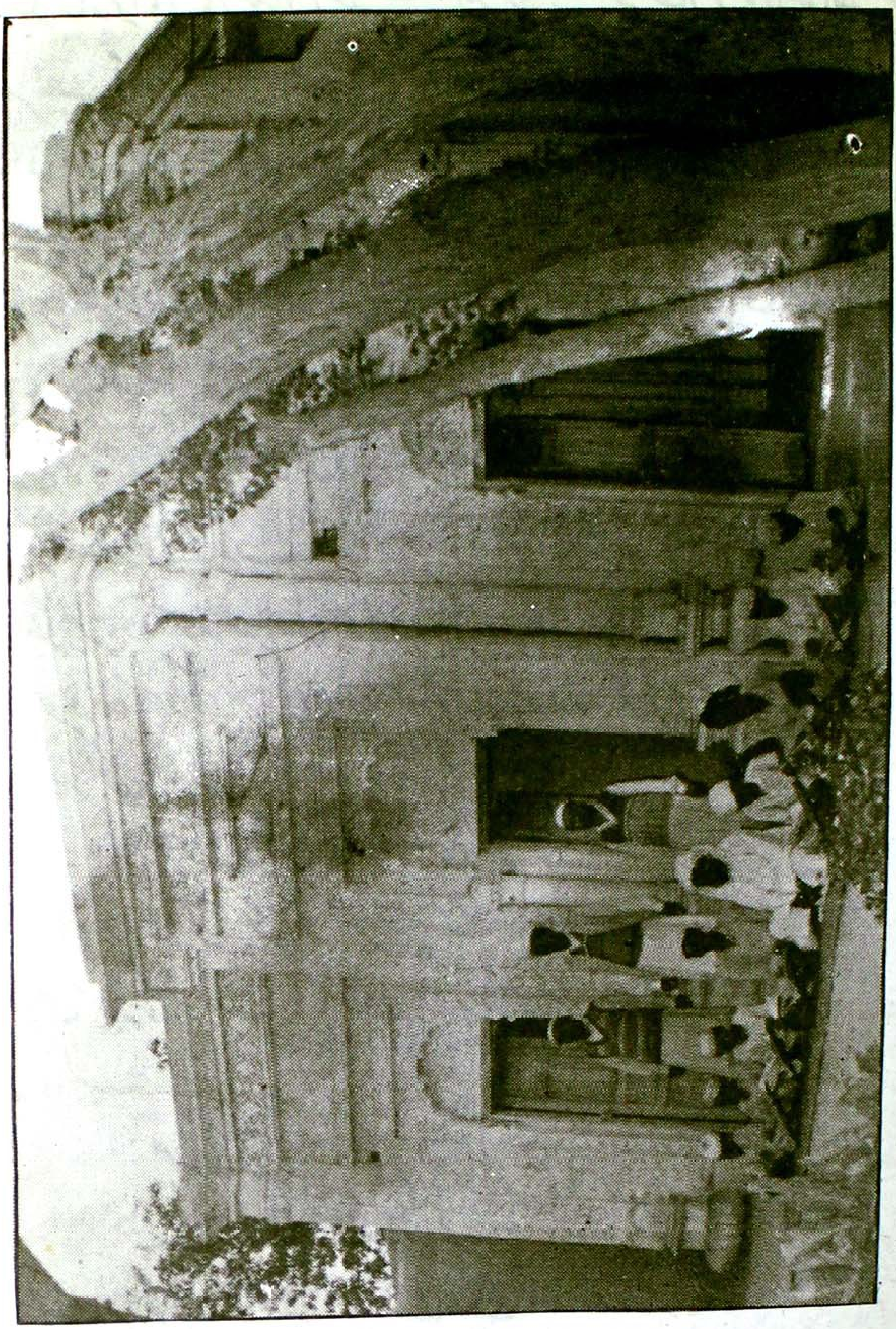

فقیر خاندان کے محلّے سے متصل مسجد تعمیرِ نو کے بعد فقیر خاندان کے تمام بزرگ
اسی جگہ پر نماز ادا کرتے رہے۔

Marfat.com

اسی جگہ تیار کرائی گئی جہاں سب سے پہلے حضرت فقیر میاں علیسی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری پر کچی مسجد بنائی گئی تھی اور بعد میں حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کے مقبرہ کی تعمیر کے موقعے پر اسی جگہ پختہ مسجد تعمیر کرائی تھی۔ حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۸ء میں اس مسجد کو تعمیر کرایا اور مشہور معمار مستری غلام رسول ساکن سپرا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے خاص توجہ سے اس کی آرائش اور زیب و زینت کا کام سر انجام دیا۔ علاقائی سطح پر تعمیر و آرائش کے لحاظ سے یہ مسجد ایک خوبصورت قابلِ دید نمونہ قرار پائی۔ ۱۹۷۰ء میں پھر اسی جگہ موجودہ مسجد تعمیر ہوئی جو اب تک قائم ہے۔

موجودہ مسجد کی بیرونی چار دیواری کے دروازہ پر جو شمالی جانب ہے یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

اس مسجد کی تولیت، امامت اور دیکھ بھال ہمارے خاندان سے وابستہ ہے۔

متعلّقین کی اصلاح و تربیّت

اپنے بزرگوں کے حلقۂ ارادت سے منسلک لوگوں کی اصلاح و تربیّت میں آپ کے حکمت آمیز مواعظِ حسنہ اور اخلاقِ عالیہ کو بڑا دخل تھا۔ اخلاص و محبّت اور حُسنِ اخلاق کے ذریعے آپ نے جس سادہ اور مؤثر طریقے سے متعلّقین کی رہنمائی کی بلاشبہ وہ آپ

Marfat.com

کے آباؤ اجداد کی تبلیغی جد وجہد کا نمونہ کامل تھا۔ اپنے بزرگوں کے حلقۂ ارادت کو مزید پھیلانے میں بھی آپ کی سیرت و کردار کا گہرا اثر ہے۔ سرحد کے علاقے میں زیادہ تر سلسلہ آپ کی وجہ سے پھیلا۔ آپ جب سرحد کے علاقہ دامان تشریف لے جاتے تو دیہاتی علاقوں سے سینکڑوں لوگ آپ کی زیارت کے لیے جمع ہوتے گرہ کھوکھراں، جھوک مستو خان اور رشید آپ کے عقیدتمندوں کا مرکز تھا۔ رشید کے غلام سرور خان کلاچی بلوچ مرحوم آپ کے مخلص اور جاں نثار خادم تھے۔ ان کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہو گئی مگر اولادِ نرینہ نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے دعا فرمائی اور ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام حافظ غلام صدّیق ہے۔ سالون خان کلاچی بلوچ ساکن رشید بھی آپ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے ہے۔

وصالِ پُر ملال

رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ میں آپ نے قصبہ بہل میں قرآن مجید تراویح میں سُنایا اور وہاں پر ہی علیل ہو گئے۔ آپ کے فرزندِ اکبر استاذ العلماء مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ حاضرِ خدمت ہوئے تو فرمایا۔ آج رات سحری سے کچھ دیر پہلے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ کتبِ حدیث صحاح ستّہ کے مؤلّفین محدّثین کرام اور جلالین شریف کے ہر دو مؤلّف علاّمہ جلال الدّین سیوطیؒ اور علاّمہ جلال الدینؒ

Marfat.com

محلّی بھی موجود ہیں اور مجھے اپنی کتابوں کی سند عطا فرماتے ہیں۔ یہ تمہارے لئے بشارت ہے کہ تمہارا علم مقبول ہے جو میرے نامۂ اعمال میں لکھا گیا ہے۔ علالت کی حالت میں آپ کو بستی بخنا ور لایا گیا۔ علاج اور دوا سے کوئی خاص فائدہ نہ ہوا اور طبیعت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔ علالت کی شدّت کے باوجود نماز ادا فرماتے اور ذکر میں مشغول رہتے۔ وصال سے کچھ دیر پہلے ہاتھ اٹھا کر سلام فرماتے اور دھیمی آواز سے فرماتے پیر صاحب قبلہ کی موٹر آگئی ہے موٹر کے لئے راستہ بناؤ۔ اس وقت آپ اپنے شیخ طریقت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے جمالِ باکمال سے مشرف ہو رہے تھے۔ ذوقِ محبّت کی اسی کیفیّت میں سات شوال ۱۳۶۸ھ اسمِ ذات کا ورد کرتے ہوئے آپکی روح پرواز کر گئی۔

آپ کی نمازِ جنازہ حضرت فقیر حاجی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور آپ کو اپنے والد گرامی حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کی لوحِ مزار پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

نہ کیوں رحمتِ حق کی بارش ہو یاں پر
یہاں سو رہا ہے غلامِ محمّد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین فرزند عطا فرمائے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد صاحب مدظلّہ۔ حضرت مولانا سید احمد صاحب مدظلّہ اور حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب مدظلّہ اب ان حضرات کا تفصیلی تذکرہ ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

استاذ العلماء مفتیٔ اعظم حضرت مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ

حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ ہمارے خاندان کی مایۂ ناز شخصیت ہیں۔ آپ نے علم و عمل اور کردار کی بلندی سے اپنے اکابر بزرگوں کے نام کو روشن کیا اور خاندانی عظمت و وقار کو چار چاند لگائے۔ آپ نے جہاں اپنے خانوادے اور متعلّقین کے جمّ غفیر کو علم و حکمت سے مالا مال کیا وہاں دوسرے ہزاروں افراد کو بھی علوم و فنون کے فیوضات و برکات سے مشرّف کیا۔ نصف صدی کا طویل عرصہ مسلسل تبلیغ، تدریس، تصنیف و تالیف، اصلاح و تربیت، اتحاد بین المسلمین، تہذیبِ اخلاق، ترویج شریعت و طریقت کی عظیم الشان خدمات سرانجام دے کر آپ نے علمی اور روحانی قبولیت و شہرت کا بلند مقام حاصل کیا۔ آپ بیک وقت مفسّر، محدّث، فقیہہ، متکلّم، مدّرس، خطیب، مفتی، صوفی، درویش، بلیغ النظر، مجتہدانہ بصیرت کی مالک وہ شخصیّت ہیں جس کے علمی و اصلاحی کمالات کو تمام اسلامی مکاتبِ فکر کے اہلِ علم و بصیرت خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ آپ کے بلا واسطہ یا بالواسطہ شاگردوں کی کثیر تعداد پاکستان کے طول و عرض اور دوسرے اسلامی ممالک میں تبلیغ و تدریس اور علوم و فنون کی نشر و اشاعت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ آپ اپنے علمی و تحقیقی فتاویٰ فصیح و بلیغ مواعظِ حسنہ اور علومِ تصوّف میں بصیرت کی بنا پر اہلِ علم و سلوک کے نزدیک سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عصرِ حاضر کے قحط الرّجال میں آپ کا وجودِ مسعود

Marfat.com

نعمتِ عظمیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمرِ خضر عطا فرمائے اور آپ کے فیض کو ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین! اب آپ کے تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں۔

ولادت

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہٗ گیارہ رجب ۱۳۳۹ھ مطابق بائیس مارچ ۱۹۲۱ء سوموار چاشت کے وقت متولد ہوئے آپ کے آباؤ اجداد کے مرشد حضرت عاشق خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے دو بزرگوں نے جو سردی کے موسم میں مشرقی افغانستان سے ڈیرہ اسماعیل خان آیا کرتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کو آپ کی ولادت سے پہلے بشارت دی تھی کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ اور حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو یکے بعد دیگرے دو فرزند عطا فرمائے گا۔ یہ بھی ساتھ تاکید فرمائی کہ ان کے نام ہمارے ناموں پر رکھنا۔ ان بزرگوں کے نام فیض احمد اور سید احمد تھے۔ اُن حضرات کی بشارت کے مطابق کچھ عرصہ بعد آپ پیدا ہوئے اور آپ کا نام فیض احمد رکھا گیا۔

آپکی پیدائش پر خاندان کے بزرگوں کا اظہارِ مسرّت

حضرت قبلہ فقیر برخوردار رحمۃ اللہ علیہ جو مجذوب بزرگ تھے، آپ کی پیدائش سے چند روز پہلے آپ کی والدہ ماجدہ کو چمڑے کی سُرمہ دانی مع سُرمہ دے کر فرمانے لگے تمہارے ہاں لڑکا ہوگا یہ سُرمہ اس کے لئے

Marfat.com

ہے اور اس کا نام مقرّبین فرشتہ ہے۔ ایک دن ان ہی بزرگ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ بچہ روتا بہت ہے تو فرمانے لگے اچھا ہم اس کے شیطان کو مار ڈالتے ہیں۔ بڑی موٹی سی لکڑی اٹھائی اور سامنے پڑے ہوئے ایک کٹورے کو توڑ پھوڑ کر فرمانے لگے ہم نے اس کے شیطان کو ختم کر ڈالا ہے۔

آپ کے جدِّ امجد حضرت قبلہ فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پیدائش پر بڑے جذبے اور ذوق سے فرمایا کہ آج صبح صادق کا ستارہ روشن ہوا ہے جس کی چمک دمک سے زمانہ روشن ہو گا۔

تعلیم و تربیّت

آپ نے بستی بخناور گھر پر اپنے والد ماجد سے قرآن مجید پڑھا اور ابتدائی دینی کتابیں پڑھیں سکول کی تعلیم بھی حاصل کی۔ طلب علم کے لئے رختِ سفر باندھا تو مدینۃ الاولیاء ملتان کا رخ کیا۔ آپ نے کنز، کافیہ اور شرح تہذیب تک کے اسباق حضرت مولانا شاہ بخش چشتی ملتانی اور حضرت مولانا اللہ ڈیوایا مدرّس مدرسہ حضرت صوفی نبی بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ شرح وقایہ۔ شرح جامی حضرت مولانا عطا محمد شاہ جمالی برادرِ حضرت مولانا فیض محمد شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں کافی عرصہ ملتان تحصیلِ علوم کے بعد آپ مدرسہ مظفّر یہ واں بھچراں ضلع میانوالی میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا غلام یٰسین سے مختصر المعانی، توضیح تلویح، سلّم، مقامات اور میبذی کے اسباق پڑھے یہاں سے قریب مشہور مذہبی متشدّد مولوی حسین علی رہتے تھے جنہے

Marfat.com

طلباء ان کے مذہبی تشدد کا پرچار کرتے۔ ان سے بحث مباحثہ کی نوبت آجاتی اور وقت ضائع ہوتا اس لئے ایک مرتبہ کندیاں میں حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ تو انکے فرمان پر آپ تونسہ شریف حاضر ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو آپ کے خاندان کے فقر و درویشی سے متعارف تھے آپ کے متعلق صدر المدرسین مدرسہ محمودیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب کو تاکید فرمائی۔ آپ ایک سال تک یہاں قیام پذیر رہے اور ھدایہ، عبد الغفور وغیرہ تک کے اسباق پڑھے۔ اسی سال حضرت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے سالانہ عرس پر تونسہ شریف تشریف لائے۔ اور آپ کو اپنے شاگرد رشید حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور کے ہاں جانے کا مشورہ دیا۔ حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ جامع المعقول والمنقول اور نہایت متقی صاحب کشف بزرگ عالم دین تھے جنہیں حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ تین سال مسلسل حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور ۱۹۴۵ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ تقسیم اسناد کے سلسلے میں حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ اچھرہ تشریف لائے۔ آپ کی سند پر دستخط فرمانے کے علاوہ یہ اضافی جملہ بھی تحریر فرمایا۔ ذَكِیٌّ یُسْتَفَادُ مِنْهُ یہ بہت ذہین ہیں جن سے علمی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ نے تجوید و قرأت کے اسباق حضرت قاری غلام محمد

Marfat.com

پشاوری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد درگاہ گولڑہ شریف سے پڑھے۔ تصوّف کے اسباق حضرت شیخ الجامعہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ آپ کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ حضرت قبلہ بابوجی سیّد غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تصوّف میں لوائح جامی اور سواء السبیل کلیمی کے چند اسباق تبرّکاً آپ کو پڑھائے۔

بَیعت وارادت

پندرہ برس کی عمر میں آپ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ حضور قبلہ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑدی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے کوئی چار دن پہلے آپ وہاں گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور آنجناب سے بیعت سے مشرّف ہوئے۔ مہر منیر میں آپ کے بیعت ہونے کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ بعد میں آپ نے کئی مرتبہ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تجدیدِ بیعت کے لئے عرض کیا۔ مگر آنجناب توقف فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ کی کسی علمی خدمت پر آنجناب بہت خوش ہوئے تو پھر استاذ العلماء نے سلسلہ قادریہ میں بیعت کے لئے عرض کیا جس پر آنجناب نے آمادگی کا کچھ اظہار فرمایا۔ بالآخر ۱۹۷۰ء میں جمعہ کے دن آپ کو مزار شریف پر طلب فرمایا۔ آپ کا ہاتھ مزار شریف پر رکھا اوپر اپنا دستِ مبارک رکھا بیعت فرمائی اور وظائف تلقین فرمائے۔

استاذ العلماء فرماتے ہیں کہ تجدید بیعت کے بعد گولڑہ شریف میں قیام کے دوران خواب میں دیکھا کہ ایک بلند عمارت کی دیواروں پر تازہ پکی ہوئی روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ حضرت بابوجی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں وہ

Marfat.com

روٹیاں تقسیم فرما رہے ہیں اتنے میں عالمِ غیب سے آواز آتی ہے کہ یہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے جسے سیّدنا غلام محی الدّین تقسیم فرما رہے ہیں۔

تدریسی خدمات

دورانِ تعلیم اساتذہ کرام نے آپ کی علمی قابلیت اور فکری استعداد کا اندازہ لگا لیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جس مدرسے میں بھی پڑھا وہاں مجھے پڑھانے کی پیشکش ضرور ہوئی اگرچہ بعض جگہوں پر میں یہ ذمہ داری بعض مجبوریوں کی بنا پر قبول نہ کر سکا۔ جامعہ فتحیہؒ اچھرہ لاہور سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک سال تک جامعہ میاں صاحب شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ پڑھاتے رہے۔ پھر ایک سال مدرسہ فتحیہؒ اچھرہ میں استادِ محترم حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حسبِ ارشاد تدریس کی۔ اس کے ایک سال بعد مدرسہ نعمانیہ ملتان میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور پھر استادِ محترم کے حکم کے مطابق جامعہ فتحیہؒ اچھرہ میں تدریس کی ذمہ داری سنبھالی۔ حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بہت مہربان تھے اور ان کی خواہش تھی کہ آپ انکی جگہ بیٹھ کر تدریس کریں۔ مگر آپ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے اچانک وصال کی بنا پر گھر واپس آگئے پھر تدریس کے لئے اچھرہ نہ جا سکے۔

ایک مرتبہ استادِ محترم کی عیادت کے لئے اچھرہ حاضر ہوئے تو آپ سے مل کر بڑے خوش ہوئے۔ دور سے دیکھ کر فرمایا۔ مَرْحَبًا یَا الْحَبِیْبُ اللَّبِیْبُ۔ پھر فرمایا کہ تین دن مسلسل شیطان

Marfat.com

سے مناظرہ رہا آخر خدا کے فضل سے قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی امداد شامل حال ہوئی اور میں غالب آگیا۔ چند دنوں بعد ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ میں حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

جامعہ محمودیہ پپلاں میں آمد

حضرت مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مفتی محمد حسین صاحب شوق مرحوم نے حضرت قبلہ بابوجی سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بار بار عرض کر کے سفارش کرائی تو آپ نے جامعہ محمودیہ پپلاں میں تدریسی خدمات کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

چنانچہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً ایک سال بعد آپ نے جامعہ محمودیہ پپلاں ضلع میانوالی میں صدر المدرسین کی ذمہ داری سنبھالی اور تقریباً دس سال کا طویل عرصہ اس سرزمین کو علم و فن کے اسرار و رموز کا مرکز بنانے میں صرف کر ڈالا جامعہ محمودیہ میں تدریس کے دوران جہاں آپ کو تونسہ شریف، سیال شریف، مدرسہ انوار العلوم ملتان سے تدریس کی پیش کش ہوتی رہی وہاں مرشدِ طریقت حضرت سید غلام محی الدین شاہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں تدریس کے لئے یاد فرمانے کا اعزاز بخشا۔

آپ نے عرض کیا کہ خانگی مجبوریوں کی وجہ سے گھر سے زیادہ دور رہنا تو بہت مشکل ہے مگر آنجناب کا حکم ہو تو انکار کی گنجائش نہیں۔ اس پر ۳۱ جولائی ۱۹۵۰ء میں حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مکتوب گرامی لکھا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

"میں حاکم نہیں محکوم ہوں۔ اتنا وقت اسی محکومی میں گزرا،
آخر تک یہی نصیب ہو۔ فیضِ احمدی سے فیضیاب ہونے
کا خیال تھا مگر اپنی بدقسمتی نے یاوری نہیں کی دوسروں
کی تکلیف اور آرام کا مجھے اپنے سے زیادہ خیال رہا ہے۔
مجھے آپ کا آرام اور آپ کے اہل وعیال کی رضا مقدم ہے"

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کے بارے میں جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف لانے کا خیال اس سے بھی پہلے کا تھا۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۴۶ء میں جب آپ اچھرہ جامعہ فتحیہ میں تھے تو حضرت کا ایک مکتوب ملا جس میں درج تھا۔

"اس مدرسہ میں آپ کا ہونا ہمارے لئے کوئی مُضر نہیں
جس وقت ہمیں ضرورت ہوئی ہم مکرّمی مولوی صاحب
سے لے لیں گے۔"

دربارِ غوثیہ گولڑہ شریف پر قیام کی فرمائش

جس طرح بیان کیا گیا کہ دربارِ عالیہ گولڑہ شریف کے سجّادہ نشین حضور قبلہ بابوجی سیّد غلام محی الدین شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصہ سے یہ خیال فرماتے رہے کہ استاذ العلماء کو درگاہ شریف پر دینی خدمات کے لئے مقرر کیا جائے۔ مگر بعض مجبوریوں کی بنا پر اس طرح نہ ہو سکا۔ جب جامعہ محمودیہ پپلاں میں آٹھ نو برس آپ تدریس کر چکے تو حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آپ کو بلوانے کے بارے نوازشنامون

Marfat.com

اور پیغامات کے ذریعے کنایاتی انداز میں بڑی شدّت آگئی۔ کبھی ارشاد فرماتے ہم اس قابل کہاں کہ آپ جیسے لوگ ہمارے پاس رہیں۔ کبھی یوں تکلّم فرماتے معلوم نہیں پپلاں والوں نے آپ پر کیا دم کر رکھا ہے کبھی شکوہ آمیز لہجے میں فرماتے ہماری قسمت اس قدر نیک بخت کہاں کہ آپکو اسطرف آنے کی فرصت ملے۔ اپریل ۱۹۶۰ء میں آپ حاضر ہوئے تو یہ کنایاتی انداز تصریحی رنگ اختیار کرنے لگا۔ حضور قبلہ بابو جی نے حکم فرمایا کہ آپ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں تدریس وا فتاء کی ذمہ داری سنبھالیں اور ہر صورت میں یہ کام کریں۔

آپ کا اظہارِ معذرت

شیخ طریقت کی بارگاہِ عالیہ کے آداب و شرائط کے پیشِ نظر آپ نے عرض کیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ یہاں رہ کر یہ خدمات سرانجام دے سکوں۔ یہاں ہمارا نیاز و ادب کا تعلّق ہے ممکن ہے قیام سے اس لطیف نسبت پر کوئی اثر پڑے اور یہ میرے لیئے بہت ہی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس لیئے مؤدبانہ گزارش ہے کہ میری عاجزانہ معذرت کو قبول کر لیا جائے۔

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

حضور قبلہ بابو جیؒ نے فرمایا قابلیّت اور اہلیّت کا معاملہ مَیں آپ سے زیادہ جانتا ہوں آپ یہ خیال دل سے نکال دیں۔ جن سے آپکی نسبت اور تعلّق ہے وہی تمام معاملات کا خیال فرمائیں گے۔

Marfat.com

استاذ العلماء کی والدہ مرحومہ حاضر خدمت ہوئیں تو حضور بابوجی قبلہ نے بڑے پُر درد اور محبت بھرے انداز میں فرمایا آپ مولوی صاحب کو حکم نہیں دیتیں کہ وہ یہاں پر رہیں میری بات تو وہ نہیں مانتے۔ انہوں نے عرض کیا آپ کے حکم سے وہ کب انکار کر سکتے ہیں محض ادب و نیاز کی وجہ سے قیام کرنے سے گھبراتے ہیں۔ والدہ ماجدہ نے آپ کو صورتِ حال بتلائی اور تاکید فرمائی کہ خیال رکھنا کہیں حضور کے دل پر ملال نہ آجائے۔ آپ نے عرض کیا اسی ملال کے ڈر سے تو معذرت کر رہا ہوں کہ قیام کی صورت میں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو آنجناب کے ملال کا باعث ہو۔

جلال و ملال آمیز انداز

جب آپ نے بار بار معذرت کی اور پھر خاموشی اختیار کی تو حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ نے جلال و ملال کے ملے جلے انداز میں فرمایا۔

"میں یہ سب کتب خانہ بغداد شریف بھیجتا ہوں اور مدرسہ غوثیہ کو بند کر دیتا ہوں قیامت کے دن اگر اللہ تعالےٰ نے مجھ سے پوچھا کہ وہاں تعلیم و تدریس کا انتظام کیوں نہ کیا تھا تو میں اس وقت آپ کا دامن پکڑ کر کہوں گا کہ ان سے پوچھا جائے۔"

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

یہ الفاظ سن کر استاذ العلماء نے عرض کیا حضور اگر آپ اس طرح فرماتے ہیں اور حتمی حکم فرماتے ہیں تو مجھے جان و دل سے قبول ہے

Marfat.com

خدا کے لئے آپ راضی رہیں اور دعا فرمائیں کہ خدمت کی توفیق ہو۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی خوش ہوئے اور دعائیں فرمانے لگے۔

جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں علمی خدمات کا آغاز

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ اپنے شیخ طریقت کے حکم پر ۱۹۶۰ء کی ابتدا میں مع اہل وعیال دربار گولڑہ شریف میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ نے یہاں پر جو علمی خدمات سرانجام دیں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

تدریس

آپ نے شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی حیثیت سے جامعہ غوثیہ کا چارج سنبھالا۔ آپ کی علمی شہرت، تدریسی تجربہ اور فنون میں مہارت کی بنا پر علوم وفنون کے طلب گاروں کی خاصی تعداد نے جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف کا رُخ کیا آپ باقاعدہ اسباق پڑھاتے، مطالعہ کی تاکید فرماتے اور طالب علموں کی محنت کا جائزہ لیتے۔ آپ کا اندازِ تدریس بڑا سادہ، عام فہم اور دلنشین ہے مشکل سے مشکل بحث بڑے آسان طریقے سے ذہن نشین کرا دینا اور نفسِ کتاب کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہ چھوڑنا آپ کا خاص طریقِ تدریس ہے۔ طالب علموں کے ساتھ شفقت، محبّت اور خوشطبعی کے باوجود متانت، وقار اور سنجیدگی کو برقرار رکھنا آپ کا شیوہ ہے۔ جامعہ غوثیہ میں آپ سے علم حاصل کرنے والے طلباء میں بہت سے حضرات مدرّس، مفتی اور خطیب بنے اور بعض نے کالجز اور سکولوں میں دینی تعلیم کی ذمہ داری سنبھالی آپ کے جامعہ غوثیہ میں تدریس کے دوران

Marfat.com

جن مشہور علمائے نے آپ سے کسبِ علم کیا آپ کے شاگردوں کے ضمن میں ان کا تذکرہ کیا جائے گا۔ مختصراً "مہر منیر" میں بھی ان حضرات کا ذکر کیا گیا ہے۔

فتویٰ نویسی

دارالافتاء کی عظیم ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ آپ کی علمی شہرت اور فقہی بصیرت کی بنا پر اس شعبے میں بھی بڑی ترقی ہوئی۔ دربار گولڑہ شریف کے متوسلین کی طرف سے ملک کے طول و عرض سے اور دوسرے ممالک میں مقیم متعلقین کی جانب سے سینکڑوں استفتاء آنے لگے۔ آپ کے فتاویٰ کی شہرت سے تمام اسلامی مکاتیبِ فکر متاثر ہوئے اور حل طلب مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ آپ کے ہمعصر اہلِ علم و فتویٰ آپ کی اصابتِ رائے اور تفقہ فی الدین کا اعتراف کرتے ہیں اور آپ کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

خطابت

جامع مسجد غوثیہ گولڑہ شریف کی خطابت کا اہم منصب بھی آپ کے سپرد ہوا۔ اگرچہ آپ کا اندازِ خطابت واعظانہ نہیں بلکہ تدریسی انداز تقریر پر غالب ہے مگر بیان کی جامعیت، مضمون کی ندرت اور تاثیر قابلِ تحسین ہے۔ آپ کی تقریر سلیس، عام فہم، پر معنیٰ اور مدلّل ہونے کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین و اعتدالِ مسلک، اصلاحِ اخلاق اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ دارالحکومت اسلام آباد۔ راولپنڈی اور دوسرے شہروں سے تعلیم یافتہ طبقے کا ایک جمِ غفیر جن میں ملٹری اور سول اعلیٰ آفیسرز، وکلاء، صحافی، دانشور، صنعتکار، پروفیسرز، جسٹس،

Marfat.com

شامل ہوتے ہیں جمعہ کے موقعہ پر آپ کے خطاب سے بہت ہی متاثر ہوتے ہیں مشہور بین الاقوامی قانون دان جناب اے۔ کے بروہی مرحوم کئی مرتبہ جمعہ کے خطاب میں شریک ہوئے اور کہا مولانا آپ کے بیان کی کشش اور جامعیت قابلِ تحسین ہے۔

غیر اسلامی نظریات کے خلاف جہاد

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ نے ہمیشہ غیر اسلامی نظریات کے خلاف تقریر و تحریر اور کردار کے ذریعے جہاد کیا۔ جب کبھی ملّتِ اسلامیہ غیر اسلامی نظریات کی لپیٹ میں آنے لگی تو آپ نے خلوت گاہِ درس و تدریس سے نکل کر میدان میں قدم رکھا۔ علمائے کرام اور دانش وروں سے مل کر اجتماعی قدم اٹھانے میں پہل کی۔ شاگردوں کے وسیع حلقۂ اثر کو سرگرمِ عمل کیا اور تقریر و تحریر کے ذریعے اس ذمہ داری کو نبھایا۔ عقائد فاسدہ کے سیلاب کو روکنے کے لئے آپ نے اہلِ سنت و جماعت کے مسلک کو سلفِ صالحین و صوفیائے کرام کی تعلیمات کی روشنی میں مدلّل اور معقول انداز سے پیش کیا اور افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال کی روش پر قائم رہے۔ ۱۹۷۰ء میں جب سوشلزم کے باطل نظریات کا شدید طوفان اسلامی نظریات سے ٹکرانے لگا تو حضرت قبلہ غلام محی الدین شاہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر اور آنجناب کی خاص معاونت سے آپ نے مجاہدانہ کردار ادا کیا اور بھرپور انداز سے اس فتنے کو ختم کرنے کی جسارت کی عراق کے ممتاز عالم دین الشیخ ساطع الجمیلی کے ہمراہ آپ نے ملک بھر

Marfat.com

کے مشہور شہروں کا دورہ کیا۔ اہل علم و دانش کے اجتماعات میں شیخ ساطع الجمیلی کے عربی خطبات کی فی البدیہہ ترجمانی اور تشریح کی، پریس کانفرنسوں میں شرکت کی۔ اخبارات کو بیان جاری کیے۔ حضرت قبلہ پیر صاحب گولڑہ شریف نے بعض خاص اجتماعات میں شرکت فرمائی اور اسلامی مکاتیب فکر کے اہل علم و دانش کے جم غفیر کو آپ کے مدلّل و معقول خطاب سننے کا موقع ملا۔ آپ کے مثبت اور تعمیری اندازِ بیان اور معقول و جامع طرزِ استدلال نے سوشلزم کے باطل نظریات پر ضرب کاری لگائی اور سرزمینِ پاکستان میں اس کی جڑیں مضبوط نہ ہو سکیں۔ جب حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیت علمائے پاکستان نے سوشلزم کی مخالفت میں ملک بھر میں سنّی کانفرنسوں کا انعقاد کیا تو حضرت سید غلام محی الدین پیر صاحب گولڑہ شریف سے خصوصی امداد و تعاون حاصل کرنے کے لئے گولڑہ شریف تشریف لائے۔ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف نے ان کے اصرار پر راولپنڈی اور ملتان کی سنّی کانفرنسوں کے تاریخی اجتماع میں بذاتِ خود شرکت فرمائی اور ملک کے دوسرے اہم مقامات پر استاذ العلماء کو نمائندہ بنا کر بھیجا۔ آپ نے سنّی کانفرنسوں کے اکثر اجتماعات میں شرکت کی خطاب فرمایا اور لوگوں کو سوشلزم کے باطل نظریات سے متنفّر کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا۔

حضرت خواجہ سیالوی نے آپ کے جامع معتدل اور مؤثر خطاب کو بڑا پسند فرمایا اور حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے سامنے تعریف فرمائی۔

Marfat.com

درگاہِ گولڑہ شریف پر جمعہ کے اجتماع اور بعض خاص تقریبات کے موقعہ پر ہزاروں لوگ آپ کے خطاب سے متاثر ہوتے ہیں۔ آپ کا مؤثر اندازِ بیان اسلامی تعلیمات و اقدار کو قلب و دماغ کی گہرائیوں پر نقش کر دیتا ہے اور سننے والا اصلاحی و تعمیری انداز کی تاثیر سے محظوظ ہوتا ہے۔ اسلام اور اس کے پاکیزہ نظریات کی ترویج و اشاعت، باطل نظریات اور ان کے فاسد نتائج کی تردید میں آپ کو بڑا سلیقہ ہے کہ نہایت سادہ انداز میں ان موضوعات کے بارے دلائل کو ذہن نشین کرا دیتے ہیں اور جوش و خروش، طنز و تنقید کے روائتی انداز سے پوری طرح دامن بچاتے ہوئے مطلب کی بات کہہ جاتے ہیں۔ آپ کے فیضِ تربیت سے مستفید علمائے کرام بھی عموماً آپ ہی کے معتدل انداز میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں اور اس طرح بالواسطہ استاذ العلماء مدظلہ کی سعی جمیل اور اصلاحی طرزِ عمل وسیع پیمانے پر اپنے ثمرات و نتائج سے اہلِ اسلام کو مستفیض کر رہے ہیں۔

تصنیف و تالیف

استاذ العلماء نے جہاں تدریس و افتاء اور خطابت کے اہم منصب کو بطریقِ احسن سنبھالا وہاں تصنیف و تالیف کے سلسلے میں بھی اہم خدمات سرانجام دیں۔ حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے تراجم اور حواشی لکھنے میں آپ نے بڑی محنت سے کام کیا۔ آنجناب کی اکثر تصانیف فارسی زبان میں تھیں جن میں عربی عبارات بھی کثرت سے تھیں اسی طرح ملفوظات شریف

Marfat.com

بھی فارسی زبان میں جمع کیے گئے تھے۔ تصوف کے موضوع پر آنجناب کی معرکۃ الآرا تصنیف تحقیق الحق فی کلمۃ الحق کی بلند پایہ علمی تحقیقات فارسی اور عربی عبارات پر مشتمل تھیں آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمن بنگوی مرحوم کے تعاون سے اس کتاب کا ترجمہ لکھا اور مفید حاشیے کا اضافہ کیا۔ تحقیق الحق کے جدید ایڈیشن میں اس کتاب کا علمی و تحقیقی مقدمہ لکھا اور ترتیب و تدوین میں بعض امور کا از سر نو جائزہ لیا۔ فروعی مسائل پر آنجناب کی تصنیف اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اہل بہ لغیر اللہ کا سلیس اردو ترجمہ کیا اور بعض ضروری حواشی لکھے۔

قادیانیت کی تردید اور مسئلہ ختم نبوت پر آنجناب کے لاجواب علمی شاہکار سیف چشتیائی جس کی اہمیت اور افادیت پر تمام اسلامی مکاتب فکر کے جید علمائے کرام نے اتفاق کیا، آپ نے اس عظیم الشان تصنیف کو اصل قلمی نسخے سے تطبیق دی۔ عبارات کے تدقیقی الفاظ کو سلیس زبان میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ عنوان بندی اور فہرست کو بڑے سلیقے سے پیش کیا اور خالص علمی مباحث کو عام فہم کرنے میں پوری کوشش کی۔ آپ نے حیات مسیح کے اثبات پر آنجناب کی تصنیف شمس الہدایت کی مشکل عبارات کی وضاحت کی اور جدید ایڈیشن میں بعض مفید باتوں کا اضافہ کیا۔

آپ نے "فتاویٰ مہریہ" کی از سر نو تدوین کی۔ فتاویٰ کی بعض عربی اور فارسی عبارات کا سلیس ترجمہ کیا اور ان کا مفہوم آسان الفاظ میں پیش کیا۔

حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصنیف لطیف

Marfat.com

"تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ" جس کا مسوّدہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تھا۔ آنجناب اس عنوان پر تفصیلاً لکھنا چاہتے تھے اور ابتدائی خاکے کی صورت میں یہ مسوّدہ ایک تمہید تھا۔ اس کی عبارات آنجناب بعض مخلصین کو لکھواتے رہے۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے یہ مسوّدہ دکھایا تو آپ نے فرمایا۔ اس کی اشاعت ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے مسوّدہ کے حوالہ جات کی جانچ پڑتال کی اور ابواب کی ترتیب و تدوین کر کے بڑے سلیقے سے اصل مسوّدہ کی عبارات سے موضوع کی تشنگی دور کی اور ساتھ ساتھ بعض مفید حواشی بھی لکھے۔

آپ نے حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف کا سلیس اُردو میں ترجمہ کیا۔ جدید ایڈیشن میں ملفوظات کی تدوین کا خاص خیال رکھا اور حتی الوسع آنجناب کے مفہوم کو آنجناب کے الفاظ سے مطابقت دے کر بیان کرنے کی کوشش کی۔ ملفوظات شریف میں آپ نے بعض ضروری امور کی وضاحت کے بارے میں نوٹ لکھے ہیں جو نہایت مفید ہیں۔

مہرِ منیر کی تالیف

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد صاحب مدظلہٗ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادتِ عظمیٰ نصیب کی کہ آپ نے حضور غوث زماں قطب الارشاد سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ کی سوانح حیات تالیف کی۔ علومِ ظاہری و باطنی کے بحرِ ذخّار کو کوزے میں بند کرنا بڑے سلیقے کا کام تھا۔ یہی وجہ تھی کہ لاکھوں متعلّقین کے شدید اصرار کے

Marfat.com

باوجود حضور قبلہ باوجی سیّدنا غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں توقف فرماتے تھے۔ حضرت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر اہلِ علم نے اگرچہ اپنے قلمی مسوّدات میں سوانح حیات سے متعلّق بعض ضروری معلومات جمع کر رکھی تھیں۔ مگر حضور قبلہ عالم کی جامع الکمالات شخصیت کے علمی و روحانی تعارف کے لئے وہ مواد ناکافی تھا۔ خاص طور پر آپ کے علمی کارناموں کے بارے میں خاطر خواہ تبصرہ مسوّدات کی زینت نہ بن سکا۔ جبکہ حضور کے خلف الرشید سیّدنا غلام محی الدین قبلہ باوجی رحمۃ اللہ علیہ کی زبردست خواہش تھی اور پُرزور تقاضا تھا کہ زیادہ تر آپ کی تعلیم و تعلّم، درس و تدریس علمی و تحقیقی کاوش، مجتہدانہ بصیرت پر مشتمل فتاویٰ، علمی مناظرے اور محاکمانہ انداز، علومِ تصوّف میں دِقّتِ نظر، تصانیف کی افادیّت و اہمیّت وسعتِ فکر و نظر، اعتدالِ مسلک، جادۂ شریعت پر استقامت، شریعت و طریقت کی جامعیّت، تجدیدی کارنامے خاص طور پر ردِّ قادیانیت میں آپ کا منفرد علمی کردار، فرقِ باطلہ کی تردید، فروعی مسائل میں معتدلانہ روش، فقر و استغنا، اصلاح و تربیّت، اخلاصِ عمل اور تعلّق باللہ جیسے عنوانات پر سیر حاصل تبصرہ ہو۔ سوانح حیات کے مسوّدات بعض مشہور اہلِ قلم اور ادیب حضرات کے حوالے بھی کئے گئے مگر حضرت قبلہ باوجی رحمۃ اللہ علیہ مطمئن نہ تھے اس لئے یہ مسوّدات جوں کے توں واپس منگوا لئے گئے۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ لالہ جی شاہ غلام معین الدّین مدظلّہ اور حضرت شاہ عبدالحق قبلہ مدظلّہ کے فرمانے پر آپ نے حضرت باوجی قبلہ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اجازت فرمائیں سوانح حیات کا کام شروع کرایا جائے۔ آنجناب نے فرمایا اچھا پھر بات کریں گے۔

دوسرے روز جمعہ کی نماز کے بعد آپ مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ پھر گیراج میں تشریف لائے تو استاذ العلماء کو طلب فرمایا جب آپ حاضر ہوئے تو فرمایا مولوی صاحب اس کام کے لئے کچھ شرائط ہیں جن میں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ سوانح حیات آپ خود لکھیں۔

استاذ العلما فرماتے ہیں کہ مجھے یوں معلوم ہوا جس طرح آپ نے روحانی طور پر قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر مجھے حکم فرمایا ہو۔

رویائے صالحہ کے ذریعہ اس حکم کی غیبی تائید

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے باوجود آپ کی طبیعت پر اس عظیم ذمہ داری کو نبھانے کے متعلق گرانی اور تردّد سا رہتا تھا۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ عالم کے مزار شریف پر حاضر ہیں ایک بہت ہی نورانی شکل وصورت والے بزرگ جن کے متعلق آپ کو خیال گزرتا ہے کہ حضور کے آباؤ اجداد میں سے ہیں وہ حضور قبلہ عالم کی طرف اشارہ کر کے آپ کو فرماتے ہیں کہ ان کے متعلق کیوں نہیں لکھتے، لکھنا شروع کر دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری طبیعت میں شرحِ صدر اور اطمینان زیادہ ہوتا گیا اور میں شب و روز اس کام میں مصروف ہو گیا۔

Marfat.com

شبانہ روز تالیفی مصروفیات اور مہرِ منیر کا طلوع

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ نے سوانح حیات کے مسوّدات کو سنبھالا اور رات دن اس عظیم ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے محنت کرنے لگے۔ حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی، عملی، روحانی انفرادی، اجتماعی کارنامے تو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل کتابوں میں بھی نہ سما سکتے کیونکہ آپ کی سیرت میں علم و عرفان کا ایک سمندر موجزن تھا۔ بے پناہ وسیع علمی و عملی کمالات کو احاطۂ تحریر میں لانا معمولی کام نہ تھا۔ کئی سالوں کی مسلسل محنت اور کاوش سے بالآخر آپ مستند سوانح حیات مہرِ منیر کو منصۂ شہود پر لانے میں کامیاب ہو گئے۔ لاکھوں عقیدتمندوں کی دیرینہ آرزو کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور اُس جامع الکمالات عارف کامل، حجۃ الاسلام کی سیرت و تعلیمات پر مشتمل جامع تذکرہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوا جس کے علم و عرفان کے سامنے بڑے بڑے مدعیانِ علم و فضل کی گردنیں خم ہو گئیں۔

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ مسرّت و اطمینان

جس طرح ذکر کیا گیا کہ حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ سوانح حیات کا وہ معیار چاہتے تھے جو حضور قبلہ عالم کے علم و عرفان کا آئینہ دار ہو۔ چونکہ مہرِ منیر میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا کہ آنجناب کے علمی کارناموں، دینی خدمات، تعلیمات اور اخلاق پر سیر حاصل بحث کی گئی اس لیے حضرت بابوجی قبلہ بہت خوش ہوئے استاذ العلماء

Marfat.com

حاضرِ خدمت ہوئے تو قبلہ بابو جی مہرِ منیر کا مطالعہ فرما رہے تھے ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب آپ نے اس کام پر بڑی محنت کی ہے۔ پھر حوصلہ افزائی کے لئے بہت تعریفی کلمات فرمائے۔ استاذ العلماء نے عرض کیا دعا فرمائیں قبول ہو جائے تو آنجناب نے جذباتی انداز میں فرمایا قبولیّت ہے تو یہ سب کچھ ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مہرِ منیر کی شہرت و مقبولیّت

سوانح حیات کی طباعت تھی یا مہرِ منیر کی ضوفشانی کہ پورے ملک میں تمام اسلامی مکاتبِ فکر کے اہلِ علم و ادب نے کتاب کی جامعیّت، معنویت، علمی تحقیقات غرضیکہ کتابت و طباعت تمام امور کو قابلِ تحسین قرار دیا۔ جیّد علمائے کرام غزالیٔ زماں علاّمہ احمد سعید کاظمی، شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی، جسٹس پیر کرم شاہ الازہری اور جامع المعقول والمنقول علاّمہ عطا محمد بندیالوی نے مصنّف کی علمی کاوش کا اعتراف کیا اور مہرِ منیر کو ایک جامع اور مستند تذکرہ قرار دیا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے نے بھی مہرِ منیر کی افادیت اور اہمیّت کو تسلیم کیا چنانچہ ملک کے مشہور دانشور، وکلاء، صحافی، جسٹس، پروفیسرز لیکچرز اور سول و ملٹری آفیسرز نے اس کے مطالعے میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ بیرون ملک بھی مہرِ منیر کی زبردست پذیرائی ہوئی اور مختلف اسلامی ممالک سے لوگوں نے اسے حاصل کرنے میں شوق کا اظہار کیا۔ اسلامی ممالک کے ساتھ ساتھ یورپی ممالک میں بھی اس

Marfat.com

کتاب کی خاطر خواہ مانگ ہوئی اور سینکڑوں کے حساب سے اس کے نسخے منگوائے گئے۔

مہرِ منیر کی اسی شہرت و مقبولیت کی وجہ سے کئی ایڈیشن طبع ہوئے جو ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ مہرِ منیر کے بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ایک جامع الکمالات شخصیت کی سیرت و تعلیمات کا مکمل نقشہ ہونے کے ساتھ ساتھ اکثر و بیشتر اسلامی موضوعات معاشرتی مسائل، اخلاقی اقدار، تاریخی حقائق، تعارفی حوالہ جات، نایاب کارآمد دستاویزات پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا ہے جس سے ہر خاص و عام استفادہ کر سکتا ہے۔ بلاشبہ استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلّہ کی اس علمی و روحانی خدمت کو جس قدر خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے

ع ایں کار زتو آید مرداں چنیں کنند

فیوضاتِ مدنیہ (عربی رسالہ مع اردو ترجمہ)

استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلّہ کا عربی رسالہ فیوضاتِ مدنیہ اختصار اور جامعیت کے ساتھ ساتھ وزنی دلائل و براہین پر مبنی ہے جسمیں تعظیم اور عبادت کا فرق نیز ہر تعظیم کو ممنوع سمجھنے کا بطلان، شعائر اللہ کی تعظیم و احترام کا تقوائے قلبی ہونا، قیام تعظیمی اور دست بوسی کے جواز جیسے عنوانات پر بحث کی گئی ہے۔ یہ عربی رسالہ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے ایما پر لکھا گیا اور ایک سعودی سفارت کار کو بھیجا گیا جس نے کسی موقعہ پر قیام تعظیمی اور دست بوسی کو عبادت سے تعبیر کیا تھا اور اس کے حرام ہونے کے بارے اظہارِ خیال

Marfat.com

کیا تھا۔ یہ رسالہ جب اس سفارت کار نے پڑھا تو بڑا متاثر ہوا اور اپنے خیالات سے رجوع کر لیا۔ اس کا ایک نسخہ حضرت سیّد احمد العطّاس المدنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ عالیہ لے گئے تھے وہاں سے انھوں نے حضرت بابوجی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا کہ یہ رسالہ شعائر اللہ اور عباد اللہ المقرّبین کی جائز تعظیم و تکریم کے منکرین کی رد میں دلائل و براہین پر مشتمل ہے اور مدینہ عالیہ کے اہلِ علم و فضل کے ہاتھوں دست بدست پڑھا جا رہا ہے۔ اسی طرح سفیرِ عراق السیّد عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ قلمی نسخے بغداد شریف بھجوائے اور بعد میں فرمایا کہ جامعِ امام اعظمؒ بغداد کے خطیب فضیلۃ الشیخ عبد القادر، جامع الجیلانی کے خطیب الشیخ عبد الکریم محمد اور ادارہ التربیۃ الاسلامیہ بغداد کے علماء نے اس رسالے کی بڑی تعریف کی ہے۔ اسی طرح بغداد شریف کے مستند عالم الشیخ ساطع الجمیلی نے خود بھی اس رسالے کی تعریف کی اور قاہرہ (مصر) اور لیبیا کے بعض علماً کو دیا تو انھوں نے بھی وزنی دلائل کو سراہا۔ علاّمہ عبد الغفور ہزاروی مرحوم، مولانا عارف اللہ شاہ قادری میرٹھی مرحوم اور جسٹس پیر کرم شاہ الازہری نے بھی بڑے تعریفی انداز میں اس رسالے پر استاذ العلماء کی تحسین کی۔ مشرقی پاکستان سے قومی اسمبلی کے رکن مولوی فرید احمد مرحوم نے خود بھی یہ رسالہ پسند کیا اور بنگال کے مشہور علمائے کرام کو پیش کیا جنھوں نے رسالے میں مسلکِ اعتدال کی وضاحت پر دلائل و شواہد دیکھ کر مصنّف کے علم و فضل کی تعریف کی۔ اس رسالے کا ماخذ کتاب و سنّت اور قبلہ عالم گولڑوی کی مشہور کتاب اعلاء کلمۃ اللہ ہیں۔

Marfat.com

مشائخ کرام کی عنایات

استاذ العلماء پر اپنے مشائخ کرام کی بے شمار عنایات ہوئیں۔ حضور قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چار پانچ دن پہلے آپ بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ یہ ایک غیبی کشش اور جذبۂ صادق تھا جس نے آپ کو آفتاب ولایت کے انوار سے منوّر ہونے کا موقعہ دیا۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم مقام استغراق و مشاہدہ کے عروج پر تھے اور بہت کم ہی کسی خوش نصیب کی جانب آنکھ مبارک کھول کر دیکھتے۔ مجھے اس سعادت پر بے حد فخر ہے کہ استاد محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ (خادم خاص) نے بیعت کے لئے میرا ہاتھ آپ کے سینۂ اقدس پر رکھا تو حضور نے قدرے چشم مبارک کھول کر میری طرف دیکھا۔ وہ کیفیت میرے بیان و ادراک سے باہر ہے جو اس وقت محسوس ہوئی اور مجھ سے جو کچھ بھی کوئی خدمت ہوئی سب اسی نگاہِ نیم باز کی تاثیر ہے۔

در دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے
قربانِ نگاہِ تو شوم باز نگاہے

اگرچہ رویائے صالحہ میں آپ کو کئی مرتبہ حضور قبلہ عالم کی زیارت و عنایت کا شرف حاصل ہوا مگر آپ ان چیزوں کی تفصیل نہیں بتاتے۔ ایک مرتبہ اس قدر فرمایا کہ خواب میں حضور قبلہ عالم مجھے فرماتے ہیں کہ "اگر وقت ملے تو فتوحاتِ مکیّہ کا مطالعہ کیا کریں"۔

Marfat.com

حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عنایت جو تمام عنایات کی جامع ہے کیا کم ہے کہ اپنے مسلک و مشرب کی نشر و اشاعت اپنی تصانیف پر علمی اضافے کی سعادت اور اپنی سوانح حیات تالیف کرانے کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور طویل مدّت سے اپنے سایۂ عاطفت میں اعزاز و اکرام بخشا۔

حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کرم

حضرت قبلہ بابوجی سیّدنا غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بے حد مشفق و مہربان تھے اور طالبِ علمی کے زمانے سے آپ پر کرم فرماتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے مجھ پر ذوق و شوق کا بڑا غلبہ رہتا عشقیہ اشعار پڑھتا، گریہ و زاری کی کیفیت رہتی اور قبلہ بابوجی کی طرف زبردست میلانِ قلب ہوتا۔

فرماتے ہیں کئی مرتبہ ایسی کیفیات کی فوری تاثیرات دیکھنے میں آئیں راقم الحروف کے عرض کرنے پر اس قدر بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مدرسہ فتحیہ اچھرہ لاہور کی بالائی منزل پر اپنے کمرے میں بیٹھا شعر و اشعار پڑھ رہا تھا حضرت بابوجی قبلہ کا تصوّر اس قدر غالب ہوا کہ عجب کیفیت ہوگئی اور میں جذب و مستی کے عالم میں رو رو کر فراقیہ اشعار پڑھنے لگا۔ بعینہٖ اسی وقت حضرت بابوجی قبلہ کی گاڑی مدرسہ کے دروازے پر آ ٹھہری اور مجھے بلوایا میں آپ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ فرمایا تمہاری طرف کشش ہوئی میں نے کہا چلو اس سے مل آتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ استاذِ محترم مولانا مہر محمد صاحب (جن کا آپ

بہت احترام فرماتے تھے) کو اطلاع دے دوں فرمایا، نہیں اس وقت صرف تجھے ملنے کے لئے آیا ہوں اس کے بعد آپ تشریف لے گئے۔

استاذ العلماءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بابوجی قبلہ کئی مرتبہ فرماتے آپ کو یہاں بھیجا گیا ہے۔ میں یہ عرض نہ کر سکتا کس نے بھیجا ہے۔ کبھی فرماتے میں کون ہوں وہی جانیں اور وہی ذمہ دار ہیں جنہوں نے بھیجا ہے اور جنہوں نے بلوایا ہے۔ ایک مرتبہ مولوی منوّر دین ولد مولانا عبدالرحمٰن بنگوی رحمۃ اللہ علیہ جو اچھے صالح آدمی تھے اور حضرت بابوجی قبلہ ان سے خواب سنتے رہتے تھے آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ بیت اللہ شریف سامنے ہے اور عالمِ غیب سے آواز آتی ہے کہ مولوی فیض احمد کو گولڑہ شریف جانے کا حکم یہاں سے جاری ہوا ہے۔ اس پر حضور بابوجی قبلہ نے فرمایا ہاں ابدال کے باطنی فیصلے مکہ شریف ہوا کرتے ہیں۔ استاذ العلماء فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے آنجناب کا اشارہ اسی طرف ہو۔ واللہ اعلم۔

حضرت قبلہ بابوجیؒ کے آپ کے نام مکتوباتِ گرامی

شیخِ طریقت حضرت بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے چالیس پچاس مکتوبات آپ کے پاس محفوظ ہیں جو گولڑہ شریف مقیم ہونے سے قبل آپ کو لکھے گئے۔ ان مکتوبات سے جہاں استاذ العلماء کی بارگاہِ شیخِ طریقت میں مقبولیت اور آپ کے علمی و روحانی مقام کا پتہ چلتا ہے وہاں آدابِ شریعت و طریقت، سلوک و معرفت اور مقصدِ حقیقی کے بارے بڑی جامع تعلیمات کا نقشہ سامنے آتا ہے بطورِ نمونہ

Marfat.com

چند مکتوبات کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔

سات جون ۱۹۴۷ء کو ایک مکتوب میں حضرت قبلہ پیر صاحب گولڑہ شریف آپ کو یوں تحریر فرماتے ہیں "شیخ کامل کے تصور سے یہی غرض ہوئی کہ اپنے آپ کو اسمیں فنا کرنا اور اپنی صورت اور عبادت کو اسکی صورت اور عبادت سمجھنا، گویا وہی کر رہا ہے تاکہ اس کے مقام تک رسائی ہوتے ہوتے اسی کی صورت و سیرت ہو جائے اور تعلق اصلی اسی سے قائم رکھنا یہی مقصود ہے" واللہ اعلم بالصواب۔

۱۹۴۷ء ہی میں ایک اور مکتوب گرامی میں یوں تحریر فرماتے ہیں "وساوس سے خالی کون ہے۔ آنے دو وہ اپنا کام کریں تم اپنا کام کئے جاؤ۔ دونوں شانیں آخر کسی کی ہیں۔ یہ سلسلہ چلا آیا چلا جائے گا، چلتے چلو دیکھتے جاؤ، صراطِ مستقیم کو کسی صورت نہ چھوڑو اللہ تعالیٰ استقامت دے صاحب علم ہو، صاحب اخلاص ہو، دونوں نعمتیں رکھتے ہو، شکر کرو میرے لئے دعا کیا کرو۔

۱۹۵۸ء کا لکھا ہوا نوازش نامہ ان مختصر اور جامع الفاظ پر مشتمل ہے "در دو عالم نیست جز ذاتِ احد۔ مظہر اسما است جملہ نیک و بد اس پر غور کرو اور ہر وقت اس کو مدِ نظر رکھو"

۱۹۴۹ء میں آپ کے والد ماجد مرحوم کے تعزیتی مکتوب میں یوں تحریر فرمایا۔

"والد صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ یہ دارِ فنا ہے ہر ایک نے اپنے اپنے وقتِ مقررہ پر جانا ہے۔ یہ دارِ غم والم و مصیبت ہے۔ اس میں کون خوش

Marfat.com

ہے کوئی بھی نہیں یاں صرف وہی خوش قسمت خوش ہیں جنہوں نے اس سے یاری لگائی اور اس میں جان دی۔ اُن کا غم بھی راحت ہے اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہم گنہگاروں پر رحم فرمائے"۔

مسلسل لطف وکرم

استاذ العلماء تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر و حضر میں رہے۔ اس عرصہ میں حضور کی شفقت اور لطف وکرم دن بدن زیادہ ہوتا گیا۔ آپ کی وجہ سے آپ کے متعلقین سے بڑی مہربانی فرماتے۔ بستی بختادر بلکہ "بھکر" کا پورا علاقہ آپ کی وجہ سے متعارف تھا۔ حضور عیدین اور دیگر کئی مواقع پر آپ کے گھر تشریف لاتے کبھی آپ کو کوئی تکلیف ہوتی تو فوراً تشریف لاتے۔ ہر وقت ہر معاملے میں آپ سے خاص محبّت، شفقت اور احترام کا خیال فرماتے۔

انفرادی و اجتماعی اہم امور میں آپ کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے گولڑہ شریف میں بعض تقریبات کے موقعہ پر آپ کو خطاب کا حکم فرماتے۔ دورانِ سفر بھی بعض مقامات پر آپکی تقریر کے اہتمام کا حکم فرماتے۔ اور بڑی توجہ سے تقریر سُنتے۔ استاذ العلماء پر آپ کی مہربانی اور لطف و کرم کی ایک طویل داستان ہے۔ جس کا احاطہ الفاظ کے بس میں نہیں ہے۔ استاذ العلماء آپ کی مہربانی اور وفا کے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے آبدیدہ ہوجاتے ہیں اور حقیقت ہے کہ حضرت بابوجی قبلہ کے وصال کے بعد گو زیادہ اظہار نہیں فرماتے مگر اس محسن اعظم اور

Marfat.com

پیکرِ مہر و وفا ذاتِ گرامی کی صحبت میں گزرے ہوئے اوقات کی یاد آنے سے بڑے مضطرب، متفکرؔ اور مضمحل ہو جاتے ہیں اور دیکھنے والا ان کی کیفیت سے اندازہ کر سکتا ہے کہ اُن پر کیا گزر رہی ہے۔

قبلہ لالہ جی شہ غلام معین الدین مدظلہٗ و قبلہ شاہ عبدالحق مدظلہٗ کی عنایت

حضور قبلہ لالہ جی شہ غلام معین الدین مدظلہٗ اور حضور قبلہ شاہ عبدالحق مدظلہٗ دونو حضرات آپ پر بے حد مشفق و مہربان ہیں اور حضور قبلہ بابو جی کی شفقت کا مظہر اتم ہیں۔ آپ کا اعزاز و اکرام اور احترام فرماتے ہیں اور ہر معاملے میں آپ کی رضا جوئی کا خیال فرماتے ہیں۔ آپ کی صحّت اور آرام کا خاص خیال فرماتے ہیں۔ آپ کی علمی خدمات کی قدر دانی فرماتے ہیں۔ آپ کے متعلقین کا خیال فرماتے ہیں۔ استاذ العلماء دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں اور اظہارِ مسرّت فرماتے ہیں کہ حضور بابو جی کے فیضِ تربیت نے دونو حضرات کو عجز و انکسار، تواضع، بے نفسی، تفویض و تسلیم کا مجسّمہ بنا دیا ہے اور اس نعمت پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔

صاحبزادہ سیّد غلام نصیر الدین نصیر مدظلہٗ جنھوں نے آپ سے فنون کی انتہائی کتابیں اور دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے آپ کا بہت احترام فرماتے ہیں اور آپ کے علمی مقام کا خاص خیال رکھتے ہیں فرمایا کرتے ہیں کہ "استاذِ محترم کو حضور اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے مسلکاً طبعی و مزاجی مناسبت ہے۔ قرآن مجید کے استخراجی

Marfat.com

علوم میں مہارت ہے۔ علمائے کرام کی تقریروں میں عموماً سنی سنائی باتیں ہوتی ہیں جبکہ استاذ محترم کا بیان اکثر اوقات نئے علمی نکات اور لطیف استخراج پر مشتمل ہوتا ہے۔"

صاحبزادہ سید غلام معین الحق مدظلہ، صاحبزادہ سید غلام جلال الدین مدظلہ صاحبزادہ سید غلام حسام الدین مدظلہ اور صاحبزادہ سید غلام قطب الحق مدظلہ جنہوں نے آپ سے بعض دینی کتابیں پڑھی ہیں آپ کے اخلاق اور شگفتہ مزاجی سے بہت متاثر ہیں اور یوں سارا خانوادۂ اہلبیت استاذ العلماء کے ساتھ مہربان ہے۔

ہمعصر علماء و مشائخ سے آپ کے روابط

استاذ العلماء کے ہمعصر علماء کرام اور مشائخ عظام سے روابط، سلسلہ، ملاقات اور خط و کتابت رہی اس موضوع کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس عنوان کے ضمن میں بھی آپ کی بعض دینی خدمات اور علمی مقام کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید خاص سید رسول شاہ صاحب مرحوم ساکن بھکر کے ذریعے ہمارے خاندان کے فقر و درویشی سے متعارف تھے۔ شاہ صاحب موصوف کو ہمارے خاندان سے بڑی عقیدت تھی اور بہت سے بزرگوں کی زیارت اور صحبت سے مشرف تھے۔ انہوں نے آپکی خدمت میں

ہمارے بزرگوں کے بعض کمالات بیان کئے تو حضرت نے ملاقات کا شوق ظاہر فرمایا چنانچہ کچھ عرصہ بعد استاذ العلماء کے والد ماجد فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ عرس کے موقعہ پر تونسہ شریف حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا بہت اعزاز واکرام فرمایا۔ اسی تعلق کی بنا پر استاذ العلماء، مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف میں تعلیم حاصل کرنے گئے۔ حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تعلیم کے بارے خاص تاکید فرمائی اور آپ پر شفقت فرمانے لگے آپ کی عادت تھی کہ اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بعض اوقات تخلیہ میں حاضر ہوتے اور دروازہ بند کرا دیتے استاذ العلماء فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے اندر مزار پر ساتھ لے گئے مزار شریف پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ طالبِ علم ہے بلکہ طالبِ خدا ہے اس پر خاص توجہ فرمائیں۔ سال کا اختتام تھا آپ سے پوچھنے لگے کیا اگلے سال تعلیم کے لئے آؤ گے؟ وعدہ کرو۔ استاذ العلماء نے توقف کیا تو فرمانے لگے ہاں بھئی بڑے بڑے بادشاہ لوگ تمہارے خریدار بنیں گے تم ہم غریبوں کی کب پرواہ کرو گے۔ استاذ العلماء فرماتے ہیں کہ میں آپ کا اشارہ نہ سمجھ سکا اور کافی عرصہ سوچتا رہا۔ ۱۹۶۰ء میں جب قبلہ بابوجی سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے گولڑہ شریف میں تعلیم و تدریس کے لئے قیام کا بار بار تاکیدی حکم فرمایا تو مجھے خیال آیا کہ حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے نورِ فراست سے یہ بات معلوم کر لی تھی اور آپ کا اسی طرف اشارہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ ڈیرہ اسماعیل خان تشریف فرما تھے۔ استاذ العلماء کے والد ماجد ملنے

Marfat.com

کے لئے آئے تو بڑا اعزاز فرمایا انہوں نے عرض کیا فیض احمد کے لئے دعا فرمائیں تو جذباتی انداز میں فرمایا فیض احمد سے کہو کہ وہ میرے لئے دعا کرے۔ چونکہ سید رسول شاہ صاحب مرحوم ہمارے بزرگوں کے بہت حالات و کرامات جانتے تھے اس لئے اکثر و بیشتر حضرت خواجہ کی خدمت بیان کرتے رہتے اور آپ ان پر بڑی شفقت بھی فرماتے۔ ایک مرتبہ کسی ضروری کام کے لئے دعا کی خاطر شاہ صاحب موصوف کو بستی بختاور بھیجا کہ وہاں جاکر درویش خاندان سے دعا کراؤ۔ شاہ صاحب موصوف نے پیغام پہنچایا تو حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کے بندے یہ تمہاری مہربانی معلوم ہوتی ہے نہ جانے تم وہاں ہمارے متعلق کیا کہتے رہتے ہو وہ تو ہمارے مشائخ میں سے ہیں اور اس درگاہ سے تو ہمیں نیاز و عقیدت ہے ہمارے لئے وہاں دعا کا التماس کیا کرو۔ شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا حضرت کا حکم ہے اب تو تعمیل کرنی پڑے گی چنانچہ ہمارے خاندان کے بزرگوں نے دعا فرمائی بفضلہ تعالیٰ وہ کام ہو بھی گیا۔ اس پر حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔

۱۳۸۵ھ میں حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو استاذ العلماء نے مرثیہ کے اشعار لکھ کر بھیجے جو بہت پسند کئے گئے اور طوفانِ اشک کے نام سے موسوم پمفلٹ میں شائع کئے گئے آخری شعر کے آخری مصرعہ سے سنِ وفات نکلتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

دریغا پیکرِ صدق و صفا رفت　　　دریغا منبعِ جود و سخا رفت

Marfat.com

نشانِ شوکتِ شاہِ سلیمانؒ — نظامِ رشتہ مہر و وفا رفت
بگو سنِ وصالش فیضِ باسوز — رئیس الاصفیا آنِ صفا رفت
۱۳۸۵ھ

حضرت خواجہ قمر الدّین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے استاذالعلماء کا تعارف گولڑہ شریف قیام پذیر ہونے سے کافی عرصہ پہلے ہوا۔ بستی بختادر کے سُنّی شیعہ تنازعہ کے سلسلے میں حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی تاکید و سفارش پر خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ استاذالعلماء کے ساتھ تعاون فرماتے رہے۔ آپ نے سیال شریف میں تدریس کے لئے بھی استاذالعلماء کو دعوت دی مگر بعض مجبوریوں کی بنا پر آپ نہ جا سکے۔ گولڑہ شریف میں قیام کے بعد بارہا ملاقات ہوتی رہی۔ حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ استاذالعلماء کا بہت احترام فرماتے۔ مہرِ منیر کی تالیف پر خواجہ سیالوی بہت خوش ہوئے اور بہت تعریفی کلمات فرمائے۔

۱۹۷۰ء میں جب آپ جمعیّت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر تھے تو سوشلزم اور دوسرے غیر اسلامی نظریات کے خلاف جہاد کے لئے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعاون اور اعانت حاصل کرنے کے لئے کئی مرتبہ گولڑہ شریف تشریف لائے۔

اس سلسلے میں ملک بھر میں آپ نے سنّی کانفرنسوں کا انعقاد کیا تو حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے حکم سے استاذالعلماءٔ

Marfat.com

نے اس قسم کے عظیم اجتماعات سے خطاب کیا جس پر حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کا شکریہ ادا کیا اور استاذ العلماء کے جامع خطاب کی تعریف کی۔

حضرت خواجہ صُوفی نبی بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ صوفی نبی بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال بزرگ تھے آپ کو بہت سے طریقت کے مشائخ سے فیض حاصل تھا۔ ملتان کے مشہور مجذوب بزرگ حضرت قاضی مٹھو رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت سے بھی مشرّف تھے ویسے خلافت آپ کو کائیں شریف علاقہ کشمیر کے نقشبندی بزرگوں سے تھی۔ استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرتے رہے حضرت صُوفی نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ سے استاذ العلماء کے والد ماجد فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اچھا بھلا تعارف اور ملاقات تھی حضرت صوفی نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف کے ذریعے غائبانہ طور پر ہمارے خاندان کے بزرگوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ جب کبھی استاذ العلماء کے والد ماجد آپ کے پاس آتے تو بہت احترام فرماتے، مجلس میں دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے اور عموماً فرماتے چانڈیہ بادشاہ آگئے ہیں اور پھر ہمارے بزرگوں کے تفصیلی حالات بیان فرماتے۔

استاذ العلماء فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ بہت شفقت فرماتے۔ گھر سے خصوصی کھانا بھجواتے اور تعلیم وتربیت کا خیال فرماتے۔ استاذ العلماء فرماتے ہیں کہ خواجہ نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ سماع کے بہت

Marfat.com

دلدادہ تھے آپ کے ہاں بڑی مجالس سماع منعقد ہوتیں اور دُور دُور سے قوّال آتے۔ مجلس میں آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی تو پوری مجلس پر ذوق اور کیف ہوتا۔

ایک مرتبہ مجلس میں استاذ العلماء کے والد ماجد حسن ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر وجد میں آ گئے۔ ؎

جہانے در خیالِ لیلۃ القدر — حسن در بندِ گیسوئے محمدؐ

حضرت خواجہ نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ تعظیماً مجلس میں کھڑے ہو گئے پھر خود بھی وجد میں آ گئے اور مجلس پر عجب رنگ چھا گیا۔ مجلس کے اختتام پر استاذ العلماء کے والد ماجد سے فرمانے لگے۔ حافظ صاحب آج تو آپ نے مجلس کو گرما دیا ہے۔

حضرت خواجہ صوفی نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سے آگے بی۔سی چوک کی طرف جانے والی سڑک پر ایک فرلانگ کے فاصلے پر دائیں جانب واقع ہے۔ بڑا کھلا احاطہ ہے، پرانی مسجد ہے۔ روضہ شریف ہے۔ جسمیں حضرت صوفی نبی بخش صاحب کے ساتھ حضرت قاضی ہمٹھو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے مگر اب وہاں کوئی مدرسہ مسجد کی آبادی اور رونق وغیرہ نہیں ہے۔

صاحبزادہ محمد ابراہیم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف

موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے نقشبندی بزرگوں سے ہمارے خاندان کے بزرگوں کے باہمی مراسم تھے حضرت خواجہ سراج الدین

رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہمارے بزرگ جب حضرت عاشق خان قادری رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف کی خانقاہ پر حاضری دیتے تو نقشبندی بزرگوں سے بھی ملاقات ہوتی۔ استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ کے والد ماجد فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرماتے تھے صاحبزادہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ استاذ العلماء کا اپنے والد ماجد کی وجہ سے تعارف تھا۔ ملاقات بھی رہی اور باہمی خط وکتابت بھی ہوئی۔ اس درویش خاندان کے لوگ اب بھی ہمارے خاندان کے فقر و درویشی سے متعارف ہیں۔

صاحبزادہ غلام محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سواگ شریف (لیہ)

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت مولانا خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے بزرگوں سے تعارف اور باہمی ربط ملاقات تھا۔ اسی خاندانی تعلق کی بنا پر صاحبزادہ غلام محمد نقشبندی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بزرگوں سے متعارف تھے۔ جب استاذ العلماء پپلاں ضلع میانوالی تھے تو صاحبزادہ موصوف کے بعض عقیدت مندوں کی دعوت پر آپ سے ملاقات ہوئی صاحبزادہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے اصرار سے استاذ العلماء کو مسند پر آگے بٹھایا اور حاضرین سے فرمایا کہ یہ بہت اونچے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ انکے بزرگ فقر و درویشی میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو بڑا احترام فرماتے۔

صاحبزادہ موصوف نے سابقہ تعلق کی بنا پر بستی بختاور فقیر خاندان

کے پاس ایک مرتبہ اپنے خادمِ خاص صوفی عاشق محمد کو انتخابات کے سلسلے میں تعاون حاصل کرنے کی خاطر بھی بھیجا تھا۔ صاحبزادہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہٗ نے گولڑہ شریف سے تعزیت نامہ لکھا تو موجودہ سجّادہ نشین جناب صاحبزادہ محمد حسن سلّمہ نے جوابًا خط لکھا جو ان کی خاندانی روایات اور علم دوستی کا آئینہ دار ہے۔

خط کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

بخدمت جناب والاشان قدر دان محقّق، مدقّق، مفسّر، محدّث حضرت علّامہ فیض احمد صاحب دام اقبالہٗ وثروتہٗ ومکانتہٗ سرفراز نامہ شرفِ صدور لاکر باعثِ مسرّت ہوا۔ الحمد للہ ابھی تک خاندانیت موجود ہے۔ عالیجاہا کام کار سب کچھ بفضلہٖ تعالیٰ ویسے برقرار ہے محض غم والم قبلہ والدم صاحب کا مبتلا کئے ہوئے ہے حضور پُر نور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

بخدمت قبلہ پیر صاحب قدمبوسی السلام علیکم۔

حضرت علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

غزالیٔ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے استاذ العلماءؒ مولانا فیض احمد کا تعارف اور رابطہ ملتان میں تدریس وتعلیم کے زمانے سے تھا۔ علّامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علمی مقام سے بڑے متاثر تھے۔ چنانچہ آپ کو انوار العلوم میں تدریس کی دعوت دی

Marfat.com

تھی۔ اپنے مدرسہ انوار العلوم کی اعزازی سند بھی آپ کو عطا فرمائی استاذ العلماء کی حضرت علاّمہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتان میں کئی علمی مجالس ہوئیں۔ بہاولپور میں جبکہ حضرت علاّمہ موصوف اسلامی یونیورسٹی میں شیخ الحدیث تھے استاذ العلماء کی ملاقات رہی۔ استاذ العلماء نے آپ کی خواہش پر اپنے برادرِ عزیز حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی کو مدرسہ انوار العلوم میں بطور صدر المدرسین ذمہ داری سنبھالنے کے لئے بھیجا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ شکریے کا خط لکھا اور ملاقات پر بڑی مہربانی کے الفاظ فرمائے۔ جب ایک سال بعد راقم الحروف نے مدرسہ انوار العلوم میں تدریسی ذمہ داری سنبھالی تو کچھ عرصہ بعد استاذ العلماء نے ملاقات پر حضرت علاّمہ موصوف سے دورانِ گفتگو خوش طبعی کے انداز میں فرمایا کہ آپ کی فرمائش اگرچہ میں خود تو پوری نہ کر سکا مگر بحمد اللہ مشہور مقولہ یک نہ شد دو شد کے مطابق دونو عزیز آپ کے پاس حاضر ہو گئے اس پر حضرت علاّمہ موصوف خوب مسکرائے اور ہمارے متعلّق تعریفی کلمات فرمائے۔ استاذ العلماء سے آپ کی خط و کتابت بھی رہی۔ حضرت علاّمہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ استاذ العلماء کو دیگر القاب کے علاوہ "عمدۃ العلماء الراسخین" بھی تحریر فرمایا کرتے تھے۔ استاذ العلماء پپلاں سے بھور شریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی تک کے اس سفر کا تذکرہ فرماتے رہتے ہیں جو حضرت علاّمہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بذریعہ کار ہوا۔ مفتی محمد حسین شوقؔ مرحوم بھی ساتھ تھے حضرت علاّمہ موصوف نے علمی و روحانی واقعات و مباحث سے علمائے

Marfat.com

سلف کی یاد تازہ کردی. خاص طور پر حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و روحانی خدمات کے بارے بڑے بلند الفاظ میں اظہارِ عقیدت فرمایا۔ حضرت علاّمہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر استاذ العلماء نے بڑا طویل معلوماتی مضمون لکھکر آپ کی علمی اور روحانی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا جو روزنامہ آفتاب کے کاظمی نمبر میں شائع ہوا۔

حضرت علاّمہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علاّمہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ کے پیر بھائی تھے. طالب علمی کے زمانے سے باہمی تعارف و تعلّق تھا. گولڑہ شریف میں استاذ العلماء قیام پذیر ہوئے تو علاّمہ ہزاروی مرحوم سے سلسلۂ ملاقات اور بعض مسائل پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا. علاّمہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے گولڑہ شریف میں کئی مرتبہ عرس شریف کی مجالس میں استاذ العلماء کے علم وفضل کی تعریف فرمائی۔ آپ کے عربی رسالہ فیوضاتِ مدنیہ کی تحسین و توصیف فرمائی. ملکی و ملّی بعض اہم مسائل پر استاذ العلماء کی رائے کو پسند کیا. ایک مرتبہ تو کسی مشورے کے بہتر نتائج کے بارے میں بہت ہی خوش ہوئے. استاذ العلماء کے ہاں تشریف لائے، شکریہ ادا کیا اور فرمانے لگے یہ آپ کا مجھ پر احسان رہے گا.

جب علاّمہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جمعیّتِ علمائے پاکستان کے مرکزی صدر کے انتخاب میں حصّہ لینے لگے تو حضرت قبلہ سیّد

Marfat.com

غلام محی الدین شاہ پیر صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ کے ایسار پر استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ علمائے کرام کے جم غفیر کی قیادت کرتے ہوئے آپ کے تعاون کے لئے پہنچے۔ علامہ ہزاروی مرحوم اس موقع پر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ کے آنے سے حالات یکسر بدل گئے ہیں چنانچہ علامہ ہزاروی مرحوم بلا مقابلہ جمیعتِ علمائے پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہو گئے۔

حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فیصل آبادی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے استاذ العلماء کا تعارف و تعلق تدریس کے ابتدائی زمانے سے تھا۔ کئی مرتبہ فیصل آباد ملاقات ہوئی۔ مدرسہ محمودیہ پپلاں میں ملاقات و علمی مجلس ہوئی۔ آپ نے اپنے مدرسہ رضویہ مظہرالاسلام فیصل آباد میں تدریس کے لئے استاذ العلماء کو دعوت دی مگر بعض موانع کی بنا پر آپ نہ جا سکے۔ البتہ اپنے برادرِ عزیز حضرت مولانا سید احمد کو وہاں تدریس کیلئے بھیجا جو کچھ عرصہ تک وہاں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے استاذ العلماء فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں سادگی، قناعت، مسلک کی پختگی اور اس کی نشر و اشاعت کا جذبہ قابلِ تحسین تھا۔ استاذ العلماء نے حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر عربی میں مرثیہ لکھ کر ان کے علم و فضل اور دینی استقامت کی تعریف کی۔ آپ کے عربی اشعار کو اہلِ علم و فضل نے پسند کیا اور کئی رسالوں میں یہ اشعار شائع کیے گئے۔

Marfat.com

ملتان میں بعض اکابر مشائخ سے شرفِ ملاقات

ملتان میں قیام کے دوران بعض اکابر علماء و مشائخ سے آپ کو شرفِ ملاقات اور مجالس میں حاضری کا موقعہ ملا ان میں حضرت مخدوم صدر الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا فیض محمد شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد العلیم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور مجذوب بزرگ حضرت چُپ شاہ رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

استاذ العلماء کا مسلک اور تعلیمات

استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ علمائے سلف خصوصاً قطب الارشاد سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں راسخ قدم رکھتے ہیں۔ کتاب و سنّت کے اتباع کو اصل الاصول سمجھتے ہیں فروعی مسائل میں اختلاف کی بنا پر تکفیر و تفسیق، تفرقہ و دشنام طرازی کے سخت مخالف ہیں۔ اسلامی مکاتبِ فکر کے باہمی اختلاف کو اختلاف رائے اور اپنے آپ کو حق کے زیادہ قریب سمجھنے کی حد تک جائز سمجھتے ہیں مگر دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کو سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ کے خطاب میں عموماً اتحاد بین المسلمین، باہمی اخوت و محبّت، اسلامی تعلیمات کے فروغ کی اجتماعی جدوجہد کے موضوعات زیرِ بحث رہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین لائحہ عمل ہے حضرت سعدیؒ شیرازی کا یہ شعر اکثر آپ

Marfat.com

پڑھا کرتے ہیں۔ ے

مپندار سعدیؒ کہ راہِ صفا   تواں رفت جز بر پئے مصطفےٰؐ

فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت قرآن و حدیث کی روشنی میں ایمان اور اسلام کا لُبِّ لباب اور مومن کی معراجِ کمال ہے۔ آپ عقیدۂ توحید کے بارے میں حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا تصنیف "فتوح الغیب" کے مضامین و تقریرات کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات و تحریرات کو تعلیماتِ غوثیت مآب قدس سرہ کے خلاصہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں حضور بابوجی قبلہ سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزاجِ اقدس میں ان حضرات کی تعلیمات رچی بسی ہوئی تھیں۔ مقبولانِ خدا سے محبت اور اُنکی تعظیم و تکریم کو حقیقی فلاح و بہبود کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اور ان کی گستاخی اور بے ادبی کو ایمان اور اسلام کے لئے زہرِ قاتل قرار دیتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ مقبولانِ خدا کو رحمتِ الٰہی کے ابواب سمجھنا چاہیئے اور ان کے توسل کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ یقین کرنا چاہیئے جبکہ اصل متصرف اور مقتدرِ حقیقی، علیٰ کل شئ قدیر حق تعالیٰ کی ذات ہے۔

فرماتے ہیں جو لوگ بزرگوں کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر صرف چند رسوم کو تصوف سمجھ لیتے ہیں وہ ان کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔ آپ کے مشرب میں بڑی وسعت ہے۔ فرماتے ہیں قرآن و سُنّت سے دلیل پکڑنے والے ہوں چاہے انکا تعلق

Marfat.com

کسی مکتبِ فکر سے ہو حتی الوسع اُن کی نیت پر بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے
آپ دینی امور میں معمولی سی خدمت پر بھی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور
دین سے کچھ نہ کچھ لگاؤ رکھنے والوں پر ملامت اور تنقید کو پسند نہیں
کرتے۔ فرماتے ہیں درشتی اور سختی سے وعظ و نصیحت یا طنز و تنقید
سے اصلاح کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا جبکہ نرم خوئی، محبت اور افہام و تفہیم
کے اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں سادگی، قناعت
تدبّر، بردباری، وقار، تواضع اور ترکِ دعویٰ کے عناصر بدرجۂ اتم پائے
جاتے ہیں۔ آپ کا معاشرتی طرزِ عمل اور طریقِ کار دیکھ کر اس حدیث پاک
کا مضمون ذہن میں آتا ہے جسمیں ارشاد ہوا کہ وہ عالمِ دین بہت ہی
اچھا ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی طرف حاجت ہو تو انہیں فائدہ پہنچائے
اور اگر لوگ اس سے استغنا رکھیں تو وہ بھی مستغنی رہے۔

سفرِ حج و عمرہ و زیارتِ مقاماتِ مقدّسہ

استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہٗ تین مرتبہ حج کی سعادت حاصل
کر چکے ہیں اور دو مرتبہ عمرہ سے مشرّف ہوئے۔ ایک مرتبہ بغداد شریف
کربلا شریف، نجف اشرف اور افغانستان میں حضرت عارف
جامی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابر بزرگانِ دین کے مزارات کی
زیارت کر چکے ہیں۔ آپ نے ایک مرتبہ حج کا سفر حضور قبلہ بابوجی
رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں کیا، بغداد شریف، کربلا شریف، نجف اشرف
کا سفر اور زیاراتِ افغانستان بھی آنجناب کے زیرِ سایہ ہوئیں۔ پہلے حج
کے موقعہ پر آپ کو حضور بابوجی قبلہ کے ساتھ دو مرتبہ مدینہ طیبہ

Marfat.com

حاضری نصیب ہوئی۔

بغداد شریف کے سفر میں استاذ العلماء کی جامع الجیلانی درگاہ غوث پاک قدس سرہ کے خطیب الشیخ عبدالکریم محمد، جامع مسجد امام اعظم کے خطیب الشیخ عبدالقادر اور ادارہ التربیۃ الاسلامیہ کے اراکین علماء سے ملاقات ہوئی اور علمی مجالس بھی رہیں۔

درگاہ غوثیہ کے خطیب نے اپنی بعض تصانیف ہدیہ کے طور پر استاذ العلماء کو پیش کیں اور آپ کے علمی مقام کا اعتراف کیا۔ ۱۹۸۸ء میں عمرہ کے موقعہ پر مکہ معظمہ میں فضیلۃ الشیخ محمود صوّاف العراقی سے آپ کی ملاقات اور مجلس ہوئی انہوں نے اپنی تصنیف تفسیر قرآن آپ کو ہدیۃً پیش کی۔ پہلی ملاقات پر دیکھتے ہی فرمانے لگے مَرحَبًا یَا مَوْلَانَا فِیْ وَجْهِكَ نُوْرٌ۔ اسی سفر میں آپ کی ملاقات حرم مکہ شریف کے مدیر جناب شیخ طٰہٰ سے بھی ہوئی جو حضور قبلہ لالہ جی شاہ غلام معین الدین مدظلہ و حضور قبلہ شاہ عبدالحق مدظلہ کو ملنے کے لئے حرم شریف سے متصل قصر القمر ہوٹل میں تشریف لائے۔

آپ کے متعلق بعض رؤیائے صالحہ

استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ جب پپلاں ضلع میانوالی مدرسہ محمودیہ میں صدر المدرسین تھے تو آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نے جو اس زمانے درود شریف کثرت سے پڑھا کرتے تھے خواب میں دیکھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں مولوی فیض احمد کو بلاؤ

Marfat.com

آپ حاضر ہوتے ہیں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت مبارک آپ کے سینے سے لگا کر آرام فرما نظر آتے ہیں۔

مولانا محمد اسلم سکنہ مراڑیاں ضلع جہلم نے جو ایک قادری گیلانی بزرگ کے خلیفہ ہیں حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ سے کہا کیا آپ کے پاس محکمہ مال گجرات کے ایک دیانتدار افسر زین العابدین شاہ آئے تھے؟ استاذ العلماء نے وجہ پوچھی تو فرمایا انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا ہے وہ کسی سخت مشکل میں تھے اور کثرت سے درود شریف پڑھتے رہے خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا گولڑہ جاؤ اور مولوی فیض احمد سے اپنے مشکل مسئلہ کا ذکر کرو پریشانی دور ہو جائے گی۔ چند دن بعد شاہ صاحب موصوف آئے اور خواب کا واقعہ بیان کیا۔

ایک مرتبہ استاذ العلماء حرمین شریفین سے واپس آئے تو راقم الحروف سے فرمایا کہ امت کے احوال سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہوتے ہیں اور طبیعت اقدس پر ملال آتا ہے۔ میں نے اس کی وضاحت کے لئے اصرار کیا تو فرمایا میں نے وہاں خواب میں دیکھا ہے کہ مواجہہ شریف میں لوگ سلام کے لئے حاضر ہو رہے ہیں مگر آپ رُخ مبارک پھیرے ہوئے ہیں مجھے بڑی فکر لاحق ہوئی۔ جب سلام کے لئے حاضر ہوا تو اچانک آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخ مبارک کو متوجہ فرمایا۔

Marfat.com

آپ کا منظوم کلام

استاذ العلماء کوئی باقاعدہ شاعر تو نہیں اور نہ ہی فنِ شعر و سخن آپ کا مشغلہ ہے لیکن ذوق وکیف کی بنا پر لطورِ آمد یا بعض عوامل و وجوہات کی بنا پر تاثرات کو بڑے سلیقے سے نظم کے سانچے میں ڈھالنا آپ کی خصوصیّت ہے۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کلام پسند فرماتے تھے اور اپنی مجالس میں سماع فرماتے تھے۔

استاذ العلماء نے حمد، نعت، غزل، مرثیہ اور رباعی اکثر و بیشتر اصنافِ شعر میں طبع آزمائی کی ہے۔ عربی، فارسی، اُردو میں آپ کے کلام سے اچھا بھلا دیوان مرتّب ہو سکتا ہے۔ نمونۂ کلام کے طور پر ایک غزل ملاحظہ ہو جو آپ نے حضرت بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد شریف لکھ کر بھیجی تھی۔

تُو پاس نہ ہو گا تو تیری یاد رہے گی
دُنیا میری آباد کی آباد رہے گی

اے غوثِ وریٰ تیرے گھرانے کی محبّت
کاشانۂ اسلام کی بُنیاد رہے گی

اے جانِ مسیحا ذرا اس سمت بھی آنا
بیمارِ محبّت کی یہ فریاد رہے گی

طوفانِ حوادث میں نہ ڈوبے گی وہ کشتی
جو زیرِ نگاہِ شہِ بغداد رہے گی

جب فیض کو حاصل ہے درِ غوث سے نسبت
پھر غیر سے کیوں حاجتِ امداد رہے گی

Marfat.com

مثنوی شریف کی طرز پر آپ کے یہ اشعار اور ان کا مضمون حضور بابوجی قبلہ کو بہت پسند تھا۔ بارہا مجلس میں محبوب علی قوّال یہ اشعار پڑھتے۔

فیضِ حق چوں بحرِ ناپیدا کنار — موجہا لیش برتر از حصر و شمار
انبیاء و اولیاء انہارِ او — حسبِ وسعت بہرہ ہر کس را ازو
بحرِ بے اندازہ بربادی کند — آبِ جو آورکہ آبادی کند

استاذ العلماء کی اولادِ نرینہ

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا فرمائے۔ آپ کے بڑے فرزند کا نام مشتاق الحسنین سلمہ ہے جنہوں نے آپ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ میٹرک کا امتحان پاس کیا اور تنظیم المدارس کی سند حاصل کی مشتاق الحسنین سلمہ گورنمنٹ ہائی سکول گولڑہ شریف میں ٹیچر ہیں۔ طبِّ یونانی کا اچھا مطالعہ اور تجربہ رکھتے ہیں اور عملی طور پر بھی طبابت سے منسلک رہتے ہیں ان کے فرزند کا نام محمد ثقلین سلمہ ہے جو میٹرک پاس ہیں اور جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ استاذ العلماء کے چھوٹے فرزند کا نام محمد سبطین سلمہ ہے۔ انہوں نے آپ سے دینی تعلیم حاصل کی مدرسہ اسرار العلوم راولپنڈی سے علومِ اسلامیہ کی سندِ فراغ حاصل کی۔ ایف۔اے تک جدید تعلیم حاصل کی اور تنظیم المدارس کا امتحان پاس کیا۔ محمد سبطین سلمہ اسلام آباد کمپلیکس ہسپتال میں ملازم ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں محمد سبطین سلمہ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا جس کا نام عارف سبطین ہے۔

Marfat.com

استاذ العلماء کے شاگردانِ کرام

استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ سے فیضیافتہ شاگرد حضرات کے بیان پر آپ کے حالات کا اختتام کیا جاتا ہے۔ یوں تو سینکڑوں حضرات نے آپ سے علم وفن کے فیوضات و برکات حاصل کئے جن کی کثیر تعداد کا بیان مشکل ہے تاہم آپ کے بعض مشہور شاگردانِ کرام کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

۱:- حضرت مولانا سید احمد مدظلہ صدر المدرسین مدرسہ محمودیہ پپلاں ضلع میانوالی
۲:- حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہ نائب مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان۔
۳:- حضرت مولانا محمد شریف رضوی شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ سراجیہ رضویہ بھکر
۴:- حضرت مولانا احسان الحق شیخ الحدیث جامعہ قادریہ فیصل آباد
۵:- حضرت مولانا کریم بخش مہتمم و صدر المدرسین مدرسۃ العلوم الشرعیۃ جامعہ غوثیہ مہریہ بہل ضلع بھکر۔
۶:- حضرت صاحبزادہ سید غلام نصیر الدین نصیر مدظلہ گولڑہ شریف
۷:- حضرت صاحبزادہ غلام حبیب شاہ مرحوم سجادہ نشین وڈھچھہ شریف ضلع خوشاب
۸:- حضرت صاحبزادہ محمد لطیف بھور شریف ضلع میانوالی
۹:- حضرت صاحبزادہ جمال الدین کاظمی خواجہ آباد شریف ضلع میانوالی۔
۱۰:- حضرت صاحبزادہ حمید احمد شاہ سوہاوہ شریف آزاد کشمیر
۱۱:- حضرت صاحبزادہ رفیع الدین اٹل شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

Marfat.com

۱۲:۔ حضرت صاحبزادہ ظفر علی شاہ مہر آباد لودھراں (ملتان)
۱۳:۔ حضرت مولانا محمد نواز مدرس و خطیب جال علاقہ پپلاں ضلع میانوالی
۱۴:۔ حضرت مولانا محمد عمر مدرس مدرسہ اکبریہ میانوالی۔
۱۵:۔ حضرت مولانا محمد اشرف خطیب و مدرس جہانیاں منڈی (ملتان)
۱۶:۔ حضرت مولانا عبدالقیوم فاروقی پرنسپل جامعہ اسلامیہ کھڑی شریف آزاد کشمیر۔
۱۷:۔ حضرت مولانا محمد اکبر خطیب و مدرس پیر محل فیصل آباد
۱۸:۔ حضرت مولانا میاں محمد مدرس مدرسہ اکبریہ میانوالی
۱۹:۔ حضرت مولانا سید سکندر شاہ مقیم گولڑہ شریف
۲۰:۔ حضرت مولانا غلام یٰسین شاہ مہتمم جامعہ چشتیہ دھیر کوٹ آزاد کشمیر
۲۱:۔ حضرت مولانا احمد نواز صدیقی خطیب و مدرس بھکر
۲۲:۔ حضرت مولانا غلام رسول مدرس مدرسہ سراجیہ رضویہ بھکر
۲۳:۔ حضرت مولانا قاضی قمر الدین خطیب بھرمی نواب علاقہ بھکر
۲۴:۔ حضرت مولانا بشیر احمد خطیب و مبلغ چھینہ ضلع بھکر
۲۵:۔ حضرت مولانا شاہ حسین گردیزی مہتمم مدرسہ مہریہ و سرپرست ماہنامہ التبیان کراچی
۲۶:۔ حضرت مولانا حق نواز ساکن کہوٹہ خطیب پاک آرمی راولپنڈی
۲۷:۔ حضرت مولانا غلام قاسم شاہ مدرس نور پور شاہاں اسلام آباد
۲۸:۔ حضرت مولانا عبدالصمد مرشد آباد ضلع بھکر
۲۹:۔ حضرت مولانا نصیر الدین خان ریاست دیر
۳۰:۔ راقم الحروف فقیر حافظ ممتاز احمد چشتی خطیب و مدرس مدرسہ انوار العلوم ملتان

Marfat.com

حضرت علامہ مولانا سید احمد مدظلہ

حضرت علامہ مولانا سید احمد مدظلہ حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آباؤ اجداد کے مشائخ قادریہ کے خاندان کے بعض بزرگوں نے آپ کو دو فرزندوں کی بشارت دی تھی اور نام بھی تجویز فرماتے تھے۔ بزرگوں کے فرمان کے مطابق والد ماجد نے آپ کا نام سید احمد رکھا۔ آپ کا سن ولادت ۱۹۲۴ء ہے۔

تعلیم و تربیت

حضرت علامہ سید احمد مدظلہ نے بستی بختاور میں اپنے والد ماجد کی نگرانی میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی، سکول میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے، بستی بختاور سے آٹھ دس میل جنوب بستی موسن والی کے درس میں کچھ عرصہ آپ ابتدائی دینی کتابیں پڑھتے رہے۔ طلب علم کیلئے رخت سفر باندھا تو اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ کے ساتھ ملتان، تونسہ شریف اور بعض دیگر مقامات پر علم حاصل کرتے رہے۔ آپ بہت محنتی اور ذہین تھے۔ حصول علم سے دلچسپی اور لگاؤ حد درجے کا تھا۔ اساتذہ کی توجہ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور آپ جلد ہی طلب علم کی منزلیں طے کرتے گئے۔

آپ نے فنون کی انتہائی کتابیں اور دورۂ حدیث شریف مدرسہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں حضرت علامہ مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔

Marfat.com

اپنے برادرِ بزرگ استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ سے بھی آپ نے اسباق پڑھے اور اُن کی علمی صلاحیتوں سے مستفید ہوئے۔

تدریسی خدمات

حضرت علامہ مولانا سید احمد مدظلہ کی تدریسی خدمات کا تذکرہ کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اندازِ تدریس کے بارے میں مختصر تبصرہ پیش کیا جائے۔ حضرت علامہ سید احمد مدظلہ کا شمار اُن جیّد متبحر علمائے کرام میں ہوتا ہے۔ جو میدانِ تدریس کے شہسوار سمجھے جاتے ہیں۔ اسباق پڑھانے سے قبل ان سے متعلقہ اکثر و بیشتر شروح اور حواشی کا بھرپور مطالعہ آپ کی عادت رہی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی کتاب کیوں نہ ہوتی آپ اس کے مطالعہ میں حد درجہ مبالغہ فرماتے۔ کتابوں کے مطالعہ میں اس قدر انہماک اور استغراق رکھتے کہ بمشکل نماز پڑھنے کا وقت نکال لیتے اور خورد و نوش و دیگر ضروریات کے لئے مختصر اوقات مقرّر ہوتے۔ آپ درسِ نظامی کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کتابیں کئی مرتبہ پڑھا چکے ہیں۔ طالب علم کتاب کی عبارت پڑھتے اور آپ اس پر معقول، مدلّل، مبسوط اور عام فہم تقریر کرتے تو کتاب کے مسائل کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہ رہتا۔ آپ کے قابل اور باصلاحیّت شاگردوں کا بیان ہے کہ نحو میر اور ہدایۃ النحو کی تدریس کے دوران آپ طالب علموں میں اس قدر صلاحیّت پیدا کر دیتے تھے کہ وہ کافیہ، رضی، شرح جامی اور عبد الغفور کو بخوبی سمجھ لیتے۔ آپ طالب علموں کے ساتھ ابتدائی کتابوں میں زبردست

Marfat.com

محنت کراتے اور اُن کی استعداد اور صلاحیّت کو اُجاگر کرتے۔

مدرسہ فتحیہّ اچھرہ لاہور

حضرت علاّمہ مولانا سیّد احمد مدظلہ نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ فتحیہّ اچھرہ لاہور میں اس وقت تدریسی ذمہ داری سنبھالی جب استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ والد ماجد کی وفات کے بعد گھر قیام پذیر ہوئے اور مدرسہ فتحیہّ اچھرہ میں تدریس سے معذرت کی آپ کے استاذِ گرامی حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وہاں تقرری پر اظہارِ مسرّت کیا اور آپ وہاں فنون کے انتہائی اسباق پڑھانے لگے۔

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد

حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تقاضے پر آپ کچھ عرصہ جامعہ رضویہ مظہر الاسلام میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مگر سفر کی دوری اور بعض دیگر مجبوریوں کی بنا پر زیادہ عرصہ قیام نہ کر سکے۔

مدرسہ محمودیہ پپلاں ضلع میانوالی

حضرت علاّمہ مولانا سید احمد مدظلہ نے ۱۹۶۰ء میں پپلاں ضلع میانوالی کی مشہور دینی درس گاہ مدرسہ محمودیہ میں بطور صدر المدرسین تدریسی فرائض سرانجام دینے شروع کئے اور تاحال مدرسہ سے منسلک

Marfat.com

ہیں جنوبی سگنل ریلوے کے نزدیک مسجد کی امامت، جامع مسجد غلہ منڈی کی خطابت اور فتویٰ نویسی کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے ہیں۔

شبانہ روز محنت کا صحت پر اثر

حضرت علاّمہ مولانا سید احمد مدظلہ نے حصولِ علم اور تدریس کے ابتدائی دور میں شبانہ روز بے پناہ محنت سے کام لیا۔ رات کو مسلسل جاگنا اور بیداری کے لئے قہوہ کثرت سے استعمال کرنا آپ کی عادت بن گئی بالآخر آپ کے دماغ پر گہرا اثر پڑا، خشکی کے اثرات غالب آگئے، بےخوابی مسلسل رہنے لگی، معدہ و جگر کمزور ہو گیا اور آپ دماغی طور پر علیل ہوگئے۔

عبادات و ریاضات میں دلچسپی زیادہ ہوگئی اور ظاہری درس و تدریس کی بجائے تزکیۂ باطن، ذکر و فکر اور علومِ تصوّف سے لگاؤ بڑھتا گیا بعض اوقات جذب و مستی کا غلبہ ہوتا، طالب علم کتابیں کھول کر گھنٹوں منتظر بیٹھے رہتے اور آپ اپنے شغل میں ہوتے۔ تاہم آپ کی ہمّت ہے کہ ایسے حالات میں بھی جب افاقہ ہوتا تو اسباق پڑھا دیتے تیس سال سے زائد عرصہ ہوا ہے کہ آپ کو دماغی تکلیف ہے۔ طبیعت میں کمزوری اور بے چینی بھی رہتی ہے۔ مگر اس وقت تک بعض اسباق پڑھاتے ہیں۔ اوراد و وظائف کی پابندی کرتے ہیں اور مختلف کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے ہیں بعض اوقات جب طبیعت میں شگفتگی ہو اور سبق پڑھا رہے ہوں تو ابتدائی ایّام تدریس کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔ اہلِ علم و دانش حیران رہ جاتے ہیں کہ اس قدر

Marfat.com

طویل عرصہ تکلیف رہنے کے باوجود اُن کے تبحرِ علمی اور تدریسی تحقیق و تدقیق کا یہ عالم ہے۔

مست گشتم از دو چشمِ ساقیٔ پیمانہ نوش

حضرت مولانا سید احمد مدظلہ ابتدا ہی سے جذب و محبت کے اثرات سے تو متاثر تھے مگر بعد میں یہ معاملہ زیادہ غالب آگیا۔ آپ پر وحدۃ الوجود کے اسرار منکشف ہونے لگے اور رفتہ رفتہ یہ سلسلہ ترقی کرتا گیا۔ آپ کے مرشدِ طریقت حضرت قبلہ بابوجی سید غلام محی الدین شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں برابر آپ کی حالت و کیفیت بیان کی جاتی اور آپ بڑی توجہ سے دُعا فرماتے۔ دن کا آرام اور رات کی نیند جاتی رہی۔ وقت بیوقت سفر اختیار کر لیتے، جنگلوں اور بیابانوں میں سرگرداں پھرتے۔ کافی عرصہ کے بعد طبیعت میں اسقدر استقرار پیدا ہو گیا کہ ہنگامی سفر اور طویل بے آرامی سے افاقہ ہوا۔ اپنی ذمہ داریوں کی طرف قدرے توجہ ہوئی اور صحت اچھی ہونے لگی۔ راقم الحروف سنہ ۱۹۶۰ء میں پپلاں قیام پذیر تھا۔ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے اور بعض اوقات اسرار و رموز کی باتیں سمجھاتے۔

مجھے ان کی وہ کیفیت آج تک ذہن میں نقش ہے۔ جب انہوں نے جذب و مستی اور عجز و نیاز کے مؤثر انداز میں ترنّم سے یہ شعر پڑھا۔ ؎

مست گشتم از دو چشمِ ساقیٔ پیمانہ نوش
الفراق اے ننگ و ناموس الوداع اے عقل و ہوش

Marfat.com

حضرت عاشق خان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

حضرت مولانا سید احمد مدظلہ اپنے اسلاف کی روایات کے مطابق کئی مرتبہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت عاشق خان قادری اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ مزار پر حاضری کے دوران آتشِ عشق و محبّت کے شعلے بھڑکنے لگے اور آواز آئی کہ فقرِ اویسی اور آتشِ عشق درکار ہے تو لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا عشق و محبّت سے انکار نہیں مگر فقر و غربت اور چلہ کشی ہمارے لئے مشکل ہے۔

عملیّات و تعویذات و علومِ فلکیات میں بصیرت

اگرچہ آپ ان چیزوں میں دلچسپی نہیں لیتے اور نہ ہی انہیں مقصود سمجھتے ہیں تاہم عملیّات و تعویذات اور علومِ فلکیات کے بارے میں آپ اچھا خاصا تجربہ اور معلومات رکھتے ہیں آپ ان چیزوں سے متعلق کافی ساری کتابوں کا مطالعہ رکھتے ہیں اور حاجتمند افراد کے اصرار پر تعویذ بھی دے دیا کرتے ہیں۔ راقم الحروف کے والد ماجد مرحوم سے آپ کو بڑی محبّت تھی چچا زاد بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے ان کا بہت خیال فرماتے کئی مرتبہ والد ماجد مرحوم فرماتے۔ یار مولوی سید احمد تم ہر وقت کتابوں کے مطالعہ میں لگے رہتے ہو اور عملیات کے حساب کتاب میں مصروف رہتے ہو کچھ ہمیں بھی بتلاؤ یہ تم کیا کرتے رہتے ہو! تو ان کے سامنے عجیب و غریب حالات و واقعات

Marfat.com

بیان کرتے۔ ایک مرتبہ کافی دیر کچھ لکھتے اور سوچتے رہے پھر مسکرانے لگے۔ والد صاحب مرحوم نے فرمایا آج تو کوئی لمبا حساب کتاب ہے، فرمانے لگے ممتاز احمد کا ستارہ بڑا بلند ہے اور میں یہی دیکھ رہا تھا۔

اخلاق و عادات

حضرت علامہ مولانا سید احمد مدظلہ بہت متواضع اور منکسر المزاج ہیں۔ طبیعت میں بڑی سادگی اور بے تکلفی ہے۔ نام و نمود اور شہرت کو قطعاً پسند نہیں کرتے۔ مزاج میں وضعداری، استغنا اور سنجیدگی ہے۔ کشادہ روئی، خندہ پیشانی، خوش اخلاقی، خوش طبعی معاملہ فہمی، بردباری، حوصلہ اور عجز و نیاز آپ کے خاص اوصاف ہیں۔ کسی کی تحقیر و تنقیص اور دل آزاری آپ کو پسند نہیں۔ بڑوں کا احترام، چھوٹوں سے محبت اور شفقت آپ کی عادت ہے۔ گفتگو کم اور معقول، ذکر و فکر میں مشغولیت۔ اپنا کام کاج خود کرنا، دوسروں پر بوجھ نہ بننا، سیاسی اور معاشرتی جھمیلوں سے آزاد رہنا، خلوت نشینی زہد و عبادت اور مطالعۂ کتب آپ کی مصروفیات ہیں۔

آپ کی اولادِ نرینہ

حضرت علامہ مولانا سید احمد مدظلہ کے تین فرزند ہیں۔

غلام محبوب المصطفٰے سلمہ جو بی۔اے پاس ہیں اور اسلام آباد میں گورنمنٹ سروس سے منسلک ہیں، غلام مرتضیٰ سلمہ جو آپ کی خدمت

Marfat.com

میں رہتے ہیں۔ حافظ غلام مجتبیٰ سلمہ جو اسلام آباد یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت علاّمہ مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہ

حضرت علاّمہ مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہ حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کے والد گرامی نے آباؤ اجداد کے مُرشد حضرت عاشق خان قادری اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر دعا کی اور نذر مانی تو ۱۵ ر جنوری ۱۹۴۱ء میں آپ کی ولادت ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور بچپن کے سات آٹھ سال اُن کے فیضِ صحبت سے مشرّف ہوئے۔

۱۹۴۹ء میں والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کے برادرِ بزرگ استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سنبھالی۔

تعلیم و تربیّت

آپ نے گھر پر ابتدائی تعلیم و تربیّت حاصل کی۔ سکول میں پرائمری پاس کیا اور امتحان میں وظیفہ حاصل کیا۔ فارسی کی کچھ کتابیں اور دینیات کے اسباق بھی برادرِ بزرگ سے بستی بخشا درمیں پڑھتے رہے آپ نے مڈل اسکول نوتک میں چھٹی ساتویں جماعت پڑھی اور پھر پپلاں ضلع میانوالی اپنے بھائی حضرت مولانا سید احمد مدظلہ کے پاس آگئے۔ پپلاں میں آپ نے سکول کی تعلیم بھی جاری رکھی اور

Marfat.com

درسِ نظامی کے اسباق میں بھی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی فطری ذہن اور قوتِ حافظہ کی بدولت جلد ہی حصولِ علم کی منزل طے کرتے گئے۔ حضرت مولانا سید احمد مدظلہ کی شفقت اور بھرپور توجہ نے آپ میں اس قدر استعداد پیدا کردی کہ ہدایۃ النحو پڑھنے کے دوران آپ کافیہ، رضی، شرح جامی اور عبدالغفور کا مطالعہ کرلیتے۔ ۱۹۵۶ء میں استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ جامعہ محمودیہ پپلاں میں صدرالمدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے تو حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مڈل کا امتحان پاس کرچکے تھے۔ اب آپ جامعہ محمودیہ میں درسِ نظامی کی کتابیں پڑھنے لگے۔ اسی دوران آپ نے میٹرک کا امتحان درجۂ اول میں پاس کیا۔ فاضل فارسی کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ قرآن مجید حفظ کرلیا اور علوم وفنون کی انتہائی کتابوں تک پہنچ گئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول پپلاں کے اساتذہ آپ کی قابلیت اور صلاحیت کے بڑے معترف تھے۔

جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں داخلہ

۱۹۶۰ء میں جب استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی حیثیت سے قیام پذیر ہوئے تو حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہ نے جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں داخلہ لیا اور فنون کی انتہائی کتابیں پڑھنے لگے آپ نے اپنے برادرِ بزرگ سے جامعہ غوثیہ میں قاضی مبارک، میر زاہد امورِ عامہ، بیضاوی اور مسلّم الثبوت کے اسباق پڑھے۔

Marfat.com

تحصیلِ علوم سے فراغت

حضرت مولانا مشتاق احمد مدظلہ نے جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں فنون کی انتہائی کتب اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی اور یوں ۱۹۶۱ء میں آپ نے مروّجہ علوم و فنون اور دورۂ حدیث شریف کی سند حاصل کی۔

تدریسی خدمات

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہٗ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف سے فارغ ہونے کے بعد جسٹس پیر کرم شاہ ازہری کے تقاضے پر ایک سال جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا میں پڑھاتے رہے۔ پھر جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں دو تین سال تک تدریس اور نظامتِ مدرسہ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ طالب علموں سے خوب محنت کراتے۔ مطالعہ کی پابندی، نماز کی ادائیگی اور مدرسہ کے قواعد و ضوابط کی خوب نگرانی کرتے۔ آپ کے جامعہ غوثیہ میں قیام کے دوران تعلیم اور نظم و ضبط کا سلسلہ خاصا ترقی پر رہا۔

حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ علم

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی گولڑہ شریف سے ماہِ رمضان المبارک میں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مشکلاتِ بخاری کا درس لینے کے لئے حاضر ہوئے۔ علامہ موصوف آپ کی

Marfat.com

علمی صلاحیت اور فکری استعداد سے بڑے متاثر ہوئے اور تدریس کے دوران آپ پر خاص شفقت فرماتے رہے۔ دورانِ تدریس آپ سوال کرتے تو علامہ موصوف جواب سے فی الفور مشرف فرما کر فرماتے مولانا آپ کا سوال اس قدر وزنی اور قابلِ غور ہوتا ہے کہ اس کا تفصیلی جواب دورانِ تدریس پیش کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ آپ میرے پاس گھر آجایا کریں تو میں آپ کی فکری و علمی پیاس بجھانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا۔

آپ گھر پر حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوتے تو علم و فضل کا دریائے فیض جوش میں آجاتا۔ حضرت علامہ علومِ حدیث کے وہ معارف و نکات بیان فرماتے کہ ائمہ محدثین، شارحینِ حدیث اور علمائے سلف کی یاد تازہ ہو جاتی۔

مدرسہ انوار العلوم میں تدریس کی پیشکش

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے کمالِ شفقت و محبت کا اظہار فرماتے ہوئے مولانا مشتاق احمد چشتی سے فرمایا۔ مولانا میری دلی خواہش ہے کہ آپ انوار العلوم میں میرے ساتھ دورۂ حدیث کے اسباق پڑھائیں۔ آپ چونکہ اسوقت جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں پڑھا رہے تھے اس لئے استاذِ گرامی کے حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔

اسی طرح جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں تدریس کے دوران جسٹس پیر کرم شاہ ازہری نے دوبارہ مدرسہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں آپکی تدریس کے متعلق کئی مرتبہ اظہارِ شوق کیا مگر تدریسی مصروفیات کی وجہ سے

Marfat.com

آپ نے معذرت کی۔

اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں داخلہ

حسنِ اتفاق سے علاّمہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے تو حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نے تخصّص فی التفسیر والحدیث (ایم۔اے) میں داخلہ لیا۔ حضرت علاّمہ آپ کے آنے پر بہت خوش ہوئے اور ہر طرح سے خیال فرمانے لگے۔ آپ نے دو سال کے عرصے میں تخصّص کا امتحان پاس کیا اور یونیورسٹی میں اوّل آئے۔

اسلامی یونیورسٹی میں بطورِ ریسرچ سکالر

اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے مختلف مکاتبِ فکر سے متعلّق اساتذہ کرام حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلّہ کی علمی استعداد و صلاحیّت کے معترف تھے اور آپ کے اخلاق سے متاثر تھے۔ وائس چانسلر ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی بھی آپ کی علمی خوبیوں کا اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ ان سب حضرات کی رائے سے آپ کو ریسرچ سکالر کے طور پر یونیورسٹی میں بلایا گیا تاکہ آپ علمی و تحقیقی مقالہ لکھیں۔ آپ نے اصولِ تفسیر و تاریخِ تفسیر پر نہایت محققانہ انداز میں مقالہ لکھا۔ جس کا تفصیلی ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

Marfat.com

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی

آپ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں ریسرچ سکالر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اپریل ۱۹۶۸ء میں کمیونسٹ نظریات کا حامل مسعود کھدر پوش چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب ایک کانفرنس کی صدارت کے لئے آیا جسمیں ملک بھر کے تقریباً تین سو علمائ شریک تھے۔ مسعود کھدر پوش نے ایک نشست میں علماء پر تنقید کی، تحقیر کے الفاظ بولے اور رسمی انداز میں اسلام کا نام لیا، گویا اپنے خبث باطن کی تمہید کے طور پر یہ انداز اختیار کیا۔ حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی کی طبیعت پر بڑا سخت اثر ہوا مگر اکابر علمائے کرام کا لحاظ کرتے ہوئے آپ خاموشی سے اُٹھ کر چلے آئے۔ رات کو راقم الحروف اور عزیز محمد نواز سلّمہ سے مشورہ کیا ہم دو نوان دلوں یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم تھے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ اگر کل کی بڑی نشست میں اس نے دریدہ دہنی سے کام لیا تو پھر کلمۂ حق ضرور کہنا چاہیئے۔ دوسرے دن کانفرنس کا اختتامی اجلاس تھا علمائے کرام کا جمّ غفیر تھا۔ بہاولپور ڈویژن کی پوری انتظامیہ موجود تھی۔ یونیورسٹی کا ہال اور گیلریاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں افسوسناک بات یہ ہوئی کہ علمائے کرام میں سے کسی نے بھی اس کی گزشتہ تقریر پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کی جرأت نہ کی بلکہ بعض حضرات نے اس کے حق میں تعریفی کلمات سے بھی گریز نہ کیا۔ کوئی بارہ بجے کے قریب مسعود کھدر پوش بڑے متکبّرانہ انداز میں ننگے سر خطاب کے لئے سٹیج پر کھڑا ہوا۔ معمول کے مطابق وہ نظریاتی بدگوئی کرتا چلا گیا اور

Marfat.com

مجمع پر سکتہ طاری رہا۔

نکل جاتی ہے جس کے منہ سے سچی بات مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

مسعود کھدر پوش نے جب یہ کلمات کہے "تم لوگ اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو جہاں ٹینک کا گولہ آجائے وہاں ایمان کیا کرے گا۔ اصل چیز مادی قوت ہے اور اسلام تو امیروں اور غریبوں کے درمیان ایک معاہدہ عمرانی تھا جس پر عمل نہ ہو سکا۔"

تو حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نے کھڑے ہو کر کہا آپ قرآن و حدیث کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔ مجھے اپنا موقف بیان کرنے کے لئے وقت دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس حق گوئی کی تائید میں سب سے پہلے راقم الحروف نے کھڑے ہو کر آواز بلند کی۔ "مولانا کو تقریر کے لئے وقت دیا جائے"۔ پھر عزیز محمد نواز سلمہ نے کھڑے ہو کر یہی آواز بلند کی۔ اس کے بعد کچھ تائیدی آوازیں سننے میں آنے لگیں۔ آپ سٹیج پر آئے اور بڑی سنجیدگی حوصلے اور متانت سے فرمایا۔

"اسلام میں نصرتِ خداوندی پر بھروسہ اوّلین حیثیت رکھتا ہے مادی قوت پر فتح و شکست کا دارومدار نہیں کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ۔ بہت سی چھوٹی جماعتیں بہت سی بڑی جماعتوں پر اللہ کے اذن سے غالب آگئیں۔ آپ نے مزید کہا کہ جب مسلمانوں کو مادی و افرادی قوت پر بھروسہ ہوا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ آپ نے قرآنی آیت سے

Marfat.com

غزوۂ حنین کا حوالہ دیا۔ آپ نے مسعود کھدّر پوش کی اسلام کے بارے تشریح کو اسلام کے ساتھ صریح بغض و عناد سے تعبیر کیا۔"

آپ نے اس موقعہ پر علمائے کرام سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیا۔!

"آپ حضرات نے یہ حدیث نہیں پڑھی کہ حق بات نہ کہنے والا شیطانِ اخرس (گونگا) ہے۔"

مسعود کھدّر پوش چیف اوقاف صفائی پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو، نکل جاؤ، بھاگ جاؤ کے نعرے لگے آخروہ رسوائی و ذلّت کے عالم میں سٹیج سے اُتر کر باہر چلا گیا۔ اب حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی کو لوگوں نے گھیر لیا، دادِ تحسین دی۔ مرحبا کہا اور بہت حوصلہ افزائی کی قومی پریس کے اخبارات کو تو سختی سے روک دیا گیا کہ خبر نہ آنے پائے ویسے بہاولپور کے پندرہ روزہ ایشیا اور ہفت روزہ رہبر میں یہ رُوداد شائع ہوئی۔

شیخِ طریقت کا اظہارِ مسرّت

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلّہ کے کلمۂ حق کہنے کے متعلق حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت لالہ جی قبلہ مدظلّہ کو مکتوب لکھنے کا حکم فرمایا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء کے گرامی نامہ میں آپ نے لکھا۔

"حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے جو نیاز ہے یہ دلیری اور جوانمردی اسی کا نتیجہ ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان کا سایہ ان کی نظرِ کرم ان کی حمایت ہمیشہ ہمیشہ ہر میدان میں آ مخلص کے

شامل حال رکھے۔ حوادثاتِ زمانہ و شرِ حاسدین سے محفوظ رکھتے ہوئے جملہ مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ جن لوگوں نے آنمخلص کی تائید کی اور اس حق گوئی میں ساتھ دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے اور جزائے خیر دے۔"

اسلامی یونیورسٹی سے واپسی

اس واقعہ کے بعد وہاں سے آپ کی طبیعت اچاٹ ہوگئی اور آپ نے یونیورسٹی کو خیرباد کہہ دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو دماغی تکلیف ہوئی ہسپتال میں داخل رہے اور طبیعت کافی کمزور ہوگئی اب آپ گولڑہ شریف قیام پذیر ہوئے البتہ کچھ عرصہ کے لئے مدرسہ انوار الاسلام حافظ آباد گوجرانوالہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مدرسہ انوار العلوم ملتان میں بحیثیت صدر المدرسین

اس سے پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں تدریس کے زمانے مدرسہ انوار العلوم میں حدیث پاک کے اسباق پڑھانے کے لئے آپ کو فرمائش کی تھی مگر آپ تدریسی مصروفیات کی وجہ سے تعمیل نہ کرسکے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں راقم الحروف ملتان قیام پذیر ہوا، عیدگاہ میں نماز جمعہ کے بعد غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو بڑے خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں مولانا مشتاق احمد چشتی مدرسہ انوار العلوم میں بطور صدر المدرسین آجائیں۔ میں حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف اور

Marfat.com

حضرت مولانا فیض احمد کی طرف خط لکھتا ہوں آپ بھی میری طرف سے خط لکھیں تاکہ مولانا یہاں آجائیں۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت اور استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ کے مشورے سے آپ نے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں صدر المدرسین کا عہدہ سنبھالا اور دورۂ حدیث پاک پڑھانے لگے۔ آپ اس وقت تک مدرسہ انوار العلوم کے نائب مہتمم، شیخ الحدیث اور صدر المدرسین ہیں۔

مدرسہ انوار العلوم ملتان میں تدریسی خدمات

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہ نے مدرسہ انوار العلوم میں دورۂ حدیث کے اسباق کے ساتھ ساتھ بیضاوی شریف، شرح عقائد شرح نخبۃ الفکر اور چند دیگر بڑے اسباق بھی کئی مرتبہ پڑھائے۔ آپ کے تدریسی دور میں تقریباً پانچ سو فضلائے کرام دورۂ حدیث کی سند حاصل کر چکے ہیں اور اس طرح آپ کے علوم و فنون سے علماء کا جمِ غفیر مستفیض ہو کر پاکستان کے مختلف شہروں اور دیگر اسلامی ممالک میں مختلف اسلامی شعبوں میں دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے آپ کے شاگردوں میں سے کئی حضرات ملک بھر میں تنظیم المدارس کے امتحان میں اوّل رہے۔

غزالیٔ زماں کی نظر میں آپ کا علمی مقام

حضرت غزالیٔ زماں علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جلیل القدر استاذ تھے مگر پھر بھی آپ کے علمی مقام کا احترام فرماتے۔ اگر آپ

Marfat.com

ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہمیشہ وہ کوشش فرماتے کہ اپنی مسند پر آپ کو ساتھ بٹھائیں مگر آپ ادب کے پیشِ نظر ایک طرف ہو بیٹھتے علاّمہ موصوف نے کئی مرتبہ آپ کے علم و فضل کی تعریف فرمائی۔ مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ پر دستارِ فضیلت کی نشست میں ہر سال غزالئ زماں آپ کی علمی خدمات کا بڑے بلند الفاظ میں تذکرہ فرماتے۔ راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ کئی مرتبہ غزالئ زماں نے فرمایا۔

"حضرت مولانا مشتاق احمد گولڑوی میرا دست و بازو ہیں اور مدرسہ انوار العلوم کی روح رواں ہیں"۔ فضلاء کی دستار بندی کا موقعہ ہوتا تو آپ ادب کے پیشِ نظر پیچھے ہو جاتے۔ غزالئ زماں دیکھ کر فرماتے۔

"حضرت مولانا آگے تشریف لائیں اور فضلاء کی دستار بندی کریں یہ سب آپ کی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے"۔ غزالئ زماں رحمۃ اللہ علیہ علمی و تحقیقی مسائل میں عموماً آپ سے مشورہ لیتے اور آپ کی رائے کو اہمیت دیتے۔ کئی مرتبہ آپ کو اپنے علمی مسوّدات نظرِ ثانی کے لئے بھیجتے اور دلائل و حوالہ جات کے بارے آپ سے تبادلۂ خیال فرماتے علاّمہ موصوف ہر معاملے میں آپ کی دلجوئی اور رضامندی کا خیال رکھتے اور آپ سے بے حد شفقت فرماتے۔

اصولِ تفسیر و تاریخِ تفسیر

آپ نے بطور ریسرچ سکالر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں یہ تحقیقی مقالہ لکھا۔ اس اہم موضوع کو تفصیلی و تحقیقی انداز میں پیش کرنے میں آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا۔ اس

Marfat.com

مقالے کی تکمیل میں آپ نے کتب خانہ غوثیہ درگاہ گولڑہ شریف، لائبریری ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ اسلام آباد، لائبریری پنجاب یونیورسٹی لاہور، پنجاب پبلک لائبریری لاہور اور لائبریری اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے خاص طور پر بھرپور استفادہ کیا۔ یہ مقالہ علمی و فکری تحقیقی کاوشوں کا مجموعہ ہے اور اپنے موضوع پر ایک ضخیم کتاب ہے۔ افسوس کہ یہ علمی شاہکار ابھی تک شائع نہیں ہو سکا۔

نشری تقریریں

ریڈیو پاکستان ملتان اور ریڈیو کے قومی پروگراموں میں آپ کی نشری تقریروں سے بھی ایک کتاب مرتّب ہو سکتی ہے۔ اسلام کے اخلاقی، تعلیمی اور معاشی نظام اور دوسرے اہم مذہبی موضوعات پر آپ کی یہ تقریریں علمی و تحقیقی مواد پر مشتمل ہیں۔

آپ کا تبحرِ علمی اور وسعتِ مطالعہ

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی مدظلہ مروّجہ علوم و فنون کی کتب اور شروح پر عبور رکھتے ہیں۔ علوم متداولہ کی شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جو آپ کے مطالعہ میں نہ آئی ہو۔ جب کسی علمی مجلس میں علوم و فنون کا کوئی مشکل موضوع زیرِ بحث ہو تو آپ بڑے عجز و انکسار کے انداز میں موضوع کا محققانہ جائزہ پیش کر کے اہلِ علم و دانش کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ زبردست قوتِ حافظہ نے دلائل کے استحضار کو اسقدر آسان بنا دیا ہے کہ باتوں باتوں میں

کئی علمی موضوعات پر سیر حاصل تبصرہ کر ڈالتے ہیں۔

تصنیف و تالیف

تدریسی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کی استعداد اور اہلیّت سے نوازا ہے۔ اگر آپ کی تدریسی مصروفیات زیادہ نہ ہوتیں تو تصنیف و تالیف کے شعبے میں آپ کہیں زیادہ گرانقدر خدمات انجام دیتے۔ تاہم آپ کی یہ علمی و تحقیقی کاوش بھی قابلِ تحسین ہے۔

مقامِ سُنّت

آپ نے اپنی اس اہم تصنیف میں حجیّتِ حدیث کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے منکرینِ حدیث کے شبہات کا علمی و تحقیقی جواب دیا ہے اور بھرپور علمی انداز میں مقامِ سنّت کو اجاگر کیا ہے۔ اس کتاب کو کراچی یونیورسٹی کے پروفیسر علّامہ منتخب الحق نے دیکھا تو اکابر علماء و مشائخ کے سامنے تعریف کی۔ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے جلیل القدر علمائے کرام نے آپ کی اس علمی کاوش کو سراہا اور غزالیٔ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر تفصیلی تقریظ تحریر فرمائی۔ یہ کتاب جامعہ نظامیہ لاہور کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔

جمع و تدوینِ قرآن

یہ مقالہ قرآن مجید کے نزول، کتابت اور تدوین کے تین دوروں

Marfat.com

پر مشتمل ہے مستشرقینِ یورپ کے قرآن مجید کی جمع وتدوین پر اعتراضات کا اس مقالے میں بڑے دلنشین تحقیقی انداز میں جواب دیا گیا ہے جمع وتدوینِ قرآن کے بارے شبہات کے رد میں یہ مقالہ لاجواب ہے یہ علمی و تحقیقی مقالہ تاحال زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا۔

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ عنایت

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی ۱۹۵۶ء میں پیر صاحب گولڑہ شریف قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ کو اپنے شیخِ طریقت سے والہانہ محبت تھی اور حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ جب تک گولڑہ شریف آپ قیام پذیر نہ ہوئے تھے تو کثرت سے وہاں حاضری آپ کا معمول رہا۔ حضرت کی خدمت میں خط وکتابت کے ذریعے بھی رابطہ رہتا۔ گولڑہ شریف میں قیام کے دوران حضور کی مجالس اور فیضِ صحبت سے خاص طور پر مشرف رہتے۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مکتوبات سے آپ کے ساتھ لطف وکرم اور شفقت کا اندازہ ہوتا ہے حضور کے مکتوباتِ گرامی کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

مارچ ۱۹۶۷ء کے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مشتاق ہو، اچھی جنس والے ہو۔ اس مالکِ حقیقی کو یہی پسند ہے۔ منزلِ مقصود پر بھی یہی چیز پہنچانے والی ہے۔ بڑے خوش نصیب ہو۔ ذرا شوق کو اس طرف بھی بھیج دو۔ اللّٰہم زد فزد۔"

Marfat.com

اگست ۱۹۷۳ء کے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ تجھ جیسے سچے مخلص کی درخواست کو کبھی رد نہ فرمائے۔ آمین بفضلہٖ تعالیٰ اصل مقصود سے غافل نہیں ہو اور نہ ہو سکتے ہو۔ ہستی موہومہ ہو ہومہ ہی ہے آخر ہستی حقیقی ایک دن اپنا رنگ ضرور ہی لائے گی۔ کیونکہ اصل، اصل اور فرع فرع ہے۔ اس سے کب مایوس ہو سکتے ہیں۔ میرا محبوب سچ کہتا ہے۔ ع

میری تجھ سے بنسبت بڑی چیز ہے

مجلسِ سماع میں وجد و حال

ابتدا ہی سے آپ ذوق و شوق اور جذباتِ محبّت کے دلدادہ تھے شیخ طریقت کی شفقت اور توجہ سے غلبۂ حال زیادہ ہو گیا۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات کے آخری چند سالوں میں آپ کے وجد و حال کی کیفیت عروج پر آ گئی۔ مجلسِ سماع میں نعرۂ مستانہ، ہاؤ ہُو اور گریہ و زاری کے ساتھ گریبان تک چاک کر ڈالتے۔

حضرت مولانا روم، مولانا جامی اور مولانا عراقی رحمۃ اللہ علیہم کے پُرسوز کلام کے سماع پر عموماً آپ وجد میں آجاتے اور مجلس کو گرما دیتے۔

آپ کی وجہ سے مجلسِ سماع خلافِ معمول کافی دیر تک جاری رہتی اور آپ جذب و مستی میں مگن رہتے۔

کئی مرتبہ دورانِ سماع آپ حضرت بابوجی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے زانو مبارک پر بے خودی کے عالم میں سر رکھ دیتے اور حضور سر پر دستِ شفقت رکھتے۔

Marfat.com

زیارتِ حرمین شریفین و مقاماتِ مقدسہ

۱۹۷۲ء میں آپ نے حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ حج کی سعادت حاصل کی اور بغداد شریف، کربلا معلیٰ، نجفِ اشرف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بغداد شریف حاضری کے موقع پر درگاہِ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خطیب و مدرس الشیخ عبدالکریم محمد مدظلّہ نے آپ کو حدیثِ پاک کی اعزازی سند عطا فرمائی۔ ۱۹۷۸ء میں آپ نے دوسری مرتبہ بھی مشائخ کرام کی معیت میں زیارتِ حرمین شریفین کی فضیلت حاصل کی۔ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی اور ۱۹۸۴ء میں عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی اولادِ نرینہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند عطا فرمائے ان میں غلام محبوب سبحانی سلّمہ بڑے ہیں جو اس وقت بی ایس سی کر رہے ہیں۔ دوسرے غلام جیلانی سلّمہ ایف اے کر رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت فقیر امیر محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر امیر محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ بڑے عابد و زاہد اور تہجدؒ گزار تھے۔ اکثر اوقات مسجد میں یادِ الٰہی میں مصروف رہتے بڑی سادہ اور درویش طبیعت رکھتے تھے۔ مزاج پر جذبات کا غلبہ تھا۔ ناراض بڑے جلدی ہو جاتے تھے۔ لوگ آپ کی جذباتی طبیعت سے بہت ڈرتے تھے اور آپ کے سامنے ایسی بات کرنے سے کتراتے تھے جس پر آپ کے ناراض ہونے کا اندیشہ ہوتا آپ کا غصّہ عارضی ہوتا جس پر ناراض ہوتے بعد میں دعاؤں سے ناراضگی کی تلافی فرما دیتے۔ آپ نے پوری زندگی مسکنت، درویشی اور یادِ الٰہی میں گزار دی۔ ۱۹۵۲ء میں آپ نے دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔ آپ کے ایک ہی فرزند حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔

فقیر حافظ صالح محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ

فقیر حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ بڑے پختہ حافظِ قرآن تھے۔ اکثر اوقات قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہنا ان کا معمول تھا۔ قرآن مجید کے حفظ اور ضبط پر جو عبور ان کو حاصل تھا اس کی مثال کم ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ نمازِ تہجّد کے بعد ذکرِ جہر اور تلاوتِ قرآن ہمیشہ ان کا معمول رہا۔ وہ پابندی سے مسجد میں نماز پنجگانہ پڑھاتے اور مسجد کی آبادی کا خاص خیال رکھتے۔ جب وہ ٹھہر ٹھہر کر آہستگی سے قرآن

Marfat.com

پڑھتے تو ان کا لہجہ بڑا مؤثر اور پُرسوز ہوتا۔ شہر کی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھاتے۔ وعظ و تبلیغ کرتے اور ترنّم کے ساتھ بڑے سادہ انداز میں منظوم کلام پڑھتے ان کے اشعار میں زبردست تاثیر ہوتی اور لوگوں پر رقّت طاری ہو جاتی۔

ان کی طبیعت میں بڑا ذوقِ محبّت تھا۔ عشق و محبّت کا کوئی منظوم کلام سنتے تو اسمِ ذات کی ضرب لگاتے اور ان پر گریہ طاری ہو جاتا۔

آخری عمر میں انہوں نے حضرت بابوجی قبلہ سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ بیعت ہونے میں انہیں ذرا تردّد تھا۔ عرس کے موقعہ پر پیر صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لوگوں کا زبردست ہجوم تھا۔ آٹھ آٹھ اور دس دس آدمی اکٹھے بیعت ہو رہے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تو پیر صاحب قبلہ نے بلند آواز سے فرمایا۔ میں بہت گنہگار ہوں کسی نیک آدمی سے بیعت کریں۔ حافظ صاحب مرحوم یہ سُن کر رو پڑے۔ دل کو اطمینان آگیا، معذرت کی اور بڑے شوق سے بیعت ہوئے۔ ہم گولڑہ شریف تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جب گھر آتے تو وہ بڑے شوق اور محبّت سے دربار شریف کا حال پوچھتے اور ان پر رقّت طاری ہو جاتی۔ وفات سے ایک سال قبل وہ بیمار ہوئے بیماری کی حالت میں بھی وہ بدستور تلاوت اور ذکرِ الٰہی میں محو رہتے انہوں نے ۱۹۶۴ء میں اس دنیا سے انتقال کیا۔ ان کا مزار حضرت فقیر مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے کے پاس ہے۔ حافظ

صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہی فرزند فقیر حافظ محمد عیسیٰ ہیں جو بڑے پختہ حافظِ قرآن ہیں اور بستی بختاور کے مضافات میں گرہ جات کے امام اور خطیب ہیں۔ حافظ محمد عیسیٰ کے دو نو فرزند فقیر اعجاز حسین اور فقیر عطا محمد حافظِ قرآن ہیں۔ حافظ اعجاز حسین سکول میں عربی ٹیچر ہیں اور تنظیم المدارس کے سند یافتہ ہیں اور حافظ عطا محمد دینی و دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ امامت اور خطابت کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے گھر سے تین فرزندوں میں حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے تھے والد ماجد نے اپنی خدمت اور تعاون کے لئے زیادہ تر آپ کو شرف بخشا خاص طور پر جب کمزور اور ضعیف ہو گئے تو رات دن آپ کو خدمت میں رہنے کا حکم فرمایا۔ فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے زہد و عبادت کا شوق تھا عشق و محبت کا سوز و گداز حاصل تھا اور شب بیداری سے قلبی لگاؤ تھا۔ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ آپ کو فرائض و واجبات اور معمول کے مطابق نوافل سے زائد ریاضت اور مجاہدہ سے منع فرماتے جس سے آپ کو بڑی کوفت ہوتی۔ بعض اوقات آپ رات کو تہجد کے نوافل میں مصروف ہوتے اور والد ماجد کو معلوم ہو جاتا تو بلا کر سو جانے کا حکم فرماتے۔ جوں ہی آپ والد ماجد کی نظروں سے غائب ہوتے آپ کی تلاش شروع کر دی جاتی کہ کہیں مجاہدہ میں مصروف نہ ہوں۔ والد ماجد نے کروٹ بدلنا ہوتی، گھر کے

Marfat.com

لوگ حاضر ہوتے، دوسرے فرزند خدمت کے لئے کمربستہ نظر آتے مگر ارشاد فرماتے "مرید احمد کو بلاؤ"۔ آپ حاضر ہوتے اور حکم کی تعمیل کرتے۔ ایک مرتبہ والد ماجد آرام فرما تھے آپ کو موقعہ مل گیا اور نوافل میں مصروف ہو گئے۔ جب ذوقِ عبادت عروج پر پہنچا تو والد ماجد نے زور سے آواز دے کر بلایا فوراً حاضر ہوئے مگر طبیعت پر قدرے ملال رہ گیا۔ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے جذبے سے فرمایا۔ مرید احمد سو جاؤ وہ وقت آنے والا ہے کہ تمہاری شب بیداری سے دنیا تھک جائے گی اور تمہارے شب و روز مسلسل یادِ الٰہی میں بسر ہوں گے۔"

یادِ یار م شعلہ افگندہ بجاں

حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوتا گیا اور فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت یکسر بدلتی گئی۔ سکون و آرام سے کوئی سروکار نہ رہا۔ رات کی میٹھی نیند الوداع اور دن کا چین و قرار رخصت ہو گیا۔ سخت سردی کے موسم میں پوہ مہینہ کی طویل راتیں کھیتوں، میدانوں اور جنگلوں میں ذکرِ جہر کرتے گزر جاتیں۔ ذکرِ جہر کی درد بھری آواز سے محلے، شہر، مضافات اور علاقے کے لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے۔ ذکرِ جہر کی محویّت اور مستی میں کئی میل دُور نکل جاتے اور عشق و محبّت کی تپش کو جمالِ یار کے تصوّر سے مانوس کرتے کرتے کافی وقت گزر جاتا۔ سردی کے موسم میں سرد ہوا کے جھونکوں سے آپ کو قدرے سکون ملتا اور سینے سے کپڑا ہٹا لیتے۔ بعض اوقات عقیدت مند

Marfat.com

محبت کے پیش نظر آپ کی آواز سن کر آگ سلگا لیتے کہ سردی سے ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے ہوئے ہوں گے ذرا انہیں تاپ لیں گے۔ جب آپ پہنچتے تو آپ کے ماتھے اور سینے سے پسینہ جاری ہوتا فرماتے آگ کی ضرورت نہیں یہ تو پہلے سے بھڑک رہی ہے۔ البتہ گھڑے کا پانی پلا دو۔ آپ کے چھوٹے بھائی فقیر حافظ غلام محمّد رحمۃ اللہ علیہ جن کے ساتھ آپ کی محبّت درجۂ عشق کو پہنچی ہوئی تھی کئی بار مختلف طریقوں سے آپ کو سردی میں جانے سے روکا کرتے تھے مگر آپ نہ رُکتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے محبت و نصیحت کے ملے جلے لہجے میں فرمایا۔ آپ ہماری باتیں تو نہیں مانتے، سردی کی اس شدید لہر میں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سوئے پڑے ہوں اور آپ کسی جگہ سردی سے ٹھٹھر کر مردہ پڑے ہوں ہمارے حال پر رحم کریں اور اپنے حال پر بھی، اس سے زیادہ ہم آپ کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ کوئی دو تہائی رات گزر چکی تھی۔ سرد ہوا چل رہی تھی اور لحافوں میں بھی چین نہیں آرہا تھا اچانک آپ اپنے بھائی فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آ پہنچے اور آہستہ سے آواز دی انہوں نے اُٹھ کر دروازہ کھولا، دیکھا تو آپ کے جسم پر کرتہ نہیں ہے۔ ماتھے اور سینے پر پسینہ جاری ہے اُن سے فرمانے لگے میں آپ کو تسلّی دینے کے لئے آیا ہوں کہ کہیں آپ کو پریشانی لاحق نہ ہو، مجھے سردی بالکل محسوس نہیں ہو رہی اب تو آپ باہر جانے پر ناراض نہ ہوں۔ فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کے بندے ہم آپ سے تھوڑے۔ اس کے بعد انہوں نے کبھی آپ کو اس بارے میں کچھ نہ فرمایا۔

Marfat.com

عشقِ رسولؐ کی بے تابیاں

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کا عشق آپ کا سرمایۂ حیات تھا. آپ ہر وقت اسی خیال میں رہتے اور اسی مقصود کو پیشِ نظر رکھتے. سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کا تذکرہ آپ کی آتشِ عشق کو بھڑکا دیتا اور آپ دیوانگی اور مدہوشی میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتے. نعتِ رسول کی پُر درد آواز سن کر یوں تڑپنے لگتے جس طرح مچھلی کو پانی سے باہر پھینک دیا گیا ہو۔

سرائیکی زبان کے مشہور شاعر استاد کہتر مرحوم کے عاشقانہ کلام سے آپ کو والہانہ لگاؤ تھا۔ محمد اکبر خان ڈھانڈلہ مرحوم کے دو ملازم اللہ بخش شیخ اور شیر محمد بلوری نعت پڑھا کرتے تو کھیت کے ڈھیلوں پر بیتاب مچھلی کی طرح آپ تڑپ رہے ہوتے. گھنگریالے سیہ بالوں پر مٹی کی تہ جم جاتی اور سارا لباس گرد و غبار سے آلودہ نظر آتا. خان صاحب مرحوم کا حکم تھا کہ فقیر صاحب جب بھی فرمائش کریں کام کاج چھوڑ کر حکم کی تعمیل کیا کرو۔ چنانچہ وہ ہل چلا رہے ہوتے، زمین سیراب کر رہے ہوتے یا کسی اور کام میں مصروف ہوتے آپ کو آتا دیکھ کر کام چھوڑ دیتے اور نعت پڑھنا شروع کر دیتے. آپ عموماً ان نعتوں کی فرمائش کرتے جن کا مطلع یہ ہے۔

ایں گجھڑے بھید احمدؐ دی کہیں کوں کل نہ پئی اج تائیں

۱: لکھاں بھل بھل تے سئے رُل رُل حقیقت ہتھ نہ آئی اج تائیں

۲: ایں جگ تے پھرے اول جگ تے نت تیڈا ہے سودائی کجھ تیڈی حقیقت

وجد و حال کا حیرت انگیز منظر

استاذ العلما مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ پر وجد و حال طاری ہوتا تو عجیب منظر دیکھنے میں آتا۔ ایک مرتبہ آپ علاقہ سرحد رنگپور بچانڑیں ہمارے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ قریب ہی کہتر مرحوم کا جلسہ تھا۔ مجھے ساتھ لے کر جلسہ میں شریک ہوئے مجمع کے وسط میں آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب نعت کا یہ مصرعہ پڑھا گیا۔

"مٹھا مدنی موہن تیڈے مکھڑے ڈٹھیں دل رجدی نہیں بک لا ہندی نہیں"

تو آپ پر وجد طاری ہوا۔ مجمع کے اوپر اڑتے ہوئے تڑپ کر کوئی بیس پچیس گز دور جا پڑے اور کافی دیر جذب و مستی کی کیفیت میں رہے راستے میں میں نے عرض کیا چچا جی یہ آپ کو کیا ہو جاتا ہے فرمانے لگے، جب تمہیں ان باتوں خبر ہوگی تو خود بخود سمجھ آ جائے گی۔ ایسی مجالس میں وجد و کیف کے بعد عموماً خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے تھے۔

"یہ نعت خوان لوگ خود تو ہٹے کٹے پھرتے ہیں مگر ہمیں مار ڈالتے ہیں"۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

راقم الحروف کے قبلہ والد مرحوم بیان فرماتے تھے کہ کئی مرتبہ آدھی رات سے پہلے آپ تھوڑی سی دیر آرام کے لئے گھر آتے کچھ دیر بعد اچانک چارپائی سے وجد کی حالت میں اچھلتے اور چھت کے قریب جا کر نیچے آ گرتے اور پھر شعر پڑھتے ہوئے باہر چلے جاتے اور نمازِ صبح کے قریب

Marfat.com

واپس آتے۔ ایک رات میرے پاس لیٹے ہوئے تھے کہ بڑے جذبے سے اسم ذات کی ضرب لگائی اور چارپائی سے نیچے جا گرے، خلاف معمول تہجد کے وقت سے پہلے واپس آئے اور میرے پاس آکر لیٹ گئے اور بڑی شفقت و محبت سے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر تھپکیاں دینے لگے۔ میں نے انہیں اسقدر مہربان دیکھ کر عرض کیا۔ ابّا جی یہ فرمائیں کہ آپ کو آج کیا ہو گیا تھا میں تو آپ کی اس حالت سے بہت پریشان ہوتا ہوں۔ فرمانے لگے بیٹا یہ تو پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے بتائیں کہ آج آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ بڑی شفقت سے فرمایا کسی کو مت بتانا۔ بات یہ تھی کہ خواب میں تمہارے جدِامجد حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے مجھے اپنے ساتھ لیا اور پرواز کرنے لگے۔ جب ہم چوتھے آسمان پر پہنچے تو مجھے ایک نورانی خیمہ نظر آتا ہے جس کے دروازے پر ایک ایسا خوبصورت شخص کھڑا ہے کہ چاند اور سورج بھی اس کے حسن و جمال کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس خیمہ کے انوار و تجلیات سے سارا جہان روشن نظر آتا ہے۔ حضرت فقیر میاں عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنی بغل میں لئے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں۔

"مرید احمد یہ خیمہ جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہے، آپ اسمیں جلوہ افروز ہیں اور اس کے دروازے پر خوبصورت نوجوان حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو دربانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔"

اس کے بعد خیمہ کے دروازے سے پردہ اٹھا تو میں جمالِ نبوت کی تاب نہ لا سکا اور یہ کیفیت ہوئی جو تم نے دیکھی۔

Marfat.com

کارسازِ ما بہ فکرِ کارِ ما

استاذ العلماء مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ سے آپ کو بڑی محبت تھی کئی مرتبہ انہیں علاقہ سرحد سے اپنے ساتھ بستی بخنادر لے آتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ تھا دریائے سندھ عبور کرنے کے لئے ہم پتن پر کشتی میں سوار ہونے کی غرض سے آرہے تھے۔ ابھی تقریباً ایک میل ہم دور تھے کہ کشتی روانہ ہوگئی میں نے عرض کیا کہ اب وہاں جانا تو بے فائدہ ہے۔ گھر واپس چلیں کل سویرے پھر آجائیں گے فرمانے لگے چلتے ہیں اللہ تعالیٰ کوئی سبب بنادے گا۔ کشتی کوئی ایک میل دریائی سفر طے کر چکی تھی ملاحوں کو یاد آیا کہ لنگر ڈالنے کے لئے لوہے کی بڑی موٹی زنجیر وہ پتن پر بھول آئے ہیں۔ انہوں نے کشتی کا رُخ پتن کی طرف موڑا، کافی دیر کے بعد وہ واپس آپہنچے اور ہم اسی کشتی میں سوار ہوکر دریائے سندھ کے پار آپہنچے۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

ملک محمد بخش سمرا مرحوم ساکن چاہ پپلی موضع جھرکل علاقہ کروڑ ضلع لیہ حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مخلص عقیدتمند تھے۔ آپ کے ساتھ بیعت اور عقیدت کا واقعہ وہ خود یوں بیان کیا کرتے تھے کہ ان کے والدین بہت مفلس تھے۔ غربت اور قرضہ سے تنگ آکر اس نے چوری شروع کردی ان کے کچھ رشتہ دار ملک اللہ داد سمرا مرحوم وغیرہ بستی بخنادر سے شمال مغرب میں چند میلوں کے فاصلے

Marfat.com

پر رہتے تھے ملک محمد بخش مرحوم اپنے رشتہ داروں کے ہاں آئے تو فقیر صاحب وہاں تشریف فرما تھے۔ فقیر صاحب کو دیکھتے ہی انہیں بیعت کا شوق ہو گیا۔ دعا کے لئے عرض کیا اور بیعت کی آرزو ظاہر کی۔ آپ نے دعا فرما دی مگر بیعت کرنے سے معذرت کی۔ ملک محمد بخش مرحوم تقریباً چھ ماہ تک مسلسل بیعت کے لئے عرض کرتے رہے اور اپنی حالت بھی بتاتے رہے کہ مجبوری کی وجہ سے وہ چوری بھی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلا کر فرمایا۔ محمد بخش تمہیں بیعت کرتا ہوں نماز کی پابندی کرنا اگر ایک سال کے عرصے میں تم سے نماز قضا نہ ہو، چوری کی عادت چھوٹ جائے اور غربت ختم ہو جائے تو بہتر ورنہ کوئی اور دروازہ تلاش کر لیں۔ ملک محمد بخش مرحوم بیان کرتے تھے کہ پھر مجھ سے نماز آخری دم تک قضا نہ ہوئی۔ کبھی میں سویا ہوا ہوتا تو فقیر صاحب خواب ہی میں آواز دیتے اور میں بیدار ہو جاتا، ایک سال کے عرصے میں ہماری مالی حالت اچانک بہتر ہو گئی، چوری سے سخت نفرت ہو گئی اور نماز سے قلبی لگاؤ ہو گیا۔ سال کے بعد حضرت فقیر صاحب اچانک چاہ پہلی تشریف لائے۔ میری والدہ نے ہانڈی چڑھائی ہوئی تھی اور شلغم پانی میں اُبل رہے تھے ہم نے دعوت کا انتظام کرنا چاہا تو سختی سے روک دیا دہی کچے شلغم ایک کٹورے میں ڈلوا دیئے ان میں مزید تازہ پانی ڈال کر تھوڑے سے چکھے اور کٹورا مجھے دے دیا کہ اسے پی جاؤ میں نے حکم کی تعمیل کی مگر خیال آیا کہ کہیں بیمار نہ ہو جاؤں۔ فرمانے لگے اب تمہیں زندگی بھر پیٹ کی تکلیف نہ ہو گی۔

بالکل اسی طرح ہوا کہ مجھے پوری زندگی کبھی پیٹ کے درد وغیرہ

Marfat.com

کی تکلیف نہ ہوئی۔ فقیر صاحب گھر واپس ہونے لگے تو میں نے ایک بکرا نذرانے کے طور پر پیش کیا اور اسے پہنچانے کے لئے آپ کے پیچھے چل پڑا بکرا اتنا شریر تھا کہ میں دونوں ہاتھوں کے ساتھ مضبوطی سے اسے پکڑے ہوئے تھا اور بڑی مشکل سے وہ قابو آرہا تھا۔ کچھ دُور جا کر آپ نے فرمایا تم ٹھہر جاؤ۔ میں نے عرض کیا قبلہ یہ بکرا کس طرح وہاں پہنچے گا اس کی حالت تو آپ دیکھ رہے ہیں۔ فرمانے لگے اسے چھوڑ دو اور تم واپس چلے جاؤ۔ ادھر آپ کا حکم تھا اور ادھر بکرے کی یہ حالت میں ذرا سوچنے لگا تو دوبارہ فرمایا فکر نہ کرو چھوڑ دو۔ میں نے بکرے کو چھوڑ دیا اور وہ سرنگوں ہو کر آرام سے فقیر صاحب کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ میں کافی دور تک دیکھتا رہا کہ کہیں اِدھر اُدھر بھاگ نہ جائے مگر مجھے حیرت ہوئی کہ وہ بکرا فقیر صاحب کے پیچھے آہستہ آہستہ چلتا گیا اور راستے سے نہ ہٹا۔ جب میری تسلّی ہوئی تو پھر میں گھر روانہ ہوا۔ ملک محمد بخش مرحوم کو آپ سے جو اعتقاد تھا اس کی مثال کم ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ بیان کرتے تھے کہ میرے دو لڑکے ریلوے میں ملازمت کی خاطر انٹرویو کے لئے گئے ہوتے تھے مجھے بڑی فکر تھی رات کو فقیر صاحب قبلہ کی فاتحہ دلوائی اور دعا کے لئے فریاد کی۔ تہجّد کے قریب خواب میں فرمایا محمد بخش فکر نہ کرو ہم نے تمہارے لڑکوں کو پاس کرا دیا ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں نے رات کو کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے کنواں چلایا۔ آدھی رات کے بعد نیند غالب ہوئی، کہیں سے پانی کی نالی ٹوٹ گئی تو فقیر صاحب نے خواب میں آواز دی محمد بخش پانی کی نالی ٹوٹی ہوئی ہے۔ میں بیدار ہوا تو واقعی نالی ٹوٹی ہوئی ہوتی۔ ملک محمد بخش سمرا آخری دم تک صوم وصلوٰۃ

Marfat.com

کے پابند رہے، رزقِ حلال کے حصول کی ہمیشہ کوشش کرتے اور اپنے سارے معاملات میں دیانتداری کا خیال رکھتے ان کے لڑکوں میں ملک غلام حسین اور اس کے لڑکے محمد حسین اور محمد نواز اب تک ہمارے ساتھ محبت و عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں۔ ملک محمد بخش مرحوم کے ایک اور قریبی عزیز ملک غلام عباس بھی اب تک ہمارے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔

حسنِ خاتمہ کا عجیب منظر

یوں تو ہمارے خاندان کے سارے بزرگ آخری وقت ذکرِ الٰہی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوئے۔ مگر حضرت فقیر مریدا احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت عجیب و غریب منظر تھا۔ خاندان کے سارے بزرگ تشریف فرما تھے اور آپ ذکرِ جہر میں مصروف تھے اتنی بلند اور پُر درد آواز سے ذکر فرما رہے تھے کہ سننے والے حیران تھے کہ اتنی کمزوری اور نقاہت میں اس قدر جذبات کی شدت کہاں سے آگئی۔ حضرت مولوی محمد موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں نے فرمایا آپ تھک گئے ہونگے اگر فرمائیں تو آپ کو قرآن مجید سنائیں۔ فرمانے لگے میرا رگ و ریشہ اور ایک ایک رونگٹا قرآن پڑھ رہا ہے ہاں اگر پڑھیں تو آپ کو ثواب ہو گا۔

دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار جامیؔ را

پھر آتشِ شوق مزید بھڑک اٹھی، عشقِ رسولؐ کے جذبات نے شدّت

Marfat.com

اختیار کی اور فرمانے لگے۔ دیکھو دیکھو روضۂ رسولؐ کو دیکھو مدینہ پاک کو دیکھو۔ یہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ حضرات نے دیکھا ہے یا نہیں سب لوگوں نے کہا بیشک دیکھ لیا ہے۔ پھر فرمانے لگے مکہ معظمہ کو دیکھو یہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھر وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دینے کے بعد جنازہ سے پہلے نعتِ رسولؐ سُنانا۔ جنازے کے ساتھ ساتھ نعت خوان نعتیں پڑھتے جائیں۔ اور دفن کرنے کے بعد یہ نعت سُنائی جائے۔ ع

ایں جگ تے پھیرے اوں جگ تے نت تیڈا رہے سودائی کجھ تیڈی حقیقت

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حوالے

ہمارے والد محترم فقیر غلام رسول مرحوم آپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ جو اُن دنوں بیمار اور کمزور تھے آپ پر جس وقت ذکرِ جہر اور عشقِ رسولؐ کی کیفیت طاری تھی اور وصیتیں فرما رہے تھے تو والد مرحوم دروازے کے ساتھ آسرا لے کر غم والم کی تصویر بن کر کھڑے تھے۔ حضرت فقیر صاحب نے اشارہ فرما کر بلایا تو وہ آپ کے سینے پر گر کر رونے لگے۔ شفقتِ پدری جوش میں آئی تو بڑے جذبے کے ساتھ بلند آواز سے انہیں یوں فرمایا۔

"بے نیاز کی درگاہ بہت ہی نازک ہے اگر میں پہنچ گیا تو سب سے پہلے تمہاری صحت کا سوال کروں گا۔ روزی کی فکر بالکل نہ کرنا تمہاری روزی حضرت محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کے دروازے سے آئے گی۔"

Marfat.com

پھر ذکرِ جہر اور جذب و مستی کی کیفیات میں محو ہو گئے اور اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وصال فرمایا۔ آپ کے وصال کی تاریخ ۱۳ صفر ۱۳۷۱ھ ہے آپ کا مزار اپنے والد ماجد حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے متصل ہے۔ آپ کے مزار پر مثنوی شریف کا یہ شعر لکھا ہوا ہے۔ ؎

عاشقاں را شد مدرّس حُسنِ دوست
دفتر و درس و سبق شاں روئے اوست

فقیر حاجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

فقیر حاجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند اور راقم الحروف کے والد ماجد تھے۔ آپ کو خاندان کے بہت سے جلیل القدر بزرگوں کی خدمت اور صحبت کا شرف حاصل تھا جن میں آپ کے جدّ امجد حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فقیر حاجی مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

پیدائش اور تعلیم و تربیت

فقیر حاجی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ پیدائش تقریباً ۱۹۱۵ء ہے آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے جدِّ امجد حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد گرامی حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ کے جدِّ امجد کو آپ سے بڑی محبت تھی چنانچہ وہ آپ کا بہت خیال

فرماتے۔ عموماً آپ کو مولوی غلام رسول کے نام سے پکارتے آپ کے جدّامجد کا فیضِ نظر تھا کہ آپ باقاعدگی سے دینی و دنیوی تعلیم حاصل نہ کرسکنے کے باوجود اچھی خاصی معلومات رکھتے۔ مدلّل اور معقول علمی گفتگو کرتے۔ مذہبی موضوعات پر بصیرت افروز کلام کرتے اور لکھنے پڑھنے کا اچھا بھلا تجربہ رکھتے۔ ۱۹۳۲ء میں والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کے چچا بزرگوار حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ سفر و حضر میں آپ کو ساتھ رکھتے اور ہر لحاظ سے آپ کا خیال فرماتے ان کے فیضِ صحبت نے آپ کو بہت کچھ عطا کیا اور اخلاق و آداب اوصافِ حسنہ اور معاشرتی خوبیوں سے مالا مال کر دیا۔

معاشرتی صلاحیّت اور معاملہ شناسی

فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی معاشرتی صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ بڑے دانشمند، معاملہ شناس اور باحوصلہ انسان تھے۔ ان کی رائے بڑی مستحکم اور پختہ تھی۔ مردم شناسی، دُور اندیشی، مستقل مزاجی، بُردباری اور خوش اخلاقی ان کے خاص اوصاف تھے۔ آپ کے چچا بزرگوار حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور خاندان کے جلیل القدر بزرگ حاجی مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ معاشرتی امور میں ان سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے کو پسند فرماتے، برادری، شہر اور علاقے کے عوام و خواص اختلافی معاملات میں ان کی طرف رجوع کرتے اور ان کے معاشرتی تجربے سے معاملات کو سلجھانے میں مدد لیتے۔ آپ کسی سرکاری عہدے پر فائز نہ تھے اور نہ ہی دنیوی اقتدار کے مالک تھے، مگر آپ کے غریب خانے

Marfat.com

پر باہمی مصالحت، خانگی امور میں مشورہ، کام کاج میں تعاون اور علاقائی سطح پر اربابِ اقتدار کے ہاں سفارش چاہنے والوں کی خاصی آمد و رفت رہتی، دردمند، مظلوم اور گردشِ دوراں کا شکار افراد آپ کے پاس آ کر سکون کا سانس لیتے اور خوش ہو کر دعائیں دیتے ہوئے واپس جاتے۔ قدرت نے آپ کو مصالحت کی وہ بھرپور صلاحیت بخشی تھی کہ تھوڑے ہی وقت میں مخالف فریقین کو آپس میں شیر و شکر کر دیتے اور ایسا مناسب فیصلہ کرتے جو فریقین کے لئے موجبِ اطمینان ہوتا۔ معاشرتی بصیرت اور معاملہ شناسی کی وجہ سے پورے علاقے میں آپ کی شہرت و مقبولیت تھی اور عوام و خواص آپ کی خوبیوں کے مدّاح تھے۔ ڈھانڈلہ خاندان کے مدّبر سیاستدان بھی اپنے اختلافی معاملات میں آپ کی طرف رجوع کر کے رہنمائی حاصل کرتے اور کئی اہم مسائل آپ کے مشورے سے طے کرتے۔

اسلامی نظریات و عقائد سے وابستگی

اسلامی نظریات و عقائد اور تہذیب و تمدّن سے آپ کا بڑا لگاؤ تھا۔ اسلامی موضوعات پر آپ کی گفتگو بڑی مؤثر اور معنی خیز ہوتی۔ آپ غیر اسلامی نظریات کے سخت مخالف تھے اور برملا ان کی تردید کرتے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جب سوشلزم کا پرچار زوروں پر تھا اور نظریاتی سیلاب نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا، ہمارا علاقہ بھی اس سے متاثر ہوا، علاقائی سیاست اس نظریے کا سہارا لینے لگی اور لاعلمی کی بنا پر عوام الناس اس نظریے کو پسند کرنے لگے۔ فقیر

Marfat.com

غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اس نازک موقعہ پر اپنے مشائخ کرام اور خاندان کے بزرگوں کی روایات پر عمل کرتے ہوئے اس غیر اسلامی نظریّے کی علی الاعلان سخت مخالفت کی، اس کی اشاعت کرنے والوں کو سختی سے جھنجوڑا، علاقائی سطح پر اس تحریک کی زبردست مزاحمت کی اور اپنے حلقۂ اثر کو اس کے مہلک اثرات اور نتائج سے بچانے کی پوری کوشش کی۔ حاجی غلام حسن خان ڈھانڈلہ مرحوم اور ضلع بھکرّ کے دوسرے سیاسی رہنما جب عارضی طور پر اس نظریّے کی علمبردار جماعت سے وابستہ ہوئے تو فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سخت تنبیہ کی اور ان کے طرزِ عمل پر اعلانیہ تنقید کی۔ انتخابات کے سلسلے میں یہ لوگ آپ کے پاس دعا اور تعاون کے لئے آئے تو سینکڑوں کے مجمع میں فقیر صاحب نے واشگاف الفاظ میں انہیں اس غیر اسلامی نظریّے کی حمایت پر ٹوکا۔ آخر انہوں نے اس نظریّے سے لاتعلقی کا یقین دلایا، مجبوراً وابستگی کی کچھ سیاسی وجوہات بیان کر کے معذرت کی اور دعائے خیر کے طالب ہوئے۔

مذہبی تحریک میں نمایاں خدمات

آپ نے بستی بختاور کی مذہبی تحریک میں جس کا تفصیلی تذکرہ بعد میں آئے گا جو نمایاں خدمات سرانجام دیں وہ آپ کی زندگی کا سنہری باب ہیں۔ اپنے اکابر بزرگوں کی اس تحریک کے تسلسل اور جوش و خروش کو برقرار اور تازہ دم رکھنے میں آپ نے بڑا جرأتمندانہ کردار ادا کیا۔ آپ کی مساعئی جمیلہ نے اہل السنّت والجماعت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھنے اور مذہبی احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی اور

Marfat.com

ان کے اثرات ونتائج نے علاقائی سطح پرستی بخشاور کو مضبوط مذہبی مرکز بنا دیا۔ فقیر خاندان اور علاقے کے عوام الناس کا بھرپور تعاون آپ کو حاصل رہا اور آپ نے کسی موقعہ پر اہل السنّت والجماعت کے موقف کو کمزور نہ ہونے دیا۔ آپ نے صحت کی کمزوری اور پیرانہ سالی کے باوجود لوگوں کے اعتماد کو برقرار رکھا اور آخری دم تک مذہبی تحریک کو رواں دواں رکھنے میں پوری کوشش کی۔ ۱۹۱۸ء سے لیکر ۱۹۸۴ء تک اس مذہبی تحریک کے اسباب، واقعات، نتائج، مراحل اور نشیب و فراز پر آپ کو بصیرت افروز عبور حاصل تھا۔ جب آپ مذہبی تحریک کے موضوع پر گفتگو کرتے تو سامعین آپ کی یادداشت اور قوتِ حافظہ پر حیران ہو جاتے اور آپ کے باوقار اندازِ بیان سے محظوظ ہوتے۔ مذہبی تحریک کے تسلسل اور احساس کو برقرار رکھنے کے لئے آپ نے کئی مرتبہ عظیم الشان جلسوں کا انتظام کیا جن میں ملک کے نامور علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی اور اہل السنّت والجماعت کو مسلک کی ترویج و اشاعت کا سنہری موقعہ ملا

علاقائی سیاست میں مضبُوط کردار

فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سیاسی تدبّر اور بصیرت کے لحاظ سے پورے علاقے میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ مذہب اور تہذیب و تمدّن پر سیاست کے اثرات اور نتائج کا گہرا جائزہ لیتے اور کسی قیمت پر سیاسی قوّت کو نظریات و عقائد پر اثرانداز نہ ہونے دیتے۔ آپ کے سیاسی نقطۂ نظر اور لائحہ عمل کا ایک وسیع حلقۂ اثر تھا جو بزرگوں کے عقیدتمندوں اور آپ کے ذاتی متعلّقین پر مشتمل تھا۔ ضلعی سطح کے

Marfat.com

سیاستدان اپنی سیاسی مہم کا آغاز کرتے تو آپ سے ملاقات کرتے اور دعائے خیر و تعاون کے طلب گار ہوتے۔ آپ بڑے وسیع الظرف اور رواداد تھے۔ سیاسی امور میں ایک مضبوط مؤقف پر قائم رہتے ہوئے مخالفین سے قطع تعلقی اور تنگ نظری کو پسند نہیں کرتے تھے۔

سیاسی رہنما انتخابات کے سلسلے میں جب آپ کے ہاں آتے تو آپ انہیں عوام النّاس کی مشکلات اور مسائل کا احساس دلاتے اور اس بات کی تاکید کرتے کہ انتخابی مہم کے بعد بھی وہ علاقے سے رابطہ رکھا کریں اور ضرورت کے وقت لوگوں کے کام آئیں۔

متفرّق حالات و خصوصیات

فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت قبلہ بابوجی سیدنا غلام محی الدین شاہ گیلانی پیر صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۷۴ء میں اپنے مشائخ عظام کے زیر سایہ حجّ بیتُ اللہ اور زیارتِ مدینہ عالیہ سے مشرّف ہوئے۔ آپ نے اپنے چچا بزرگوار حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فنِ طب سیکھا اور کافی عرصہ عملی طور پر طب و حکمت سے منسلک رہے۔ آپ کو نبض شناسی کا بڑا تجربہ تھا۔ اور امراض کے اسباب و علامات کی بڑی پہچان تھی۔ آپ کی گفتگو میں بڑی تاثیر تھی اور آپ کا اندازِ تکلّم بہت دلپسند تھا۔ صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی مدظلّہ نے جو آپ سے بڑی شفقت فرماتے اور آپ کو حکیم صاحب فرمایا کرتے، ایک مرتبہ مجھے ارشاد فرمایا آپ بھی عالم ہیں اور آپ کے خاندان میں اور بھی عالم و فاضل ہیں مگر گفتگو کی تاثیر

Marfat.com

بیان کا سلیقہ اور کلام کی جاذبیت حکیم صاحب پر ختم تھی۔

آپ کا حلقۂ احباب اور سلسلۂ تعارف بڑا وسیع تھا۔ اگر آپ کے دوستوں اور عقیدت مندوں کا تفصیلی ذکر کیا جائے تو اس کے لئے ایک مستقل باب درکار ہے۔ آپ کے پاس کچھ دیر کے لئے بھی جسے بیٹھنے کا اتفاق ہوتا وہ آپ کی گفتگو اور اخلاق سے ضرور متاثر ہوتا۔ فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ راقم الحروف اور عزیز محمد نواز سلّمہ دونوں بھائی قرآن مجید حفظ کریں اور اسلامی علوم و فنون حاصل کریں۔ ساتھ ہی آپ جدید علوم کے حاصل کرنے کی بھی تاکید فرماتے۔ آپ نے ہماری تعلیم کی تکمیل کے لئے بڑی قربانی دی بڑھاپے میں خدمت کی ضرورت اور خانگی مجبوریوں کے باوجود آپ نے ہماری تعلیم کو مقدّم سمجھا۔ آپ مسلسل ہماری تعلیمی اور اخلاقی حالت کا جائزہ لیتے اور اس بارے میں معمولی فرو گزاشت کو بھی برداشت نہ فرماتے۔ حصولِ علم کی خاطر ہمارا طویل سفر آپ کے لئے ناگوار تھا۔ مگر آپ ہمارے فائدے کے لئے صبر و تحمل سے کام لیتے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے مطمئن ہو جاتے۔ ہمیں آپ کے وہ صبر آزما لمحات کبھی نہیں بھول سکتے جن میں آپ ہمیں دور دراز سفر کے لئے گھر سے روانہ کرتے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ پھر بڑے جذبے سے دعائے خیر فرماتے اور ہمیں تسلّی دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی تمنّا پوری فرمائی اور آپ کے حینِ حیات ہم دونو بھائی علوم اسلامیہ سے فارغ التحصیل ہوئے قرآن مجید حفظ کر لیا اور جدید علوم بھی حاصل کئے۔ آپ کو ہماری تعلیمی کامیابیوں پر قلبی مسرّت ہوتی اور خدا کا شکر بجالاتے۔

Marfat.com

علالت کے ایّام اور انتقال

فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی صحت ہمیشہ اچھی رہی۔ وفات سے چھ ماہ قبل آپ بیمار ہوئے تو طبیعت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔ دوا و علاج سے کچھ افاقہ ہوتا مگر تندرستی نہ ہو سکی۔ ملتان میں راقم الحروف کے پاس علاج کے لئے تقریباً ایک مہینہ قیام کیا۔ نشتر ہسپتال کے ماہر ڈاکٹروں نے آپ کا علاج کیا اور آپ کی صحت کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی مگر بے سُود۔

علالت کے دوران راقم الحروف اور عزیز محمد نواز سلّمہ کے ساتھ آپ کے عزیز ڈاکٹر حافظ غلام محمد فقیر، ان کے علاوہ ملک محمد نواز چوہان، شیخ اللہ داد اور مولانا احمد دین نظامی نے رات دن خدمت اور تعاون کیا۔

وفات سے دس دن قبل آپ کو ملتان سے گھر لے جایا گیا۔ ان دنوں آپ کی طبیعت پر ذوقِ محبّت کا غلبہ رہتا اور اکثر اوقات رقّت طاری ہو جاتی۔ ذکرِ الٰہی کے ساتھ ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم، حضور غوث پاک قدّس سرّہٗ، حضور قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ حضور قبلہ بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے بزرگوں کو بار بار یاد کرتے، استغاثہ کرتے اور نام لے کر پکارتے۔ راقم الحروف اور عزیز محمد نواز کو نصیحتیں فرماتے، دعائیں دیتے اور تسلّی دیتے۔ وفات سے ایک دن پہلے فرمانے لگے۔ یہ دیکھو دادا جی فقیر غلام اسحاق، والد صاحب فقیر مرید احمد اور چچا جی حافظ غلام محمد موجود ہیں۔ کچھ دیر بعد فرمانے لگے کافی دیر ہو گئی ہے قبلہ شاہ عبدالحق صاحب گولڑوی مدظلّہٗ کھڑے ہوئے ہیں

Marfat.com

خیال کرو وہ تھک نہ جائیں انہیں ذرا بٹھا دو۔

ایک بار میں نے پوچھا آبا جی یہ بزرگ کہاں کھڑے ہیں اور کیا آپ کو نظر آتے ہیں۔ فرمانے لگے یہ سامنے کھڑے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں۔

۲۱ جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۴ فروری ۱۹۸۴ء جمعہ کے دن صبح سے آپ کے سفرِ آخرت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ دن کے دس بجے بلند آواز سے اسمِ ذات اللہ کا وِرد فرمانے لگے۔ سوا گیارہ بجے بڑی دھیمی آواز سے تین مرتبہ اللہ اللہ اللہ کہتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوئے۔ دوسرے دن گیارہ بجے آپ کی نمازِ جنازہ استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ نے پڑھائی جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

آپ کو اپنے والد گرامی حضرت فقیر مرید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کی لوحِ مزار پر صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی مدظلہ کی ایک غزل کا یہ شعر لکھا ہوا ہے۔ ؎

وہ گئے جن کے دم سے تھی رونق
اور رہنے کو ہم رہ گئے ہیں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند عطا فرمائے راقم الحروف فقیر ممتاز احمد عفی عنہ اور فقیر حافظ محمد نواز سلمہ۔

Marfat.com

فقیر ممتاز احمد چشتی عفی عنہ

راقم الحروف فقیر ممتاز احمد چشتی عفی عنہ کی تاریخ پیدائش ۲۴ نومبر ۱۹۴۴ء ہے۔ والد ماجد فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ ابتدائی تعلیم و تربیت بستی بخت آور میں ہوئی۔ استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ سے ناظرہ قرآن شریف پڑھا اور پرائمری سکول ڈھانڈلہ سے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔ کچھ عرصہ مڈل سکول بہل میں تعلیم حاصل کی پھر استاذ العلماء کے پپلاں ضلع میانوالی قیام کے دوران ہائی سکول پپلاں سے ۱۹۵۸ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۶۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پپلاں ہائی سکول میں حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نویں اور دسویں جماعت میں راقم الحروف کے کلاس فیلو رہے۔ پپلاں قیام کے دوران بندہ نے استاذ العلماء سے فقہی رسائل اور نظمِ فارسی کے اسباق بھی جاری رکھے۔

حصولِ علم کیلئے دربار گولڑہ شریف پر حاضری

راقم الحروف ۱۹۵۷ء میں پہلی مرتبہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عرس پر حضور قبلہ بابوجی سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت سے مشرف ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں حصولِ علم کی خاطر وہاں حاضری دی۔ استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ دو سال پہلے دربار شریف پر قیام پذیر ہو چکے تھے۔ عزیز محمد نواز سلمہ ان دنوں وہاں قرآن مجید حفظ کر رہے تھے۔

Marfat.com

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

راقم الحروف حاضر ہوا تو استاذ العلماء نے فرمایا اچھا ہوا تم آگئے صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر مدظلہ (جو ان دِنوں ابتدائی اسباق پڑھتے تھے) کے استاذِ گرامی حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ کوئی اچھا ذہین اور محنتی طالب علم آئے تو اسے ہمارے پاس بھیجیں تاکہ صاحبزادہ موصوف کے ساتھ اسباق میں شریک ہو۔ حضرت مولانا موصوف تمہارا انٹرویو لیں گے اور اگر مناسب خیال کریں گے تو تمہیں اسباق میں شریک کرلیں گے۔

اسباق میں شرکت اور استاذِ محترم کی شفقت

۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء سوموار آٹھ بجے صبح راقم الحروف حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی آرامگاہ پر حاضر ہوا تو استاذِ محترم حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ کچھ باتیں مجھ سے دریافت فرمائیں اور اسی دن اسباق میں شرکت کا حکم دیا۔ اُن دنوں گلستان، زلیخا، اخلاقِ محسنی، منیۃ المصلّی اور صرف بہائی کے اسباق شروع تھے۔ استاذِ محترم حضرت شیخ الجامعہ علاّمہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد شاگرد تھے۔

تعلیمی کیفیّت پر استاذِ محترم کا اظہارِ مسرّت

استاذِ محترم حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت فرض شناس، ذمّہ دار، پختہ مزاج اور باضابطہ صالح انسان تھے۔ فرائضِ منصبی کی

Marfat.com

ادائیگی میں اپنی مثال آپ تھے اور شاگردوں کے تعلیمی و اخلاقی محاسبے میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔ چند ہی دنوں میں راقم الحروف کی تعلیمی کیفیت سے مطمئن ہو گئے۔ اظہارِ مسرّت فرمانے لگے اور استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ کے سامنے مجھ ناچیز کے بارے تحسین کے کلمات فرمائے۔

شیخ طریقت سے اسباق کا افتتاح

جناب صاحبزادہ سیّد نصیر الدین نصیر مدظلہ کے توسّل سے راقم الحروف کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور قبلہ بابوجی سیّدنا غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہر نئی کتاب کے شروع کرانے کا موقعہ میسّر آتا اور آنجناب خصوصی دُعا فرماتے۔ یہ سعادت حصولِ علم کے شوق میں میرے لئے زبردست محرّک ثابت ہوئی اور میں پوری دلجمعی اور اطمینان سے ذوقِ تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہو گیا۔

گولڑہ شریف کے شب و روز اور تعلیمی مصروفیات

گولڑہ شریف میں راقم الحروف کو علمی استفادے کا سنہری موقعہ میسّر آیا حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر برآمدے میں شمالی جانب چٹائیوں پر بیٹھ کر صاحبزادہ موصوف مدظلہ اور بندہ اسباق پڑھتے آٹھ بجے صبح سے ساڑھے بارہ بجے تک درس اور اعادۂ اسباق کا سلسلہ جاری رہتا۔ پھر ظہر کے بعد عصر تک دربار شریف پر اسباق کا تکرار ہوتا اور استاذِ محترم حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تعلیم پوری

Marfat.com

نگرانی فرماتے جمعہ کے دن بھی پچھلے ٹائم پڑھائی ہوتی اور یوں سال بھر تعلیم سے بہت کم ہی فراغت ملتی۔ اسباق اور مطالعہ سے کچھ وقت بچ جاتا تو بندہ اسے قرآن مجید یاد کرنے میں صرف کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تعلیم کے تین سال مکمل ہونے سے پہلے بندہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔

سعادت اور نیک بختی کی نشانی

حضرت باوجی سیدنا غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ رہائش گاہ کی اوپر والی منزل سے نیچے تشریف لاتے تو استاذِ محترم اور ہم احتراماً کھڑے ہو جاتے۔ عموماً آنجناب کوئی نہ کوئی بات فرماتے یا اسباق کے متعلق پوچھتے۔ ۴ اگست ۱۹۶۴ء حسب معمول آنجناب تشریف لائے تو طبیعت مبارکہ پر بڑا انبساط اور سرور تھا۔ بڑے مشفقانہ باوقار انداز میں مجھ ناچیز سے ارشاد فرمایا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں سلام تم نے لکھے ہیں؟ عرض کیا جی ہاں فرمانے لگے ماشاء اللہ بہت اچھا ذوق شوق ہے اور تمہیں بہت محبت ہے۔ دو تین قدم چل کر ٹھہر گئے اور پھر مجھ بندۂ ناچیز کو مخاطب فرماتے ہوئے محبت بھرے جذباتی انداز میں فرمایا (یہ تمہاری سعادت اور نیک بختی کی نشانی ہے۔) آنجناب تشریف لے گئے تو استاذِ محترم فرمانے لگے۔ "لو بھئی تمہارا کام تو بن گیا ہے"۔

آنجناب کی اس شفقت و مہربانی کا پس منظر میرے وہ چند اشعار بنے جن میں حضرت عارف روم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہدیۂ سلام پیش کیا گیا تھا۔ جمعہ کے موقعہ پر تقریر سے پہلے وہ اشعار پڑھے جاتے تھے اور آنجناب گھر سے دربار شریف پر نماز جمعہ ادا کرنے تشریف

Marfat.com

لا رہے تھے۔ آپ نے اشعار پسند فرمائے۔ جمعہ کے بعد گیراج میں راولپنڈی کے نعت خوان غلام مصطفےٰ کو بلوا کر دوبارہ اشعار سماع فرمائے اور محبوب علی قوال کو بلوا کر اشعار نوٹ کر لینے کا حکم فرمایا۔ محترمی محبوب علی قوال کے بیان کے مطابق یہ اشعار قونیہ شریف میں عارفِ روم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں بھی پڑھے گئے۔ چند اشعار درجِ ذیل ہیں۔

السّلام اے مظہرِ نورِ خدا مولائے رُومؒ
السّلام اے بحرِ عشقِ مصطفےٰ مولائے رُومؒ
السّلام اے پیشوائے اولیا مولائے رُومؒ
السّلام اے عاشقوں کے رہنما مولائے رُومؒ
السّلام اے وہ کہ فوراً آ گئے امداد کو
جب کسی نے دردِ دل سے کہدیا مولائے رُومؒ
آپ ہی آئیں کہ اب تیرے مریضِ عشق کو
سب حکیموں نے کہا ہے لا دوا مولائے رُومؒ
تشنۂ دیدار ہوں شاہا کرم فرمایئے
ہے فقط ممتاز کی یہ التجا مولائے رُومؒ

گولڑہ شریف کا عرصۂ تعلیم اور آخری اسباق

راقم الحروف نے گولڑہ شریف میں تقریباً پانچ سال حصولِ علم میں گزارے قیام کا یہ طویل عرصہ صاحبزادہ سیّد نصیر الدین نصیر مدظلہ کے ہم سبق ہونے کا شرف حاصل رہا۔ آخری سال استاذ العلما حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ

Marfat.com

سے ہدایہ اخیرین، جلالین شریف اور قطبی کے اسباق پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کتابوں کے علاوہ مشکوٰۃ شریف، مختصر المعانی، حسامی اور مقاماتِ حریری کے اسباق بھی گولڑہ شریف میں مکمل کئے۔ ۱۹۶۵ء میں استاذِ محترم کے ایمایہ فاضل فارسی کا امتحان دیا اور راولپنڈی ڈویژن میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں داخلہ

اگست ۱۹۶۶ء میں بندہ نے استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ اور استاذِ محترم حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں داخلہ لینے کا ارادہ کیا۔ گولڑہ شریف کو خیرباد کہنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر بزرگوں کے اصرار اور تاکید کی بنا، پر مصلحت سمجھتے ہوئے حصولِ علم کی خاطر یہ اقدام کر ڈالا۔

۲۶ اگست ۱۹۶۶ء عزیز محمد نواز سلمہ کے ہمراہ بذریعہ تیز رَو گولڑہ شریف سے بہاولپور روانگی ہوئی۔ صاحبزادہ سیّد نصیر الدین نصیر مدظلہ جناب خواجہ معظّم الدین سیالوی مرحوم اور حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نے بڑی محبّت سے گولڑہ شریف اسٹیشن پہنچایا اور الوداع کہا۔ ایک بجے رات گاڑی بہاولپور پہنچی۔ ۲۷ اگست ۱۹۶۶ء اسلامی یونیورسٹی میں انٹرویو ہوا اور اسی دن درجۃ الشہادۃ العالمیۃ اجازہ رابع مماثل بی اے میں داخلہ ہو گیا۔

دامنِ دل میکشد سوئے کسے

اسلامی یونیورسٹی میں داخلہ کے بعد تعلیمی کام شروع ہوگیا مگر گولڑہ شریف کی روحانی بہاروں کی یادیں دل و دماغ کو مضطرب کرنے لگیں مشائخ کرام اور درگاہ شریف سے وابستگی نے شدید احساسِ فراق سے ہمکنار کیا اور اور ذوقِ محبّت کی عجیب کیفیت دیکھنے میں آئی۔ صاحبزادہ سیّد نصیر الدین نصیر مدظلہ نے کمالِ مہر و وفا کا ثبوت دیتے ہوئے روانگی سے قبل جو دستی مکتوب مجھے بھجوایا اس کا یہ اقتباس زخمِ جگر پر نمک پاشی کرنے لگا۔

(ہنوز سفینۂ بختم بغرقابِ فنامے رود واللہ تو مرا ترک مکن زیرا کہ یاریٔ من با تو و دوستیٔ شما با من محض برائے خداست نہ بہ تحتِ غرض) شیخ طریقت قبلہ بابوجی سیّدنا غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ معہ حضرت قبلہ لالہ جی غلام معین الدین مدظلہ و حضرت قبلہ شاہ عبدالحق مدظلہ و دیگر مخلصین کابل (افغانستان) تشریف لے جاچکے تھے۔ اگرچہ بندہ نے حضرات صاحبزادگان والاجاہ سے اجازت لے لی تھی مگر حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض نہ کر سکا تھا۔ دراصل استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ نے فرمایا تھا کہ ممکن ہے آنجناب کی طبیعت پر ملال آئے میں کسی مناسب موقعہ پر عرض کردوں گا تم بہاولپور چلے جاؤ۔

آنجناب قبلہ سفر سے واپس تشریف لائے تو استاذ العلماء مدظلہ نے تفصیلی حال عرض کیا تاہم آنجناب کئی مرتبہ میرے متعلق استاذِ محترم مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ نصیر الدین نصیر مدظلہ سے پوچھتے رہے عموماً فرماتے بھئی وہ تمہارا ساتھی کہاں چلا گیا ہے۔

Marfat.com

بندہ نے بہاولپور سے چند فارسی اشعار استاذ العلماء مدظلہ کے توسط سے حضور قبلہ باوجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کئے جنہیں آنجناب نے پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا ماشاء اللہ بڑا اچھا ذوق ہے۔ اشعار ملاحظہ ہوں۔

امروز ما ز بزم تو اے جان مے رویم
حیران مے رویم و پریشان مے رویم
از ما ز زادِ راہ و دگر حالتے مپرس
شوریدہ ایم و بے سروسامان مے رویم
پرسید وجہِ گریہ و زاری اگر کسے
گوئیم از درِ شہِ جیلان مے رویم
آنکس کہ قلب مضطرِ ما را شکار ساخت
یادش کنیم و خستۂ پیکان مے رویم
از عندلیب زار بیا مے بہ باغبان
تو شاد باش و باز گلستان مے رویم
در قلب ذوقِ عشق و زباں محوِ ذکرِ دوست
ممتاز شکر کن کہ بہ ایں شان مے رویم

بہاولپور میں کچھ دلجمعی ہوئی تو راقم الحروف نے حضرت قبلہ لالہ جی شہ غلام معین الدین مدظلہ و حضرت قبلہ شاہ عبدالحق مدظلہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ حضرت قبلہ لالہ جی مدظلہ نے میری دلجوئی اور حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے مشفقانہ مکتوب گرامی لکھا جس سے مجھے بے حد خوشی اور روحانی سکون حاصل ہوا۔

Marfat.com

نومبر ۱۹۶۶ئہ کے لکھے ہوئے مکتوب گرامی کا اقتباس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ بفضلہٖ تعالیٰ یہاں خیریت ہے اور تمہاری خیریت مطلوب ہے۔ تمہارا خط موصول ہو کر کاشف الحال ہونے کے علاوہ باعثِ مسرت ہوا۔ الحمد للہ کہ اپنے کام میں دلجمعی سے مشغول ہو اور تم مطمئن ہو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تم کو اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے اور حافظ و ناصر ہو۔ مکرمی مولوی فیض احمد صاحب خیریت سے ہیں۔

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ علم

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اسلامی یونیورسٹی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ ملاقات کے لئے بندہ حاضر خدمت ہوا تو دربار گولڑہ شریف کے حوالے سے بہت ہی مہربانی فرمائی نیز استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ کی وجہ سے بڑی شفقت فرمائی۔ اسلامی یونیورسٹی میں مسلسل دو سال راقم الحروف نے حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ بندہ نے آپ سے بخاری شریف مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف اور ابنِ ماجہ شریف صحاح ستہ کے اسباق پڑھے۔ پہلے دن بندہ نے ترمذی شریف کی عبارت پڑھی تو آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا۔ "الحمد للہ مولانا بس میں یہی بات دیکھنا چاہتا تھا"۔ پھر عموماً حدیث پاک کی عبارت بندہ پڑھا کرتا اور احادیث کی تشریح و تطبیق کے وقت آپ زیادہ تر بندہ کو مخاطب

Marfat.com

فرماتے۔ امتحانی پرچات کے سوالوں کے جواب میں بندہ من وعن آپ کی تفصیلی تقریر بلکہ بیشتر الفاظ و محاورات لکھ دیتا تو آپ کو بڑی خوشی ہوتی اور بندہ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے تحسین کے کلمات فرمایا کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ بی۔اے کے سالانہ پرچے دیکھ رہے تھے۔ میرا حل شدہ حدیث پاک کا پرچہ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور حضرت مولانا موصوف سے فرمانے لگے "بھئی ہم تو مولانا ممتاز احمد کو یونیورسٹی میں اوّل لائیں گے"۔ حضرت غزالئ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر اکثر و بیشتر حاضری ہوتی۔ آپ بڑی شفقت فرماتے اور کئی مرتبہ علمی مجالس میں تحقیقی موضوعات پر آپ کا محققّانہ تبصرہ سننے کا موقعہ ملتا۔ دورانِ تدریس علمی موضوعات پر سوالات کے دوران آپ کی طبیعت پر انبساط اور شگفتگی کی کیفیت نمایاں نظر آتی اور متانت آمیز خفیف تبسّم کے ساتھ فصیح و بلیغ انداز میں مشکل ترین بحثوں کو سلجھا دیتے۔ علوم و فنون کے بحرِ ذخّار ہونے کے ساتھ ساتھ حسنِ اخلاق، تواضع، سادگی اور جُود و سخا آپ کا طرّۂ امتیاز تھا۔

عُلوم و فنون کے انتہائی اسباق اور سالانہ امتحان

اسلامی یونیورسٹی میں بندہ نے صحاحِ ستّہ کے علاوہ بیضاوی شریف مسلّم الثبوت، حمد اللہ، شرح عقائد، شرح مواقف، متنبّی، شرح نخبۃ الفکر، الکامل للمبرّد اور ان کے ساتھ معاشیات، تاریخ اسلام اور بی۔اے کی انگلش کے اسباق پڑھے۔

الحمد للہ ۱۹۶۸ء میں بی۔اے اجازہ رابع الشہادۃ العالمیہ کے امتحان میں بندہ نے یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۶۹ء میں بندہ نے مدرسہ انوار العلوم ملتان سے دورۂ حدیث کی سند حاصل کی اور بعد میں تنظیم المدارس سے درجۂ اوّل خصوصی ممتاز مع الشرف میں سند الفراغ من العلوم الاسلامیہ (ایم۔اے) حاصل کی۔

ملتان کاشانۂ مہرِ رومی پر قیام

راقم الحروف ابھی بہاولپور میں زیرِ تعلیم تھا کہ حضرت استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ کا مکتوب موصول ہوا جس میں درج تھا کہ حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص عقیدتمند خواجہ محمد مسعود صاحب ملتانی کا تقاضا ہے کہ آپ امتحان سے فارغ ہو کر ان کے ہاں ملتان قیام کریں اور ان کے عزیزوں کو تعلیم دیں۔ یہ بھی تحریر فرمایا کہ حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی رضا اور خوشی بھی اسی امر میں ہے۔ یہ سلسلہ دراصل کچھ اس طرح ہوا کہ استاذ العلماء مدظلہ میرا عریضہ حضرت بابوجی قبلہ کی خدمت میں پڑھ کر سنا رہے تھے اتفاقاً خواجہ صاحب موصوف وہاں موجود تھے۔ یونیورسٹی اور تعلیم کے ذکر پر انہوں نے استاذ العلماءؒ مدظلہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے کوئی قریبی عزیز وہاں پر ہیں اگر ایسی بات ہے تو آپ انہیں ہمارے ہاں بھیجیں تاکہ ہمارے بچوں کو دینی تعلیم دیں۔ استاذ العلماء مدظلہ کے مکتوب کے جواب میں راقم الحروف نے خط لکھا کہ امتحان سے فارغ ہو کر بندہ گولڑہ شریف حاضر ہوگا اور حکم کی تعمیل کی جائیگی۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عرس شریف کے

Marfat.com

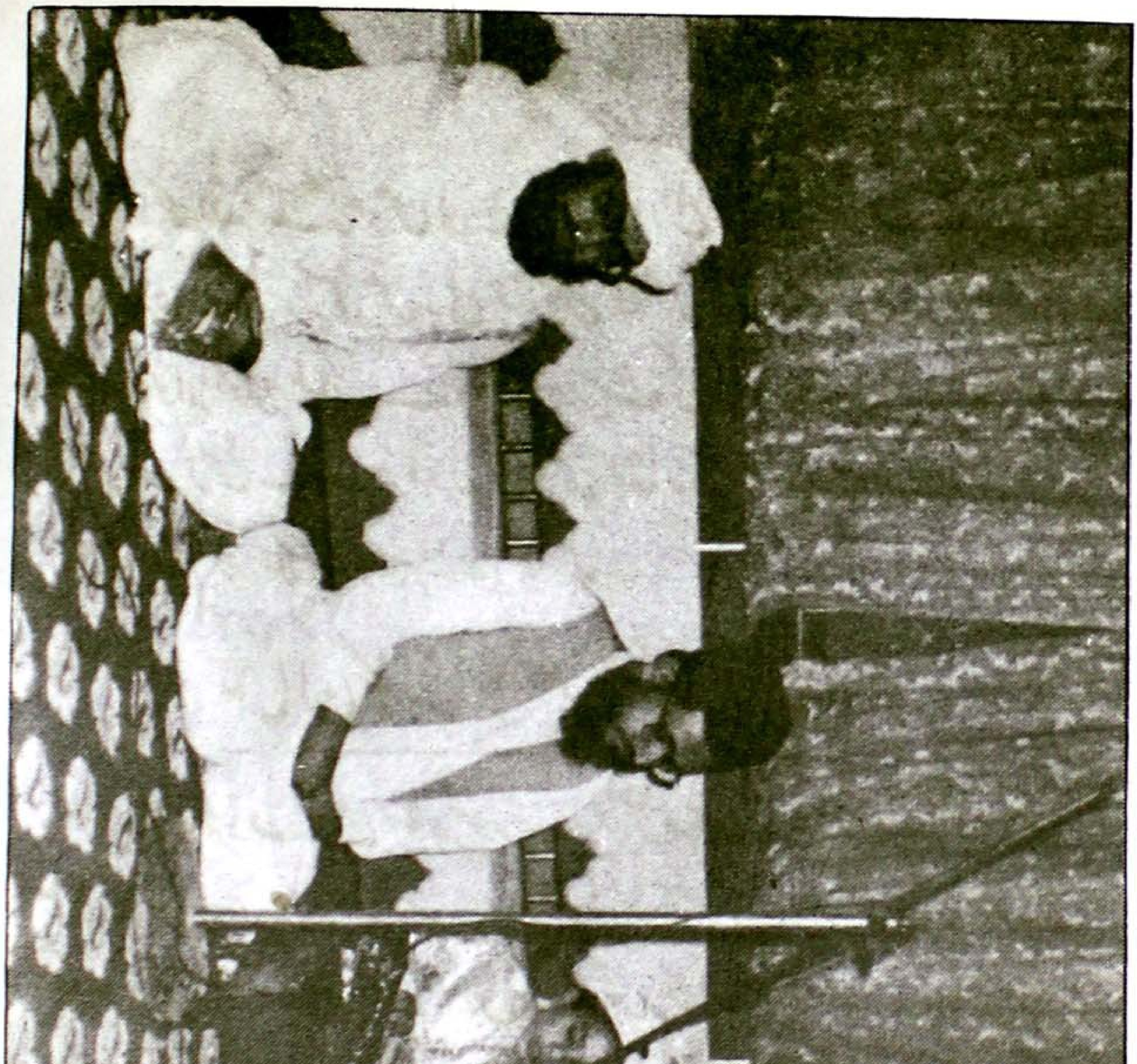

کاشانۂ مہرِ رومی ملتان پر خواجہ محمد اقبال سلمہ کے فرزند محمد مظفر سلمہ کے ختمِ قرآن
کی تقریب آمین میں دائیں جانب پیر صاحب گولڑہ شریف قبلہ لالہ جی شاہ غلام معین الدین
مدظلہ اور بائیں جانب استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ درمیان میں انوار العارفین کے مؤلف بھی نظر آ رہے ہیں
(۱۹۸۴ء)

Marfat.com

موقعہ پر بندہ گولڑہ شریف حاضر ہوا وہاں پر مکرمی خواجہ محمد مسعود صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں استاذ العلماء مدظلہ نے ملتان میں میرے قیام کا تذکرہ کیا تو آپ خوش ہوئے، دعا فرمائی اور اجازت فرمائی۔ مکرمی خواجہ محمد مسعود صاحب جو معروف صنعت کار اور چیمبر آف کامرس بہاولپور کے صدر ہیں خالص مذہبی ذہن رکھتے ہیں، اسلامی کتب کا خاصا مطالعہ رکھنے کے ساتھ ساتھ سلف صالحین کے مسلک سے محبت رکھتے ہیں اور حضرات مشائخ عظام سے قلبی عقیدت رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب موصوف کے تقاضے پر راقم الحروف ۱۷ر جولائی ۱۹۶۸ء اُن کی رہائش گاہ کاشانۂ مہرِ رومی ۵۔ آفیسرز کالونی ملتان پر قیام پذیر ہوا۔ مکرمی خواجہ محمد مسعود صاحب کے فرزند خواجہ محمد اقبال، خواجہ محمد الیاس اور خواجہ محمد یونس سلمہم اللہ مجھ سے فقہی رسائل، جدید عربی، صرف و نحو کی چند کتابوں کے ساتھ فارسی نظم کریما، پند نامہ، مثنوی شریف ترجمہ قرآن مجید، مشکوٰۃ شریف اور سکول و کالج کی اسلامیات اور عربی کی کتابیں پڑھ چکے ہیں۔ جبکہ عزیز محمد جلال الدین رومی سلمہ فقہی رسائل، کتاب الصرف اور کتاب النحو کے بعد ترجمہ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور خواجہ محمد اقبال سلمہ کے فرزند محمد منظفر اقبال سلمہ فقہ کے ابتدائی رسائل اور سکول کی اسلامیات وعربی پڑھ رہے ہیں۔

مدرسہ انوار العلوم ملتان میں تدریسی خدمات

راقم الحروف ملتان میں کاشانۂ مہرِ رومی پر قیام پذیر ہوا تو دوسرے سال یعنی ۱۹۶۹ء کے آخر میں استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ نے فرمایا

Marfat.com

کہ اگر کاشانہ مہر رومی پر تعلیم و تدریس میں زیادہ مصروفیت نہ ہو تو بہتر ہے کہ مدرسہ انوار العلوم میں کچھ اسباق پڑھائیں۔ اسی سال حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی بحیثیت صدر المدرسین مدرسہ انوار العلوم میں پڑھا رہے تھے۔ شوال ۱۳۸۹ھ میں سالانہ چھٹیوں کے بعد مدرسہ میں تعلیم کا آغاز ہوا تو حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نے مدرسہ کے نائب مہتمم مفتی سید مسعود علی قادری مرحوم سے میرے متعلق تذکرہ کیا۔ انہوں نے اسی وقت فون پر بہادل پور حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ سے بات کی تو آپ نے بلا توقف بحیثیت مدرس میرے تقرر کی منظوری دی اور اظہار مسرت فرمایا۔ چنانچہ بندہ نے اسی دن ۶ شوال ۱۳۸۹ھ مدرسہ میں حاضری دی اور تعلیمی ذمہ داری سنبھالی۔ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ سے بعد میں ملاقات ہوئی تو خوش ہو کر فرمانے لگے۔ "اچھا ہوا مولانا آپ لوگ مدرسہ انوار العلوم میں آگئے۔" مفتی سید مسعود علی قادری مرحوم حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی اور راقم الحروف کے بارے حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تحسین کے کلمات کہا کرتے اور ہمارے علمی، اخلاقی اور انتظامی تعاون کا اعتراف کرتے۔ راقم الحروف نے مدرسہ انوار العلوم میں موقوف علیہ تک کے اسباق پڑھائے ہیں۔ فقہ، اصول فقہ اور حدیث پاک سے طبعی لگاؤ زیادہ ہے۔ ہدایہ اولین واخیرین کنز الدقائق، شرح وقایہ، اصول الشاشی، نور الانوار، حسامی مشکوٰۃ شریف ترجمۃ القرآن، مرقاۃ، شرح تہذیب۔ ہدایۃ النحو، کافیہ اور جدید عربی کے اسباق عموماً زیر تدریس رہا کرتے ہیں۔

مدرسہ انوار العلوم میں تدریس کے بیس سالہ طویل عرصے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سینکڑوں کی تعداد میں طلباء نے علمی استفادہ کیا ہے۔

Marfat.com

جن میں سے بعض حضرات ملتان مدرسہ انوار العلوم، مدرسہ ہدایت القرآن مدرسہ خیر المعاد اور مدرسہ رحمت العلوم میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور بعض حضرات ملک کے دوسرے دینی مدارس، سکولوں، کالجوں اور غیر ملکی مذہبی اداروں میں پڑھا رہے ہیں۔ ائمہ مساجد، خطباء اور واعظین کی کثیر تعداد اس کے علاوہ ہے۔

جامع مسجد انوار العلوم میں خطابت

راقم الحروف نے مدرسہ انوار العلوم میں تدریس شروع کی تو کچھ عرصہ بعد حضرت غزالی زماں سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے از خود جامع مسجد انوار العلوم کی خطابت کی ذمہ داری بھی میرے حوالے فرمائی۔ راقم الحروف طبعی افتاد کے پیش نظر قبل ازیں خطابت کی پابندی سے آزاد رہا۔ مگر آپ کے فرمان پر یہ ذمہ داری قبول کی۔

شاہی عیدگاہ ملتان میں خطابت کی اضافی ذمہ داری

جامع مسجد انوار العلوم کی خطابت کے ساتھ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عدم موجودگی میں شاہی عیدگاہ ملتان میں خطابت کی اضافی ذمہ داری کا بھی راقم الحروف کو مکلّف ٹھہرایا۔ ہر مہینے عموماً ایک یا دو مرتبہ اور محرم و ربیع الاوّل میں دو یا تین مرتبہ، آپ کی طویل علالت میں تین ماہ مسلسل نیز کسی طویل سفر کے دوران کئی مرتبہ شاہی عیدگاہ میں جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ بندہ نے تقریباً پندرہ سال آپ کی عدم موجودگی میں شاہی عیدگاہ میں جمعہ کی خطابت کی کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ خطبہ سے قبل دوران تقریر

Marfat.com

آپ تشریف لائے کچھ دیر خطاب کیا تو میرے بارے تحسین کے کلمات ادا کئے اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ ایک مرتبہ میں غالباً محبّت واطاعتِ رسول علیہ السلام کے موضوع پر بول رہا تھا آپ کچھ دیر باہر سنتے رہے منبر پر تشریف لائے تو فرمایا۔" الحمد للہ مجھے مولانا کی تقریر سے بہت مسرّت ہوئی ہے۔ ہمارے مسلک کے ایسے صالح نوجوان اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔"

تحریکِ ختمِ نبوّت میں عظیم الشان اجتماع سے خطاب

۱۹۷۴ء میں قادیانیت کے خلاف تمام مکاتبِ فکر نے ملکی سطح پر اجتماعی تحریک چلائی تو ملتان شاہی عیدگاہ میں جمعہ کے دن کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلا کر فرمایا۔

" مولانا! بڑا عظیم الشان اجتماع ہوگا اور بڑا اہم موقعہ ہے مگر میں حاضر نہ ہوسکوں گا۔ آپ سے تاکید ہے کہ جمعہ بہر صورت آپ خود پڑھائیں۔ اپنے مسلک کے اکابر علماء بھی ہوں گے مگر میں آپ کو مکرّر تاکید کرتا ہوں کہ خطاب بھی کریں اور جمعہ خود پڑھائیں۔"

بریلوی، دیوبندی، غیر مقلدین تمام مکاتبِ فکر کے اکابر علماء اور عوام الناس کا اجتماع کم از کم پچاس ہزار افراد پر ضرور مشتمل ہوگا۔ راقم الحروف نے خطاب کیا اور تحریکِ ختمِ نبوّت میں سنّی علماء ومشائخ خصوصاً حضور قبلۂ عالم سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم الشان علمی کارناموں کی تفصیل بیان کی اور تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ آنجناب وہ واحد شخصیّت تھے کہ تمام اسلامی مکاتبِ فکر نے ۱۹۰۰ء میں لاہور

مرزا قادیانی سے مناظرے کے لئے آپ کو منتخب کیا۔ بندہ نے مزید کہا کہ آپ نے شمس الہدایت اور سیفِ چشتیائی جیسی معرکۃ الآراء تحقیقی کتابوں کے ذریعے قادیانیت کے ایوان میں تزلزل ڈال دیا اور مرزائیت پر ضربِ کاری لگا کر ختمِ نبوّت کے تحفظ کا جھنڈا بلند کیا۔ قادیانیت کی تردید کرنے والا ہر فردِ بشر علمی و تحقیقی میدان میں آنجناب کے خرمنِ علم کا خوشہ چین ہے اور آپ کے جرأتمندانہ اقدام کا ممنون ہے۔ میں جوشِ عقیدت میں نہیں کہہ رہا تاریخ سے پوچھو، اخبارات وجرائد کے ریکارڈ سے دریافت کرو، شہر لاہور کے درو دیوار سے پوچھو وہ بطلِ جلیل کون تھا جس نے مرزا قادیانی کے تحریری مناظرے کی شرط کو چیلنج کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہا تھا تم بھی سفید کاغذ اور قلم میز پر رکھ دو میں بھی سفید کاغذ اور قلم میز پر رکھ دیتا ہوں جس کی قلم خود بخود تحریر کرتی جائے وہی سچّا ہوگا۔

دنیا جانتی ہے کہ ہاشمی گیلانی خانوادے کے جلیل القدر عالمِ ربّانی سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان سن کر کذّاب مدّعیٔ نبوّت کو قادیان سے باہر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ہمارے اکابر اس تحریک کے بانی اور روحِ رواں ہیں اور اس تحریک میں بھرپور حصّہ لینا ہمارا موروثی فریضہ ہے۔

ارواحِ طیّبہ کی برکات و توجہات کا کیا کہنا، نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کی صداؤں سے فضا گونجنے لگی مجمع پر وجد وکیف طاری ہوا اور اپنے بیگانے سبھی سبحان اللہ کہنے لگے۔

راقم الحروف نے ایک گھنٹے سے زائد خطاب کیا۔ نماز پڑھائی اور یوں اہم کارروائی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

Marfat.com

حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کو حالات معلوم ہوئے تو بہت خوش ہوئے۔ فرطِ مسرت میں راقم الحروف کے بارے بہت تعریفی کلمات فرمائے اور بار بار الحمد للہ ثم الحمد للہ فرماتے رہے۔

غزالیٔ زماں کی علمی و تحقیقی مجالس میں حاضری

حضرت غزالیٔ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی علمی موضوع پر تحقیق و تدقیق اور حوالہ جات کی تلاش کے لئے حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی، حضرت مولانا عبد الحکیم اور اس ناچیز کو خاص طور پہ یاد فرماتے، مدرسے میں آٹھ دس گھنٹے کی طویل نشست ہوتی اور حضرت قبلہ کے تبحّر علمی سے استفادے کا موقعہ ملتا۔ قانونِ شفعہ کے بارے تحقیقی مسوّدہ، گستاخِ رسول ؐ کی سزا، مسئلہ قصاص و دیت، چرمہائے قربانی کی شرعی حیثیت اور کچھ دیگر موضوعات پر منعقدہ علمی مجالس کے نقوش ابھی تک لوحِ قلب و دماغ پر ثبت ہیں۔

ریڈیو پاکستان سے نشری تقریریں

ریڈیو پاکستان ملتان کے مذہبی پروگراموں میں ریڈیو انتظامیہ کے تقاضے پر راقم الحروف نے ۱۹۷۲ء سے حصّہ لینا شروع کیا۔ تفسیر القرآن درسِ حدیث، محفلِ میلاد اور دوسرے مذہبی پروگراموں میں طویل عرصہ سے برابر شرکت جاری ہے۔ تقریروں کے ساتھ فیچر پروگرام اور مذاکرات میں بھی شرکت ہوا کرتی ہے۔ اہم مذہبی عنوانات پر منعقدہ سیمینار میں بھی بندہ کو مدّعو کیا جاتا ہے۔ درسِ مثنوی کے عنوان سے

Marfat.com

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی معنوی کی تشریح کے پروگرام میں خاص طور پر راقم الحروف کو مدعو کیا جاتا رہا ہے۔ ایک مرتبہ تو سال بھر مسلسل ہر جمعہ کو یہ پروگرام راقم الحروف نے کیا ہے۔ مذہبی عنوانات پر تقریروں کے مسوّدہ جات سے اچھی بھلی ضخیم کتاب مرتّب کی جا سکتی ہے۔ درس مثنوی کا مسوّدہ بھی سلوک و تصوّف کی تعلیمات کا قابلِ دید مرقّع ہے۔ راقم الحروف کے بعض مسوّدہ جات ریڈیو پاکستان کے پندرہ روزہ (آہنگ) میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

شعر و سخن سے لگاؤ

راقم الحروف کو زمانۂ طالبِ علمی سے شعر و سخن کا ذوق رہا ہے۔ بلا تکلّف بطریقِ آمد یا بعض کیفیات کے پیشِ نظر بعض اوقات اشعار موزوں ہوتے رہے ہیں البتّہ شعر و سخن میں زیادہ انہماک اور مصروفیت نہیں رہی۔ تدریسی ذمہ داریوں کے بعد شعر و اشعار کا سلسلہ کافی حد تک محدود ہو گیا ہے تاہم شعر و سخن سے بیزاری نہیں۔ بندہ کی اردو، فارسی غزلیات کی تعداد چالیس پچاس کے قریب ہوگی۔ منقبت پر مشتمل اشعار بھی اچھے خاصے کہے گئے ہیں۔ بطور نمونہ حالات کے ضمن میں کچھ منظوم کلام درج کر دیا گیا ہے۔ مزید ایک اردو غزل پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں جو بہاولپور ۱۹۶۷ء میں حضرت بابوجی سیّدنا غلام محی الدین شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بذریعہ ٹرین رات کو گزرنے کے موقعہ پر لکھی گئی۔

محبّت غیرفانی ہو گئی ہے ۔۔۔ حقیقت جاودانی ہو گئی ہے

فقط اک مختصر سی بات بڑھ کر
بڑی لمبی کہانی ہوگئی ہے

وہ دیکھو ماہتاب حسن چمکا
یہ شب کتنی سہانی ہوگئی ہے

نہ پوچھو باعثِ دردِ محبت
کسی کی مہربانی ہوگئی ہے

زباں خاموش ہے، عرضِ تمنا
نگاہوں کی زبانی ہوگئی ہے

اسیر دل کے لئے زلفِ پریشاں
سکونِ زندگانی ہوگئی ہے

وہ تجھ سے خوش رہے ممتاز لیکن
تمہیں کچھ بدگمانی ہوگئی ہے

حکایت از قدآں یارِ دلنواز کنیم

ملتان میں کاشانۂ مہرِ رومی پر قیام سے جو نعمتِ عظمیٰ اور روحانی سعادت ناچیز کو حاصل ہوئی وہ خاتم العاشقین سلطان العارفین سیدنا غلام محی الدین شاہ بابوجی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارہا زیارت اور شفقت وعنایت ہے۔ حسنِ اتفاق اور حسنِ مقدر کہ آنجناب کا قیام کاشانۂ مہرِ رومی پر ہوتا اور آپ، ناچیز کے قیام کے بعد کثرت سے ملتان تشریف لائے۔ بندہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۸ء یہاں مقیم ہوا، اور آنجناب قبلہ ۲۲ جولائی کو تشریف لائے۔ حضرت قبلہ سید احمد العطاس المدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ آنجناب قبلہ مسجد کاشانہ مہرِ رومی میں نمازیں باجماعت ادا فرماتے صبح اذان کے فوراً بعد تشریف لاتے اور ایک گھنٹے سے زیادہ دیر مسجد میں تشریف رکھتے۔ صبح سویرے بالائی منزل پر آپ کے کمرے میں بندہ حاضر ہوا تو فرمایا میرے ساتھ پلنگ پر بیٹھ جاؤ اور مثنوی شریف سناؤ۔ بندہ نے تعمیلِ حکم کی اور اس شعر سے ابتدا کی۔

Marfat.com

سیّد و سرور محمدؐ نورِ جاں مہتر و بہتر شفیعِ مجرماں

آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا گلستاں، بوستاں، زلیخا اور مثنوی شریف کے اشعار کے لئے تیار رہا کرو شاید تمہیں کہیں سنانے پڑیں۔

از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

۱۶ ستمبر ۱۹۶۸ء حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے اور ۱۹ ستمبر جہانگیر آباد خانیوال تشریف لے گئے۔ طبیعت بے قرار تھی بندہ جمعہ کی صبح جہانگیر آباد حاضر ہوا آپ نے شفقت فرمائی۔ نمازِ عصر کے بعد آپ نے ڈاکٹر قریشی صاحب کے ہاں دانت دکھانے کے لئے ملتان آنا تھا فون پر معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب موجود نہیں فرمانے لگے اب کس لئے جائیں۔ پھر شفقت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "ہاں بھئی مولوی صاحب کو بھی پہنچانا ہے"۔ چنانچہ تیاری ہو گئی خواجہ مہر بخش ملتانی موٹر چلا رہے تھے پچھلی سیٹ پر بندہ کے ساتھ خواجہ خدا بخش صاحب ملتانی اور میاں عزیز الحق قریشی بیٹھے تھے۔ جہانگیر آباد سے روانہ ہو کر پختہ سڑک کے قریب پہنچنے پر آنجناب نے فرمایا۔ "مولوی صاحب محبت کی کوئی بات سنائیں"۔ میں نے دل میں کہا آپ خود ہی توجہ فرمائیں تو میں کچھ بولوں ورنہ میں کیا سنا سکتا ہوں۔ بندہ نے بوستان سعدیؒ کی یہ منظوم حکایت ترنّم سے شروع کر دی۔ ؎

شنیدم کہ وقتے گدا زادۂ نظر داشت با بادشا ہزادۂ

آپ خود اشعار کا ترجمہ فرماتے اور طبیعت مبارکہ پر بڑی فرحت کیفیت نظر آتی۔ حکایت ختم ہوئی تو فرمایا اور کچھ سناؤ۔ بندہ نے شیخ

Marfat.com

سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم حکایت کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

مجنوں کسے گفت کہ اے نیک پے چہ بودت کہ دیگر نیائی بحے

آپ نے موٹر آہستہ چلانے کا حکم فرمایا اور شعر کا ترجمہ فرما کر میاں عزیز الحق قریشی اور خواجہ خدا بخش ملتانی کو مطلب سمجھایا۔ ان دو شعروں پر آپ کو بہت رقّت ہوئی۔

چو بشنید بے چارہ بگریست زار
کہ اے خواجہ دستم ز دامن بدار
نہ دوری دلیل صبوری بود
کہ بسیار دوری ضروری بود

اس کے بعد بندہ نے زلیخائے جامیؒ کا یہ شعر پڑھا تو آنجناب نے فرمایا۔ سنو بھئی سنو کیسا شعر آیا ہے۔ ؎

بسوئے مصر یا نم مے کشند دل ز مصر از قاصدے ناید چہ حاصل

حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر جو کیف و سرور رہوا اس کا تو کیا اندازہ اس کے جو اثرات ناچیز پر ہوئے بیان میں نہیں آسکتے۔ آنجناب اشعار سن کر فرمانے لگے۔

"آج تمہیں کوئی چوٹ لگی ہوئی ہے۔ آج تم زخمی ہو۔ تم مجھے نہ بتاؤ لیکن آج تمہیں بھی آگ لگی ہوئی ہے"۔

جب چند بار آنجناب نے یہی الفاظ فرمائے اور وجہ دریافت فرمائی تو میں نے خاموش رہنا گستاخی سمجھا اور عرض کیا۔ "جناب جن لوگوں کو محبّت کی آگ لگی ہوئی ہے ان کے پاس بیٹھنے کا اثر ہے اور کوئی بات نہیں۔"

Marfat.com

شیخ طریقت کے فیضِ صحبت کے یہ لمحات میرے لئے سرمایہٗ حیات تھے اور میں جان و دل سے شکرِ خداوندی ادا کر رہا تھا مغرب کی نماز راستے میں پڑھی اور اڑھائی تین گھنٹے ملتان پہنچنے میں لگ گئے۔

سعدیؒ صاحب کیا فرماتے ہیں

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی مجنوں کے قصے والی منظوم حکایت آنجناب کو اس قدر پسند آئی کہ جب بھی آپ ملتان تشریف لاتے روزانہ مجھ سے سماع فرماتے۔ میں سامنے آتا تو فرماتے ہاں بھئی سعدی صاحب کیا فرماتے ہیں ایک مرتبہ صبح نماز کے بعد تین بار یہ حکایت سماع فرمائی اور اس شعر پر آپ اتنا روئے کہ وظائف پڑھنا بند کر دیئے۔

چو بشنید بیچارہ بگریست زار　　　که اے خواجہ دستم ز دامن بدار

بندہ گولڑہ شریف حاضر ہوتا تو پھر آپ یہی اشعار سنتے اور خاص متعلقین کو ان کا مفہوم سمجھاتے۔ شفقت فرماتے ہوئے راولپنڈی چاندلہ گیراج ساتھ لے جاتے تو وہاں بھی یہ اشعار سماع فرماتے اور حاضرینِ مجلس کو مفہوم سمجھاتے۔

دِلا در وفا باش ثابت قدم

حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کریما سعدیؒ کا بابِ وفا کئی مرتبہ بندہ سے سماع فرماتے اور دوسرے متعلقین کو سناتے۔ ایک مرتبہ فون پر ملتان کے بعض مخلصین کو حکم فرمایا کہ اسے کہو بابِ وفا سنائے اور چند خاص اہلِ ذوق جن کی تعیین آپ نے فرمائی شریک ہوں پھر اسے ریکارڈ کیا جائے

Marfat.com

اور فون پر وہ اشعار مجھے سنائے جائیں۔ خواجہ مقبول حسین ملتانی نے کیسٹ تیار کی اور فون پر آنجناب کو اشعار سنوائے۔ بندہ حاضر ہوا تو فرمانے لگے فون پر تمہارے اشعار سنے خوب لطف آیا۔

مثنوی شریف پڑھنے اور پڑھانے کی تاکید

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ بندۂ ناچیز سے مثنوی شریف عموماً سماع فرمایا کرتے تھے۔ بندہ کو مثنوی شریف کے بہت سے اقتباسات یاد تھے چنانچہ مختلف اوقات میں مختلف موضوعات پر مناسب اشعار پیش کئے جاتے۔ آپ بڑے اطمینان سے سُننے اور دعائیں دیتے۔ عموماً اشعار ختم ہونے پر فرمایا کرتے واہ بھئی واہ۔

۲۹ جون ۱۹۷۱ء مغرب کے بعد رومی کاٹن فیکٹری میں آنجناب کے حکم پر بندہ نے تقریر کی اور مثنوی شریف کے بہت سے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے۔ آپ نے بڑی توجہ سے تقریر سنی جب میں نے اُستنِ حنّانہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے تو آپ پر رقت طاری ہوگئی۔

اُستنِ حنّانہ از ہجرِ رسولؐ   نالہ ہامے زد چو اربابِ عقول

در فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں   چوں ننالم بے تو اے جانِ جہاں

تقریر کے بعد فرمایا ماشاء اللہ تم مثنوی شریف کے حافظ ہو اور آواز بھی بہت اچھی ہے۔ بندہ مثنوی شریف پڑھتا تو تھا مگر پڑھانے کی ہمت ادب کے پیشِ نظر نہ ہوتی۔ جب مکرمی خواجہ محمد مسعود صاحب نے اپنے عزیزوں کو مثنوی شریف پڑھانے کے بارے کہا، اسی طرح مدرسہ انوار العلوم میں بڑی جماعتوں کے بعض باذوق طالب علموں نے تقاضا

Marfat.com

کیا تو میں آمادہ ہوا مگر خیال کیا کہ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کروں گا پھر دیکھا جائے گا۔ گولڑہ شریف حاضری ہوئی آنجناب کے ساتھ چاولہ گیراج جانا ہوا مثنوی شریف کا تذکرہ ہوا تو میں نے عرض کیا بعض لوگ تقاضا کرتے ہیں مگر مثنوی شریف پڑھانے کی لیاقت نہیں اس پر آنجناب نے زوردار الفاظ میں فرمایا یہ خیال بالکل نہ کرو جس قدر ہو سکے مثنوی شریف خوب پڑھو اور پڑھاؤ۔ اس کے بعد بندہ نے کاشانۂ مہر رومی پر مثنوی شریف کا درس شروع کیا اور مسلسل ایک سال مدرسہ انوار العلوم میں بھی مثنوی شریف پڑھائی۔

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب گرامی

راقم الحروف براہ راست آنجناب قبلہ کی خدمت میں عریضہ لکھنے سے جھجک محسوس کرتا رہا۔ اگرچہ آپ شفقت فرماتے تھے تاہم مجھے اس بارے ہمیشہ توقف رہا کرتا۔ البتہ حضرت استاذ العلماء مولانا فیض احمد مدظلہ کے توسط سے یہ سلسلہ جاری رہتا۔

استاذِ محترم آپ کی خدمت میں حالات عرض کر دیتے اور آنجناب جو ارشاد فرماتے میری طرف لکھ بھیجتے۔ ایک مرتبہ راقم الحروف کو وہم سا ہوا کہ شاید آنجناب کی طبیعت مبارکہ پر قدرے ملال ہو' اگرچہ ایسا کوئی قرینہ نہ تھا مگر میں نے عریضہ لکھ ڈالا۔ یہ آنجناب قبلہ کے وصال سے چند ماہ پہلے کی بات ہے جب آپ کی طبیعت بہت کمزور اور علیل تھی پھر بھی آپ نے شفقت فرمائی اور جواب عنایت فرما کر میری عزت افزائی فرمائی۔

Marfat.com

اکتوبر ۱۹۷۳ء کے مکتوب گرامی کا اقتباس

ہمیشہ شاد و آباد رہو آمین!

اَلسَّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخلاص نامہ پہنچ کر کاشف ما فیہا ہوا تسلّی رکھیں اور اطمینان کریں، خوش ہوں کسی قسم کا بوجھ نہیں، خدا خوش رکھے۔ میرے ہاتھ کانپتے ہیں لکھ نہیں سکتا۔ یہ فقط آپ کی تسلّی کے لئے لکیریں ڈال رہا ہوں۔ خدا حافظ ہو۔ سب کو ما وجب۔

راقم وہی ایک بیکس مسافرِ چند روزہ

صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی مدظلہ کی عنایات

صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر مدظلہ راقم الحروف کے ساتھ زمانہ طالب علمی سے لیکر تاحال بہت شفقت و مہربانی فرماتے ہیں آپ استاد بھائی اور ہم درس ہونے کی نسبت کو ہمیشہ مدِ نظر رکھتے ہیں اور اس وجہ سے مسلسل لطف و کرم فرما کر بندہ کی عزّت افزائی فرماتے ہیں۔ آپ کے سینکڑوں محبّت بھرے نوازش نامے بندہ کے پاس محفوظ ہیں۔ صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر مدظلہ اپنی اردو غزلیات کے دیوان "پیمانِ شب" مطبوعہ ۱۹۸۳ء کے دیباچے میں راقم الحروف کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں "مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی جو ملک کی مشہور دینی درسگاہ انوار العلوم ملتان میں پندرہ سال سے منصب تدریس پر فائز ہیں، میرے استاد بھائی اور استاذیم علاّمہ فیض احمد صاحب کے داماد ہیں۔ موصوف فطری طور پر ذہین ہونے کے علاوہ حافظِ قرآنِ مجید ہیں اور علوم و فنون میں دستگاہ

کامل رکھتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ شعر بھی کہہ لیتے ہیں۔ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی اس لئے بھی مجھے یاد رہتے ہیں کہ ہم دونو مسلسل پانچ برس تک حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ تعلیم ہم سبق رہے ہیں۔"

آپ نے اپنی مشہور تصنیف "نام و نسب" مطبوعہ ۱۹۸۹ء کے دیباچے اور چند دوسرے مقامات پر بھی راقم الحروف کا محبت بھرے انداز میں تذکرہ کیا ہے۔

زیارتِ حرمین شریفین و مقاماتِ مقدسہ

بندۂ ناچیز نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۷۴ء میں حضور قبلہ لالہ جی شہ غلام معین الدین مدظلہ و حضور قبلہ شاہ عبدالحق مدظلہ کے زیرِ سایہ حجِ بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ منورہ کی سعادت حاصل کی والد ماجد مرحوم بھی اس مقدس سفر میں ساتھ تھے۔ دوسری مرتبہ نومبر ۱۹۷۸ء میں آپ حضرات کی معیت میں زیارتِ حرمین شریفین و کربلا معلّٰی و نجفِ اشرف و بغداد شریف کی سعادت حاصل ہوئی۔ فروری ۱۹۸۵ء میں آپ حضرات کے ساتھ عمرہ و زیارتِ مدینہ منورہ کی سعادت حاصل ہوئی محترمہ والدہ ماجدہ بھی اس سفر میں ساتھ تھیں۔ اسی طرح جنوری ۱۹۸۶ء فروری ۱۹۸۸ء اور مارچ ۱۹۸۹ء میں حضرات کے زیرِ سایہ اس مقدس سفر کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۸۹ء کے سفر میں بغداد شریف، کربلا معلّٰی اور نجف اشرف بھی حاضری ہوئی۔ آخری دو سفروں میں عزیز حافظ محمد نواز سلمہ بھی ساتھ تھے۔ خدا کرے آئندہ بھی اپنے مشائخ کرام کے زیرِ سایہ یہ سعادت نصیب ہوتی رہے۔ آمین۔

Marfat.com

راقم الحروف کی اولادِ نرینہ

راقم الحروف کو اللہ تعالیٰ نے دو عزیز عطا فرمائے ہیں عزیز امتیاز احمد سلّمہ جو ۱۹۶۷ء میں پیدا ہوئے۔ ہائی سکول میں نویں جماعت میں پڑھ رہے ہیں عزیز عبد الحق سلّمہ جو ۱۹۷۲ء میں پیدا ہوئے سکول میں پانچویں جماعت پڑھ رہے ہیں۔ دونو عزیز اپنے عمِّ مکرّم حافظ محمد نواز سلّمہ سے فارسی نظم اور فقہی رسائل بھی پڑھ رہے ہیں۔

فقیر حافظ محمد نواز سلّمہ ربّہ

فقیر حافظ محمد نواز، فقیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ وہ ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں داخلہ لیا، حفظِ قرآن کی تکمیل کی اور درسِ نظامی پڑھنے لگے کوئی چار سال تک گولڑہ شریف میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد راقم الحروف کے ساتھ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ یہاں پر انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور درسِ نظامی کی آخری کتابیں پڑھیں ۱۹۷۰ء میں انہوں نے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں داخلہ لیکر فنون کی انتہائی کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ انہوں نے قرأت و تجوید کی سند بھی حاصل کی اور تنظیم المدارس کا امتحان بھی پاس کیا۔ فقیر حافظ محمد نواز طالب علمی کے زمانے میں بڑے محنتی تھے، انہوں نے صرف و نحو پر بڑی محنت کی تھی۔ اس لئے ان کی تعلیمی استعداد بڑی مضبوط تھی۔ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے تجربہ کار مدرّسین ان کی

Marfat.com

ذہانت اور قابلیت کی تعریف کرتے تھے خاص طور پر شرح جامی کے بارے ان کی علمی کاوش کو بہت سراہتے۔ اسی طرح مدرسہ انوار العلوم ملتان کے اساتذہ کرام ان کے علمی ذوقِ طلب کی تعریف کرتے تھے۔

عزیز حافظ محمد نواز کی یہ بڑی سعادت ہے کہ حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہت محبت فرماتے تھے، انہیں کندھوں پر اٹھائے پھرتے اور دعائیں دیتے۔ اسی طرح ناناجی فقیر اللہ بخش مرحوم بھی ان سے بہت محبت فرماتے اور انہیں دُعائیں دیا کرتے۔

والدین کی خدمت اور گھریلو مجبوریوں کی بنا پر وہ تدریس نہ کر سکے۔ اگر وہ اس میدان میں قدم رکھتے تو ایک قابل مدرّس بنتے۔ انہیں حضور بابوجی قبلہ سیّد غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔ شیخِ طریقت کے ساتھ انہیں والہانہ محبّت ہے۔ گولڑہ شریف کی حاضری اور زیارت کو وہ نعمتِ عظمیٰ سمجھتے ہیں۔ حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ ان کے حال پر شفقت فرماتے تھے۔ قبلہ والد مرحوم کے بعد ان کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں جنہیں وہ بطریقِ احسن نبھا رہے ہیں۔ برادری، شہر اور علاقے کے لوگوں کے ساتھ کام کاج میں تعاون کرتے ہیں اور ہر مشکل موقعہ پر کام آتے ہیں مسلکِ اہل السنّت والجماعت کے تحفظ پر سختی سے کاربند ہیں اور اس ذمہ داری کے لئے تیار رہتے ہیں۔ حق کا ساتھ دیتے ہیں اور ناحق بات کی مخالفت کرتے ہیں۔ اپنے حسنِ اخلاق اور سماجی خدمات کی بنا پر لوگوں میں مقبول اور معتمد سمجھے جاتے ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں اپنے شیخ طریقت حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف مدظلّہ کی معیّت میں عمرہ

Marfat.com

اور زیارتِ مدینہ منورہ سے مشرف ہو چکے ہیں۔ ۱۹۸۹ء میں بھی حضرات مشائخ کرام کے زیرِ سایہ عمرہ و زیارتِ مدینہ منورہ و کربلا معلی، نجفِ اشرف اور بغداد شریف سے مشرف ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چار فرزند عطا فرمائے ہیں۔

احمد نواز سلمہ، حسن نواز سلمہ، غلام دستگیر سلمہ اور محمد اویس سلمہ، چھوٹے عزیز کے علاوہ باقی تینوں علی الترتیب سکول میں دسویں، ساتویں اور پانچویں جماعت پڑھ رہے ہیں۔ فقیر حافظ محمد نواز اپنے عزیزوں کو بڑی توجہ سے دینی تعلیم بھی دے رہے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید پڑھ لینے کے بعد اب وہ فقہی رسائل، کریما، پند نامہ، گلستاں اور بوستاں پڑھ رہے ہیں۔

فقیر حافظ محمد نواز کو زراعت سے بڑی دلچسپی ہے۔ باغبانی، شجر کاری اور سرسبز کھیتوں کو پسند کرتے ہیں اور زراعت و کاشت کاری کا اچھا خاصا تجربہ رکھتے ہیں۔ گوناگوں مصروفیات کے باوجود تفسیر و حدیث مثنوی شریف اور دیگر اسلامی کتب کا باقاعدہ مطالعہ رکھتے ہیں۔

حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے فرزند تھے۔ آپ کو بچپن ہی سے علمِ دین حاصل کرنے کا شوق تھا۔ گھر پر ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے بڑے بھائی حضرت فقیر حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بستی مائی روشن علاقہ پنجگرائیں ضلع بھکر میں حضرت پیر

Marfat.com

جندو ڈاشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور درس قرآن میں قرآن مجید حفظ کرتے رہے پھر کچھ عرصہ ٹھٹھی حمزہ علاقہ سناواں ضلع مظفر گڑھ میں حافظ عطاء محمد مرحوم کے درس میں مقیم رہے اور حفظ کی تکمیل کی۔

گھوٹہ مضافاتِ ملتان کے درس میں داخلہ

ملتان کے مضافات میں شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے گھوٹہ کی دینی درس گاہ بڑی شہرت رکھتی تھی۔ حضرت فقیر اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ نے علمی پیاس بجھانے کے لئے گھوٹہ کا رُخ کیا اور مروجہ علوم و فنون کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا۔

علاقہ سرحد میں دینی خدمات

حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علوم سے فارغ ہونے کے بعد کافی عرصہ گھر پر مقیم رہے پھر قصبہ رشید ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں عقیدت مندوں کے اصرار پر دینی تعلیم دینے کے لئے قیام پذیر ہُوئے۔ آپ طویل مدّت تک یہاں قرآن مجید پڑھاتے رہے۔ امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح میں مصروف رہے۔

آپ کی وفات

حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۸ء میں چند ساتھیوں

Marfat.com

کے ہمراہ مشک کے ذریعے دریائے سندھ عبور کرتے ہوئے علاقہ سرحد جا رہے تھے کہ اچانک مشک کے پھٹ جانے سے دریا کے گرداب میں پھنس گئے ہمراہیوں نے بڑی کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اطلاع ملنے پر دیہاتی علاقے سے کافی عقیدتمند دریا میں کود پڑے۔ مگر آپ کی نعش نہ مل سکی اور یوں دریائے سندھ میں ڈوب کر آپ نے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ آپ کی وفات پورے خاندان اور علاقے کے لئے زبردست صدمے کا باعث بنی۔

روایت ہے کہ کچھ عرصہ بعد خاندان کے بعض افراد کو آپ نے خواب میں فرمایا میرے متعلق فکر نہ کیا کرو میں چاچڑاں شریف میں قیام پذیر ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں آپ کی نعش کنارے لگی ہو اور آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

آپ کی اولادِ نرینہ

حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند ہیں جن میں سب سے بڑے فقیر عبدالرحیم ہیں دوسرے فرزند فقیر مولانا احمد حسن ہیں اور تیسرے فرزند فقیر حافظ بشیر احمد ہیں۔

فقیر عبدالرحیم صاحب

فقیر عبدالرحیم صاحب صوم وصلوٰۃ کے سختی سے پابند مذہبی ذہن رکھنے والے درویش ہیں۔ محلے کی مسجد جہاں ہمارے بزرگ نماز ادا کرتے تھے اسمیں پانچوں وقت اذان کی ذمہ داری بڑی احتیاط

Marfat.com

سے نبھاتے ہیں۔ طبیعت میں سادگی ہے، پرانی وضع قطع سے لگاؤ ہے۔ دورِ جدید کی آزادی و آوارگی کے سخت خلاف رہتے ہیں۔ اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

فقیر عبدالرحیم صاحب نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلانے میں بڑی کوشش کی اور کامیاب ہوئے اُن کے تین فرزندوں میں فقیر مولانا محمد اقبال چشتی نے مدرسہ انوارالعلوم ملتان میں دورۂ حدیث پڑھا، تنظیم المدارس کا امتحان پاس کیا اور ایف اے بھی کیا آج کل وہ جامع مسجد حنفیہ جی نائن ون اسلام آباد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ فقیر عبدالرحیم صاحب کے دوسرے فرزند فقیر حافظ محمد حسین نے مدرسہ رحمت العلوم ملتان اور مدرسہ انوارالعلوم ملتان میں درسِ نظامی کی تکمیل کی، جامعہ نعیمیہ کراچی میں دورۂ حدیث پڑھا اور تنظیم المدارس کا امتحان پاس کیا آج کل جامع مسجد فیڈرل لاج اسلام آباد میں خطیب ہیں۔

فقیر عبدالرحیم صاحب کے تیسرے فرزند فقیر حافظ نذیر احمد نے مدرسہ انوارالعلوم ملتان میں قرآن مجید حفظ کیا، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں درسِ نظامی کے اسباق پڑھے۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں مؤذن کے فرائض ادا کرتے رہے اور آجکل جامع مسجد الخضر F/6/2 اسلام آباد میں امامت کراتے ہیں۔

حضرت مولانا احمد حسن چشتی سلمہ

حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند حضرت

Marfat.com

مولانا احمد حسن چشتی ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ مرحومہ اور برادرِ بزرگ نے پرورش کی۔ حضرت مولانا احمد حسن نے ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر حاصل کی۔ مڈل سکول بہل سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور ہائی سکول بھکر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۸ء میں حضرت قبلہ بابوجی سیّد غلام محی الدین شاہ گیلانی پیر صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔

حصولِ علم کے شوق میں مولانا احمد حسن نے حیدر آباد سندھ کا طویل سفر اختیار کیا۔ وہاں مدرسہ احسن البرکات اور مدرسہ رُکن الاسلام میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے اور ۱۹۷۱ء میں دورۂ حدیث شریف کی سند حاصل کی۔

مولانا احمد حسن نے حیدر آباد قیام کے دوران جدید تعلیم میں بھی کافی دلچسپی لی۔ انہوں نے حیدر آباد سندھ میں علومِ شرقیہ کے امتحان مولوی عربی اور مولوی عالم عربی پاس کیئے۔ سندھ بورڈ میں بالترتیب پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ انہوں نے سندھ یونیورسٹی سے ایم۔اے اردو کا امتحان پاس کیا۔

مولانا احمد حسن چشتی ۱۹۷۲ء میں حیدر آباد سندھ سے گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور اپنے شیخ طریقت کے ایماء پر ہائی سکول گولڑہ شریف میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ ۱۹۷۳ء میں وفاقی دارالحکومت کے سیکٹر جی سیون ٹو، کی جامع مسجد الحرا میں خطیب مقرر ہوئے اور وفاقی دارالحکومت کے ہائی سکول میں ٹیچر کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ مولانا احمد حسن وفاقی مجلسِ شوریٰ، قومی اسمبلی، سینٹ اور بین الاقوامی

Marfat.com

اسلامی کانفرنسوں کے اعزازی امام رہ چکے ہیں۔ ریڈیو پاکستان اسلام آباد اور راولپنڈی کے مذہبی پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔ اسلام آباد مقامی رویت ہلال کمیٹی کے رُکن ہیں اور تنظیم علمائے اہلِ سنّت اسلام آباد کے صدر ہیں۔ مولانا احمد حسن تین مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت حاصِل کر چکے ہیں۔

۱۹۸۸ء سے مولانا احمد حسن جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف میں جدید علوم کے شعبے میں بطور مدرّس ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں اور تاحال جامع مسجد الحرا، اسلام آباد کی امامت و خطابت سے منسلک ہیں۔

حضرت مولانا حافظ بشیر احمد سلّمہ

حضرت مولانا حافظ بشیر احمد حضرت فقیر حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ ۴ نومبر ۱۹۴۸ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ مولانا بشیر احمد نے مڈل تک سکول کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ رکن الاسلام حیدرآباد سندھ میں حفظ کی تکمیل کی۔ مدرسہ انوار العلوم ملتان میں دورۂ حدیث شریف پڑھا اور ۱۹۷۴ء میں تنظیم المدارس کا امتحان پاس کیا کچھ عرصہ مدرسہ رحمت العلوم ملتان میں ابتدائی اسباق پڑھائے۔ ۱۹۷۷ء سے جامع مسجد صدیقیہ جی سیون ٹو اسلام آباد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا بشیر احمد حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

Marfat.com

حضرت فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے فرزند تھے۔ حضرت فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ بڑے سادہ اور درویش بزرگ تھے۔ بستی جمال میں امامت کراتے اور قرآن مجید پڑھاتے۔ جوانی کے ایام میں بعض اوقات لوگوں کے ساتھ کسی زمیندار کے ڈیرے پر جا بیٹھتے اور سفید پھولدار کرتہ پہن لیتے۔ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو اتنی بات بھی پسند نہ تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم سے فرمایا کہ اگر نور محمد کہیں راستے میں یا شہر کی گلیوں میں تمہیں پھرتا ہوا نظر آجائے تو ذرا ڈانٹ پلا دینا اور تاکید کرنا کہ اپنے گھر میں رہا کرے اتفاقاً دو چار دن بعد خان صاحب بستی بختاور کی گلیوں سے گھوڑے پر سوار ہو کر گزر رہے تھے کہ فقیر نور محمد سامنے آ گئے۔ خان صاحب نے زوردار آواز سے پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگے میں فقیر ہوں۔ خان صاحب نے کہا۔ فقیر تمہاری طرح ہوتے ہیں، تم تو فقیر نہیں معلوم ہوتے۔ فقیر صاحب یہ سنکر رونے لگے خان صاحب چلے گئے اور یہ گھر واپس آ گئے اور کافی دیر تک روتے رہے۔

آپکی وجہ سے احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم پر عتاب

دوسرے دن صبح سویرے احمد خان ڈھانڈلہ مرحوم بستی بختاور آپہنچے اور حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا۔ فقیر صاحب تشریف لائے تو احمد خان مرحوم سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ عرض

Marfat.com

کرنے لگے آپ تو میرا تختہ الٹنا چاہتے تھے میں نے آپ کے کہنے کے مطابق کل فقیر نور محمد سے سخت الفاظ کہدیئے۔ رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت فقیر میاں عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ سخت جلال میں ہیں اور میرے لڑکے غلام سرور خان کے بالوں سے پکڑ کر فرماتے ہیں کیوں نہ اس کو زور سے دُور پھینک دوں؟ میں دست بستہ عرض کرتا ہوں قبلہ اس کا کیا قصور ہے۔ فقیر صاحب فرماتے ہیں نور محمد کا کیا قصور تھا۔ بس میری آنکھ کھل گئی۔ براہِ کرم فقیر نور محمد کو بلوائیں میں ان سے معافی چاہتا ہوں اور خدارا آئندہ اس قسم کی فرمائش مجھ سے نہ کریں۔ میرے لئے یہی کچھ کافی ہے

فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے فقیر حافظ غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر حافظ غلام اکبر رحمۃ اللہ علیہ۔

فقیر حافظ غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ

فقیر حافظ غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ بڑے درویش بزرگ تھے۔ اُن کا بڑا نورانی چہرہ تھا اور بڑی وجاہت تھی۔ بڑے سادہ اور مسکین طبیعت تھے۔ کروڑ سے شمال مغرب میں بستی ودھیوالی میں آخردم تک امامت فرماتے رہے اور قرآن شریف پڑھاتے رہے۔ وہاں کے لوگ اُن کے بڑے عقیدتمند تھے اور اُن کا بڑا احترام کرتے تھے۔

ایک مرتبہ فقیر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ بستی بختاور تشریف لائے۔ راقم الحروف کے چھوٹے بھائی عزیز محمد نواز سلمہ کو کئی سالوں سے جسم پر پھوڑے پھنسی کی شکایت رہتی تھی اور دوا و علاج سے کوئی خاص فائدہ نہ ہوتا تھا اس نے عرض کیا دادا جی آج تو دعا فرمائیں کہ میری یہ تکلیف رفع ہو جائے آپ نے

Marfat.com

کچھ پڑھ کر دم فرمایا جسم پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا انشاء اللہ ہمارے بچے کو پھر یہ تکلیف نہ ہوگی۔ عزیز محمد نواز کو آپ کی دعا سے شفا ہوگئی۔

آپ نے ۱۳۸۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار حضرت مولوی محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ سے قریب شرقی جانب ہے۔ آپ کے ایک پوتے فقیر احسان اللہ ولد فقیر عبدالرحمٰن مرحوم بستی ددھیوالی میں امام و خطیب ہیں آپ کے دو اور پوتے فقیر مشتاق احمد ولد فقیر محمد افضل مرحوم اور فقیر سیف اللہ ولد فقیر عبدالرحمٰن مرحوم بھی حافظِ قرآن ہیں۔

فقیر حافظ غلام اکبر رحمۃ اللہ علیہ

فقیر حافظ غلام اکبر رحمۃ اللہ علیہ بڑے پختہ حافظِ قرآن تھے۔ فرمائشی منزل پڑھتے تھے اور محفلِ شبینہ میں خوب حصہ لیتے تھے۔ بستی جمال میں ساری زندگی گزار دی امامت کراتے رہے اور قرآن شریف پڑھاتے رہے آخری عمر میں بالکل خاموشی اختیار کر لی تھی اور عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کے ایک پوتے فقیر محمد رفیق مسجد مکتب میں پڑھاتے ہیں اور بستی جمال جامع مسجد کے امام و خطیب ہیں۔

فقیر خاندان کی دینی خدمات

فقیر خاندان کے تفصیلی حالات کے ضمن میں اگرچہ دینی خدمات کے عنوان پر کافی حد تک تبصرہ کیا جا چکا ہے تاہم مستقل طور پر اس بارے روشنی ڈالنے کی ضرورت کے پیشِ نظر موضوع کی تشنگی رفع کی جاتی ہے۔ ہمارے خاندان کے بزرگوں اور ان کی اولاد نے حتّی الوسع

Marfat.com

کوشش کی ہے کہ خلقِ خدا کی دینی، مذہبی اور اخلاقی اصلاح پر خاص توجہ دی جائے۔ اسلامی تعلیمات اور اخلاق کی ترویج واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا جائے اور شریعت و طریقت کے آداب وضوابط کی پابندی کا خاص خیال رکھا جائے۔ بفیر خاندان کے اہلِ علم وفضل کی جماعت جو صوفیا، علماء، مدرسین مبلّغین، خطباء اور حفّاظِ قرآن پر مشتمل ہے اور جس کا تفصیلی تذکرہ کیا جا چکا ہے اس خاندان کی دینی خدمات کی بیّن دلیل ہے۔ خاندان کے بزرگوں، علماءِ کرام اور حفّاظِ عظام سے دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کا جمّ غفیر جس نے ایک وسیع حلقۂ اثر کو علوم سے فیضیاب کیا اس خاندان کی دینی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نئی روشنی کے اس دور میں جبکہ دینی تعلیم و تدریس کا فقدان زیادہ ہوتا جارہا ہے ارواحِ طیّبہ کی برکت سے خاندان کے نوجوانوں اور نونہالوں میں دینی تعلیم کے حصول اور دینی خدمات کو فروغ دینے کا جذبہ ایک نئے جوش وخروش سے پروان چڑھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے نئی نسل میں یہ جذبہ اسی طرح کارفرما رہا تو مستقبل قریب کے بارے میں پورے وثوق سے یہ پیش گوئی کی جاسکتی ہے کہ اس خاندان کے باہمت فعّال نوجوان اپنی علمی، فکری اور عملی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر خاندان کی دینی خدمات کی تاریخ میں ایک سنہری باب کا اضافہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

بستی بختاور کے معمولی گاؤں کو جو علمی شہرت اور مذہبی اہمیت حاصل ہوئی وہ اس درویش خاندان کے باکمال افراد کی دینی خدمات کے تعارف کی راہ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ بستی بختاور

Marfat.com

کا مردم خیز خطّہ ارض اور سرزمینِ علم و فقر بجا طور پر خراجِ تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے خداداد پاکیزہ ماحول میں ایسے افراد کو منصّۂ شہود پر جلوہ گر کرنے میں تعاون کیا جنہوں نے دینِ اسلام کی خدمات کے لئے اپنے آپ کو وقف کر ڈالا اور اپنی مسلسل کاوشوں سے قلوب و اذہان کی گہرائیوں میں علم و فقر کے لازوال نقوش ثبت کرنے میں کامیاب رہے اللہ تعالیٰ ان نفوسِ قدسیّہ پر ہزاروں رحمتیں فرمائے جنہوں نے حیاتِ مستعار کے معدودے چند ایام دنیوی ناز و نعمت سے بے نیاز ہو کر رضائے الٰہی کے لئے وقف کر ڈالے اور مزخرفاتِ دنیا سے کنارہ کش ہو کر دلوں کے چراغ روشن کرتے رہے۔ اس باکمال جماعت کا ہر فرد آج بھی زبانِ حال سے یہ نعرۂ مستانہ لگا کر جذب و مستی کا ایک نیا ولولہ پیدا کر رہا ہے۔ ؎

زِ بندِ این و آں آزادہ رفتم ✶ نہ پیوستم دریں بُستاں سرا دل
گُلاں را رنگ و بوئے دادہ رفتم ✶ چو بادِ صبح گر دیدم دمے چند

(اقبالؒ)

مسلکِ اہل السُنّت والجماعت کا تحفّظ

فقیر خاندان کی دینی خدمات میں مسلکِ اہل السنّت والجماعت کے تحفّظ کی خاطر عظیم الشان طویل عملی جدوجہد اور سرفروشانہ و مجاہدانہ کردار کو ایک منفرد نمایاں تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ سنہ ۱۹۱۸ء سے شروع ہونے والی یہ تحریک کئی صبر آزما اور کٹھن مراحل سے گزر کر آج بھی تازہ دم جوش و خروش اور مسلسل جدوجہد کی آئینہ دار ہے۔ ہم ایک مستقل باب کی حیثیت سے اس مذہبی تحریک کے اسباب، حالات

Marfat.com

مراحل اور نتائج پر تبصرہ پیش کرتے ہیں اور اس بارے فقیر خاندان کے عزم و استقلال، جرأت و حمیّت اور مذہبی وابستگی کا تجزیہ سامنے لاتے ہیں نیز علاقائی اور ملکی سطح پر اس مذہبی تحریک کے دُور رس اثرات و نتائج کا تذکرہ کر کے حقائق کو نمایاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بستی بختاور میں سُنّی شیعہ مذہبی اختلاف کا پس منظر

اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بستی بختاور کے زمیندار ملک بختاور مرحوم کی استدعا پر بستی بختاور تشریف لائے تھے ملک بختاور مرحوم اور ان کے پوتے ملک غلام علی مرحوم فقیر خاندان کے معتقد رہے اور پوری زندگی مسلکِ اہل السنّت والجماعت پر قائم رہے۔ ملک غلام علی مرحوم کی نمازِ جنازہ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی تھی۔

ملک غلام علی مرحوم کی اولاد میں سب سے پہلے ملک محمد و نے بعض شیعوں کی ترغیب سے شیعہ مذہب اختیار کیا پھر رفتہ رفتہ اس کے دوسرے بھائیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور یوں ملک غلام علی مرحوم کی اولاد شیعہ ہو گئی۔ اس سے پہلے بستی بختاور میں شیعہ مذہب کے پیروکار نہیں تھے۔

مذہبی اختلاف کی ابتداء

ملک محمد و نے شیعہ روایات کے مطابق مجلس عزاء کی آڑ میں حضرات صحابۂ کرامؓ و ازواجِ مطہرات اُمّہات المومنینؓ پر سب و شتم

کا سلسلہ شروع کرنا چاہا تو ہمارے بزرگوں نے اسے نرمی سے سمجھایا اور اس کام سے باز رہنے کی تاکید کی۔ دراصل شیعہ مذہب کی ضروریات دین سے یہ بات ہے کہ حضرات خلفائے راشدینؓ صحابہ کرامؓ و امہات المومنینؓ ازواج مطہرات پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کیا جائے اور اس بات پر ان کی مذہبی کتابیں شاہد ہیں جن کے تفصیلی حوالہ جات ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اگر صرف ایک شیعہ مصنف ملّا باقر مجلسی کی کتابوں کو لے لیا جائے تو جا بجا ایمان سوز عبارات دیکھنے میں آئیں گی۔ ملک محمد و اس کام سے باز نہ آئے تو اختلاف شدّت اختیار کرنے لگا۔ اس اختلاف کی شدّت کے نتیجے میں ایک زبردست مذہبی تنازعہ ہوا جس کے فیصلہ کُن دیرپا اثرات نے ایک تاریخ مرتب کر ڈالی۔

بستی بختاور میں سنّی شیعہ تصادم

غالباً ۱۹۱۸ء کے آخر میں ملک محمد و نے اہل السنّت والجماعت کے عقائد کو مجروح کرنے اور سنّی اکثریت کی دل آزاری کے لیے مجلس کا پروگرام بنایا۔ شیعہ عناصر کا یہ نیا اقدام نقضِ امن کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور اس کے نتیجے میں مذہبی جوش و خروش سے سرشار جیالے نوجوانوں کے جذبات برانگیختہ ہوئے۔ جذبات کی شدّت نے چند ہی لمحات میں تصادم کی صورت اختیار کر لی اور امن و سکون کا سابقہ ماحول تشدّد اور اختلاف کا میدان بن گیا۔ فریق مخالف کے کچھ افراد شدید زخمی ہوئے اور کچھ کو سخت چوٹیں آئیں۔

Marfat.com

فقیر خاندان کے بزرگ قید و بند میں

اگرچہ مذہبی جوش و خروش کو تنگ آمد بجنگ آمد کی صورت حال سے ہمکنار کرنے والے زیادہ تر ہمارے بزرگوں کے عقیدتمند لوگ تھے جو بستی بختاور اور اس کے مضافات کے عیوّر باشندے تھے تاہم فریقِ مخالف نے فقیر خاندان کے بزرگوں کے خلاف رپورٹ درج کرائی۔ ہمارے بزرگوں میں سے حضرت فقیر امیر محمدؒ، حضرت فقیر مرید احمدؒ، حضرت فقیر حافظ غلام محمدؒ، حضرت فقیر اللہ دتہؒ، فقیر سلطان محمود مرحوم ولد فقیر حاجی قادر بخش مرحوم اور بستی کھیوا کے غلام عبّاس خان چانڈیہ مرحوم کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور کچھ عرصہ بعد عدالت کی جانب سے ان میں سے بعض حضرات کو چھ ماہ اور بعض حضرات کو دو سال قید سنائی گئی۔ حضرت فقیر غلام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے میانوالی اپیل دائر کی جس کے نتیجے میں سزایں خصوصی تخفیف ہوئی اور چھ ماہ کے بجائے دو ماہ اور دو سال کے بجائے چھ ماہ سزا باقی رہی۔

بستی بختاور میں مجلس کے انعقاد پر پابندی

نقضِ امن کے شدّت آمیز واقعہ کے بعد برطانوی دور کی ضلعی انتظامیہ نے بستی بختاور میں شیعہ عناصر کو مجالس منعقد نہ کرنے کا پابند کر دیا اور بڑی کوشش کے باوجود انہیں اجازت نہ مل سکی۔ کوئی دو سال کی مسلسل جدو جہد کے بعد ضلعی انتظامیہ نے ملک محمد کو بستی بختاور سے تقریباً دو کلومیٹر دور مشرقی جانب چاہ غلام علی والا پر جو

Marfat.com

نالے کے پار واقع ہے مجلس منعقد کرنے کی اجازت دی اور اہل السنّت والجماعت کے سامنے اس فیصلے پر مصالحت ہوئی۔

نقل فیصلہ صلح نامہ مابین سنّی و شیعہ بستی بختاور

مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۰ء کو سردار اقبال سنگھ صاحب بہادر حصّہ ضلع بھکر کے سامنے فریقین کی جانب سے صلحنامہ پیش کیا گیا جس کا متن مختصراً یہ ہے۔

آج مورخہ ۲۲ ۱۲/۲۰ کو جو تنازعہ مابین سنّی و شیعہ بستی بختاور تحصیل بھکرّ ضلع میانوالی کے تھا۔ ہر دو فریق نے آپس میں صلح کر لی ہے۔ آئندہ مرثیہ خوانی ملک محمد وغیرہ چاہ غلام علی والا پر کریں گے اور بستی بختاور جسمیں سنّی مذہب اکثر ہیں اس جگہ ہرگز نہ کریں گے۔ لہٰذا صلحنامہ تحریر ہے تاکہ آئندہ کے لئے سند رہے اور تنازعہ جس میں خوف فساد اور خونریزی کا تھا وہ رفع دفع ہو جائے۔ یہ صلحنامہ بشمولیت احمد خان ڈھانڈلہ ہوا۔

دستخط انگریزی صاحب بہادر سردار اقبال سنگھ حصّہ ضلع بھکرّ

۲۰ - ۱۲ - ۲۲

۱:۔ دستخط ملک محمد و نمبردار شیعہ بستی بختاور، ۱:۔ دستخط فقیر غلام اسحاق اہل سنّت

۲:۔ دستخط مولوی محمد موسیٰ اہل سنّت

مسٹر اے جی سٹیفنز صاحب بہادر حصّہ ضلع بھکرّ کا فیصلہ ۱۸/۴/۱۹۲۱

صلحنامہ کے چند ماہ بعد ملک محمد د نے پھر بستی بختاور میں مجلس کی اجازت کے لئے کوشش کی اور حصّہ ضلع بھکرّ اے جی سٹیفنز صاحب بہادر کی

عدالت میں درخواست پیش کی جو مسترد کر دی گئی۔ فیصلہ کے متن کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

"ملک محمد و ولد غلام علی اثنا عشریہ سکنہ بستی بخناور موضع ڈھانڈلہ کی درخواست پر رپورٹ سرکل انسپکٹر صاحب سماعت ہوئی۔ سائل خود ذمہ دار رکاوٹ فساد نہیں ہوتا اور ہم یہ مناسب خیال نہیں کرتے کہ فریق ثانی سے ضمانت لی جاوے۔ جبکہ سائل اپنے چاہ پر کام مرثیہ خوانی بلا روک ٹوک و فساد کے کرا سکتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ سائل کو حسب استدعا بستی بخناور میں مرثیہ خوانی کی اجازت دی جاوے جبکہ اس طرح پر اندیشہ فساد متصوّر ہے۔ سائل مطابق فیصلہ سابق اپنے چاہ پر مرثیہ خوانی کراوے جس میں کوئی اندیشہ نقضِ امن متصوّر نہیں ہے حکم سنایا گیا۔ مسل بعد تکمیل کے داخل دفتر ہووے۔"

دستخط بحروف انگریزی

جناب مسٹر اے جی سٹیفنز صاحب بہادر حصّہ ضلع بھکر

۱۹۲۱-۴-۱۸

مسٹر پنڈت جانکی ناتھ صاحب بہادر حصّہ ضلع بھکر کا فیصلہ ۱۵ / ۳ / ۱۹۲۴

مسٹر اے جی سٹیفنز کی عدالت میں درخواست مسترد ہونے کے تقریباً تین سال بعد ملک محمد و کے بھائی ملک احمد و نے پھر بستی بخناور میں مجلس کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حصّہ ضلع بھکر پنڈت جانکی ناتھ صاحب بہادر کی عدالت میں درخواست دی جو مسترد کر دی گئی۔ فیصلے کا متن پیش کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

"سائل آج حاضر آیا۔ ہم نے تمام مسل کا ملاحظہ بخوبی کر لیا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ سائل کا درخواست دینے کا کیا مطلب ہے۔ اگر اس کا منشاء یہ ہے کہ وہ ہمارا حکم ہمیشہ کے واسطے چاہتا ہے کہ جب چاہے وہ اس جگہ مجلس کرے تو ایسا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ ہم نے مسل کو دیکھا ہے کہ اقرار نامہ جس کا جواز سائل چاہتا ہے اس میں درج ہے کہ مجلس چاہ غلام علی والا پر کی جاوے گی۔ اس اقرار نامہ پر سائل کے بھائی کے دستخط ہیں جو نمبر دار تھا سائل بھی اس کا پابند ہے۔ اگر وہ اقرار نامہ زبردستی ہوا تو اس کا فیصلہ عدالت دیوانی سے سائل کرا سکتا ہے کہ وہ اس کا پابند نہیں ہے چنانچہ اس کا موقعہ ہم سے پہلے دیگر سب ڈویژنل افسران اس کو دے چکے ہیں۔ موجودہ درخواست بوجوہات بالا نامنظور ہے۔

مسل داخل دفتر ہووے۔ ۱۵/۳/۱۹۲۴ کو سنایا گیا۔

دستخط انگریزی

جناب پنڈت جانکی ناتھ صاحب بہادر سب ڈویژنل افسر بھکر"

پورے چالیس سال تک قیام امن

بستی بختاور میں مجلس کے انعقاد کی درخواست دو مرتبہ مسترد ہونے کے بعد تقریباً چالیس سال کے عرصے تک امن وامان قائم رہا اور سنی شیعہ باہمی معاملات و دنیوی امور میں مل جل کر زندگی بسر کرتے رہے ۱۹۵۱ء میں پھر شیعہ عناصر نے سابقہ روش سے انحراف کیا اور بستی بختاور میں متنازعہ فیہ مقام پر مجلس کرنے کی کوشش کی۔

Marfat.com

سنّی شیعہ اختلافی محاذ

شیعہ عناصر کی تحریک پر دوسرے مقامات سے شیعہ عقیدہ کے پیروکار اُن کے مطالبے حمایت میں بستی بخشاور آنے لگے۔ بستی بخشاور جہاں لاہور ہائیکورٹ کے ریمارکس کے مطابق چھیانوے فیصد سنّی آبادی ہے۔ نیز آس پاس کے دیہات اور مغربی جانب دریائے سندھ کے پار دامنِ کوہ نمک فقیر خاندان کے عقیدت مند جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں اس موقعہ پر مذہبی و دینی غیرت وحمیّت کا مجسمہ بن گئے بستی بخشاور کے ارد گرد واقع دیہات مٹھو بنڈو، کوندراں والی، بستی کھیوا، بستی چانڈیہ جھوک فقیر عطا محمد، بستی جمال، حافظ والی، بستی چوہان، بستی ڈھول، بھاں عمر گڑہ جات خاص طور پر موضع ڈھانڈلہ وہمو نوالہ کے غیرت مند باشندوں نے سر دھڑ کی بازی لگادی اور تن من دھن قربان کرنے کے لئے کفن بردوش میدان میں آگئے۔

ضلعی اور ڈویژنل انتظامیہ کی فوری مداخلت

بستی بخشاور کی سرزمین پر جب سنّی مسلمانوں کا ہزاروں پر مشتمل جمّ غفیر جولان میں آیا تو حالات کی نزاکت دیکھ کر ضلعی انتظامیہ نے ڈویژنل انتظامیہ سے فوری تعاون کی اپیل کی۔ ڈی سی، ایس پی، کمشنر، ڈویژن بھر کی پولیس اور ریزرو پولیس کے دستے بستی بخشاور پہنچ گئے اور صورتحال پر کنٹرول کر لیا۔ فریقِ مخالف کو سختی سے پابند کر دیا گیا کہ وہ کوئی نیا قدم نہ اٹھائیں۔

Marfat.com

شیعہ پولیس افسر معطّل

کشیدگی میں کمی آئی تو شیعہ عناصر نے پھر سر اٹھانے کی کوشش کی تھانہ بھکّر کے شیعہ ایس ایچ او منصب حسین شاہ نے مذہبی حمایت کی بناپر ضلعی انتظامیہ کو رپورٹ بھیجی کہ بستی بختاور میں مجلس کے انعقاد پر کوئی شدید خطرہ نہیں۔ شیعہ عناصر مجلس کا پروگرام بنانے لگے تو پورے علاقے میں جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پھیل گئی اور راتوں رات ہزاروں مسلّح افراد اہلِ سُنّت کے بلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ رات کو اطلاع ملنے کی بنا پر صبح گیارہ بجے کے قریب ڈی آئی جی پولیس جناب مخدوم محمد رمضان شاہ گیلانی مرحوم، ڈپٹی کمشنر میانوالی چوہدری اورنگ زیب مرحوم اور ایس پی میانوالی ملک لطف خان مزید پولیس گارد لے کر بستی بختاور آپہنچے اور سب سے پہلے اہلسنّت کے رہنماؤں سے تبادلہ خیال کیا۔ جب انہوں نے حدِ نظر تک انسانوں کا سمندر موجزن دیکھا تو ایس ایچ او بھکّر کو غلط رپورٹ پر فوری طور پر معطّل کر دیا اور یوں اہلِ سنّت کے جذبات اعتدال پر آ گئے۔

بستی بختاور میں ضلعی و ڈویژنل انتظامیہ کا طویل قیام

حالات کی شدت کے پیشِ نظر ضلع اور ڈویژن کی انتظامیہ مسلّح پولیس کی کثیر تعداد کے ساتھ کئی مہینوں تک بستی بختاور میں قیام پذیر رہی۔ کمشنر، ڈی سی اور ایس پی صاحبان کے باقاعدہ کیمپ لگوائے گئے کئی مرتبہ بستی بختاور کے ارد گرد کرفیو نافذ کیا گیا اور امنِ عامہ قائم کرنے

Marfat.com

کی پوری کوشش کی گئی۔

ہلاکت خیز تصادم کا خطرہ

بستی بختاور میں کشیدگی کے کٹھن ترین مراحل کا عروج اس روز تھا جب شیعہ عناصر نے جذبات میں آکر مجلس کرنے کا اعلان کر دیا۔ اہل السنّت والجماعت کا اجتماع جو تقریباً پندرہ ہزار افراد پر مشتمل تھا شیعوں پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بے قرار تھا۔

ایس۔پی میانوالی ملک لطف خان اور انتظامیہ کے دوسرے افسروں نے اہلِ سنّت کو یقین دہانی کرائی کہ وہ کسی قیمت پر مجلس منعقد نہیں کرنے دیں گے۔ شیعہ اپنی روش پر اصرار کرنے لگے تو اہلِ سنّت کا عظیم اجتماع نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت لگاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اہلِ السنّت والجماعت کے رہنما حضرت مولانا فیض احمد فقیر حاجی غلام رسول مرحوم، مولانا محمد بخش گوندروی مرحوم اور نور خان ڈھانڈلہ بڑی جدوجہد کے ساتھ مجمع کو آگے بڑھنے سے روک رہے تھے مگر جذبات کی شدّت زیادہ ہو رہی تھی۔

انتظامیہ کی پُرزور گزارش

ملک لطف خان ایس۔پی، راجہ حمداد خان پولیس انسپکٹر اور انتظامیہ کے بعض دوسرے افراد نے ان نازک حالات میں اہلسنّت کے رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ پندرہ منٹ کے لئے رُک جائیں اگر ہم بستی بختاور سے شیعہ عناصر کو باہر نکال دینے میں کامیاب نہ

Marfat.com

ہوں تو پھر آپ جس طرح چاہیں کریں۔

شیعوں پر زبردست لاٹھی چارج

شیعہ افراد جن کی تعداد تقریباً دو ہزار ہوگی چار دیواری میں بند تھے ایس۔پی نے سیٹی بجائی تو چاروں طرف سے پولیس کے دستے شیعوں پر ٹوٹ پڑے۔ زبردست لاٹھی چارج کیا اور ایک گھنٹے میں باہر سے آئے ہوئے شیعوں کو بستی بختاور سے نکال دیا گیا۔

اہلسنّت کے رہنماؤں اور انتظامیہ کے تدبّر سے ہلاکت خیز تصادم کا یہ خطرہ ٹل گیا اور لوگ امن وسکون کا سانس لینے لگے۔ خدانخواستہ اگر اس دن تصادم ہو جاتا تو ہزاروں افراد مارے جاتے اور پورا ملک کشیدگی کے جذبات کی لپیٹ میں آجاتا۔

بزرگوں کے روحانی تصرّف کا عجیب کرشمہ

عین اس وقت جبکہ بستی بختاور میں تصادم کے حالات عروج پر تھے حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے سے کئی رنگوں پر مشتمل نورانی شعاعوں کا مجسّمہ ظاہر ہوا۔ دربار شریف پر مقیم لوگوں نے دیکھا کہ نورانی سائبان کی صورت میں مختلف رنگوں والا وہ مجسّمہ فضا میں چکر کاٹ کر بستی بختاور کی جانب روانہ ہوا۔ راستے پر واقع دیہات کے بعض لوگوں نے وہ عجیب وغریب مجسّمہ دیکھا وہ نورانی مجسّمہ عین اس وقت بستی بختاور کی فضا میں محوِ پرواز دیکھا گیا جب تصادم کا شدید خطرہ تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ نورانی مجسّمہ فضا میں روپوش ہوگیا اور اسی وقت

Marfat.com

تصادم کا خطرہ ٹل گیا۔

جناب حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کا خصوصی تعاون

بستی بختاور سنی شیعہ مذہبی تنازعہ کے دوران حضرت قبلہ بابو جی سید غلام محی الدین شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ خاص توجہ اور شفقت سے اہل سنت کی امداد فرماتے رہے۔ افسران بالا کو خصوصی تاکید فرمائی اور صاحب اقتدار متعلقین کو بھرپور تعاون کا حکم فرمایا۔ ۱۹۵۲ء میں جب ملکی سطح پر اعلیٰ اختیاراتی امن کمیٹی بستی بختاور کے تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے تشکیل دی گئی تو اعلیٰ حکام نے حضرت پیر صاحب قبلہ کو کمیٹی کا معزز رکن بنانے کی پیشکش کی۔ اسی موقعہ پر آنجناب قبلہ نے استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد کو ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا جو ۱۵ اگست ۱۹۵۲ء کو تحریر کیا گیا تھا۔ مکتوب گرامی کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"لاہور میں جو سنی شیعہ جھگڑے کے فیصلے کے لئے کمیٹی بنائی گئی اس میں انہوں نے میرا نام بھی رکھا۔ چنانچہ جنرل سیکرٹری کا ایک خط میرے نام آیا کہ ہم نے سنی شیعہ کمیٹی میں آپ کا نام رکھا ہے امید ہے کہ آپ اسے قبول کریں گے۔"

اس مذہبی ذمہ داری کے سلسلے میں بھکر، میانوالی، سرگودھا اور لاہور اکثر و بیشتر حضرت استاذ العلماء مولانا فیض احمد اور راقم الحروف کے والد فقیر غلام رسول مرحوم کو جانا پڑتا۔ ان تمام مقامات پر حضرت قبلہ پیر صاحب گولڑہ شریف کے متعلقین آنجناب کے حکم پر ہر قسم کا تعاون کرتے اور آنجناب مسلسل اس بارے توجہ رکھتے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاون

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مذہبی مسئلے میں خاص تعاون فرمایا۔ اپنے متعلّقین کو تعاون کا حکم دیا اور ہر طرح سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ بستی بختاور میں عظیم الشان جلسے کی صدارت بھی قبول فرمائی مگر عین وقت پر سخت مجبوری پیش آگئی اور آپ نے اپنے بھتیجے خواجہ غلام مرتضیٰ تونسوی مرحوم کو بستی بختاور بھیجا۔

ڈھانڈلہ خاندان کا تعاون

ڈھانڈلہ خاندان کا ہمارے بزرگوں سے عقیدت و نیاز کا تاریخی تعلّق ہے جس کا تفصیلی تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ سنّی شیعہ مذہبی مسئلہ میں ڈھانڈلہ خاندان کے بزرگوں نے فقیر خاندان سے تعاون کر کے اپنا مذہبی فریضہ ادا کیا۔ ڈھانڈلہ خاندان کے بعض ارباب اقتدار نے سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر بعض اوقات اپنے بزرگوں کی روش سے قدرے انحراف بھی کیا مگر مجموعی طور پر اُن کی کارکردگی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ سنّی شیعہ محاذ کے موقعہ پر ڈھانڈلہ خاندان، خاص طور پر نور خان ڈھانڈلہ نے بھرپور مذہبی تعاون کیا۔

ماضی قریب اور حالیہ دور میں ڈھانڈلہ خاندان کے بعض نوجوان بھی اس مذہبی تحریک میں حصّہ لے کر اپنے اکابر کی روایات کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

Marfat.com

پانچ سال تک پُرسکون حالات

قانون کی خلاف ورزی پر شیعہ عناصر کے خلاف ڈویژنل انتظامیہ کی کارروائی کے بعد پانچ سال تک حالات پرسکون رہے۔ اس طویل عرصے کے بعد پھر جب انہوں نے حالات خراب کرنے کی کوشش کی تو اہل السنّت والجماعت کی جانب سے عدالت میں حکمِ امتناعی کی درخواست دی گئی سول جج بھکّر جناب مسعود احمد انصاری نے جو حکم جاری کیا اس کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"اگر شیعہ قوم کی ایماندارانہ روش یہی ہے کہ وہ کوئی غیر منصفانہ قدم نہ اٹھائیں گے اور قانون کی حدود سے تجاوز نہ کریں گے تو میرے نظریہ میں انکی مجلس کو روکنا نہیں چاہیئے مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ نقضِ امن کے بچاؤ کے لئے اہلِ تشیعہ کو ان مواقعات میں مجلس ہرگز منعقد نہیں کرنی چاہیئے جہاں اہلِ سنّت کے مکانات آبادی اور جائے رہائش ہو تاکہ ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ پس میں حکم دیتا ہوں کہ جہاں تک مجلس کا تعلّق ہے میں اسے روکتا نہیں لیکن مدعی اعلیہم کو اپنی مجلس منعقد کرنے والی جگہ ضرور تبدیل کرنی چاہیئے۔"

دستخط مسعود احمد انصاری سول جج بھکّر

۲۵ مئی ۱۹۵۷ء

سول عدالت بھکّر میں اہلسنّت کا دعویٰ

سول عدالت سے امتناعی حکم حاصل کرنے کے بعد فقیر خاندان

Marfat.com

کی جانب سے دیوانی مقدمہ دائر کیا گیا اور اسمیں یہی سوال اٹھایا گیا کہ شیعہ اپنے عقائد کے مطابق خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کو سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں نیز امنِ عامہ کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ عدالت سے التماس ہے کہ مناسب کارروائی کرے۔

شیعہ عناصر کا اپنے عقیدہ سے انحراف کا اظہار

سول عدالت نے اہلِ سنّت کے دعویٰ کا جواب طلب کیا تو فریقِ مخالف کے نو آدمیوں نے حلفیہ بیان دیا کہ وہ خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کی گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب نہیں ہوتے اور ان کی مجالس میں اس قسم کا کوئی کلمہ نہیں بولا جاتا جس سے ان مقدس ہستیوں کی توہین متصور ہوتی ہو۔ مجالس کے دوران ڈیوٹی پر متعین بعض شیعہ آفیسرز نے بھی اسی قسم کے بیانات دیئے۔ ظاہر ہے کہ کسی فرقہ یا جماعت کے عقائد اس کی مذہبی کتابوں میں محفوظ ہوتے ہیں اور اس کے مذہبی رہنماؤں کی تحریر اس بارے سند سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ شیعہ کی تمام مستند کتابیں حضرات خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ کی توہین وتنقیص کے مواد پر مشتمل ہیں اور اہلِ سنّت کے پاس یہ مواد محفوظ ہے مگر شیعہ عناصر نے چالبازی سے کام لیتے ہوئے اپنی مذہبی روایات کو وقتی طور پر نظر انداز کرتے ہوئے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیا۔

شیعوں کے وکلا اور گواہوں کی بار بار یقین دہانی کے پیشِ نظر فاضل عدالت نے بڑے محتاط انداز میں انہیں چند شرائط سے مشروط اجازت دی کہ وہ گھر کی چاردیواری میں مجلس کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

سول جج مسٹر محمد اشرف نے ۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء کو جو فیصلہ سنایا اس کی انگریزی نقل کا خلاصہ یہ ہے

"مدعیٰ علیہم شیعہ نے گواہوں کے بیانات کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ ان کی مجالس میں حضرات خلفائے ثلاثہؓ اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ نہیں بولا جاتا۔ ایسی مجلس میں مدعوّ ذاکرین مرثیہ خوانی کرتے ہیں۔ مدعیٰ علیہم کا کوئی باقاعدہ امام باڑہ نہیں جس میں وہ مجلس منعقد کرسکیں۔ انکو گھر کی چاردیواری میں مرثیہ خوانی کی مجلس منعقد کرنے کی اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ وہ اہلِ سنّت کی دل آزاری نہ کریں گے۔ اگر انہوں نے ایسی مجالس میں حضرات خلفائے ثلاثہ وصحابہ کرامؓ کے خلاف کوئی توہین آمیز کلمہ استعمال کیا تو ان کی مجالس بند کردی جائیں گی۔

عدالتی فیصلہ کے خاص پوائنٹ

عدالتی فیصلہ میں اہلسنّت والجماعت کے دو مرکزی اعتراضات کو خاص اہمیت دی گئی۔ ایک تو اس بات کا سدِّباب کردیا گیا کہ شیعہ خلفائے ثلاثہؓ وصحابہ کرامؓ کی توہین وتنقیص کا قطعاً ارتکاب نہ کریں گے اور یہی اہلسنّت کا مقصد تھا۔ دوسری اس بات کا خیال رکھا گیا کہ امنِ عامہ کی بقا کے پیشِ نظر شیعہ عناصر کو کھلی چھٹی نہ دی گئی۔ بلکہ گھر کی چاردیواری میں محدود کردیا گیا اور اہلِ سنّت کا دوسرا پوائنٹ یہی تھا کہ امنِ عامہ برقرار رکھنے کا انتظام کیا جائے۔

Marfat.com

۱۹۲۰ء سے لیکر ۱۹۵۸ء تک فیصلوں کا تجزیہ

بستی بختاور کے مذہبی تنازعہ کے حالات و واقعات اور فیصلوں کے بعد ۱۹۲۰ء سے لیکر ۱۹۵۸ء تک کے فیصلوں کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کے لئے مزید وضاحت کا باعث بنے۔ جہاں تک ۱۹۲۰ء کے صلحنامہ اور ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۴ء کے برٹش دور کے فیصلوں کا تعلق ہے تو وہ اہلسنّت والجماعت کے موقف کی مکمّل کامیابی و کامرانی کے آئینہ دار ہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ غیر مسلم حکومت نے مذہبی نقطۂ نظر کے بجائے نقضِ امن کے سیاسی اور معاشرتی پوائنٹ کو زیادہ اہمیّت دی ہے۔ سول عدالت کے امتناعی حکم اور فیصلے میں امنِ عامہ سے بڑھ کر مذہبی نقطہ نظر کو اہمیت دی گئی ہے اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ دینِ اسلام کی بنیادی مقدّس شخصیات کے خلاف کیچڑ اچھالنے کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے اور حضرات خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کے تقدّس کو قانونی تحفّظ دیا گیا ہے۔

امن عامہ کے مسئلے کو بھی بڑے سلیقے سے سلجھا دیا گیا ہے کہ فریق مخالف کی مجالس مرثیہ خوانی کو گھر کی چار دیواری سے مقیّد کر دیا گیا ہے۔ گویا مسلم عدالت نے مذہبی جذبات اور امنِ عامہ دونو کی اہمیّت کا خیال رکھا ہے اور ایک متوسط جامع فیصلہ دیا ہے جس پر صحیح عملدرآمد سے امنِ عامہ کے قیام میں مدد مل سکتی ہے اور اعتدال کی راہ اختیار کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

عدالتی فیصلہ کی خلاف ورزی کی ناکام کوشش

شیعہ عناصر نے ۱۹۵۸ء کے عدالتی فیصلہ کو دل سے تسلیم نہ کیا اور اسے حسب منشاء آزادی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جبکہ اہلِ سنّت والجماعت نے ان کو دیئے گئے عدالتی حقوق میں کبھی مداخلت نہ کی۔ شیعوں نے کئی مرتبہ چار دیواری کی حدود سے باہر مجلس کرنے کی ناکام کوشش کی اور امام باڑہ کی تعمیر کا نیا قدم اٹھانا چاہا مگر انتظامیہ کی بروقت مداخلت سے وہ ناکام ہوگئے۔ آج سے تقریباً پندرہ سال قبل فریقِ مخالف نے رہائشی مکان کی آڑ میں امام باڑہ تعمیر کرنے کی کوشش کی اور چند فٹ بنیادیں کھڑی کیں انتظامیہ کی مداخلت پر انہیں تعمیر سے روک دیا گیا اور پھر آج تک انھیں ایک اینٹ تک رکھنے کی اجازت نہ دی گئی۔ چند فٹ کی وہ بنیادیں بوسیدہ ہو کر گرتی چلی جا رہی ہیں۔

شیعوں کے نئے اقدام کی کوشش سے تصادم کا شدید خطرہ

آج سے کوئی بارہ تیرہ سال پہلے فریقِ مخالف نے مرثیہ خوانی کی جگہ تبدیل کرنے کا نیا اقدام کرنا چاہا تو ضلعی انتظامیہ نے انہیں سابقہ روایات پر پابند کر دیا اور نئے اقدام کا سختی سے نوٹس لیا۔ ایس پی میانوالی محمد شریف چیمہ نے بذاتِ خود مداخلت کی اور ایس ایچ او بھکر راجہ محمد اقبال نے نئے اقدام کو سختی سے روک دیا۔

۱۹۸۵ء میں محرم الحرام کے موقعہ پر پھر فریقِ مخالف نے چار دیواری کی متعینہ حدود سے نکلنا چاہا۔ حالات کی شدّت کے پیشِ نظر عوام

Marfat.com

اہلِ سنّت کا ہزاروں پر مشتمل اجتماع ہوگیا اور تصادم کے حالات پیدا ہوگئے۔

ڈپٹی کمشنر بھکّر مسٹر محمد جمیل نے فوری مداخلت کی اور اے سی بھکر، ڈی ایس پی اور مسلّح پولیس گارد کو بھیج کر فریقِ مخالف کو چار دیواری کی پابندی پر برقرار رکھا۔

۱۹۸۸ء محرم الحرام دسویں کی رات پھر شیعہ عناصر نے نیا اقدام کرتے ہوئے متنازعہ فیہ جگہ پر جھنڈیوں اور بتیوں کے ذریعے اپنا تسلّط دکھلانے کا مظاہرہ کیا۔ صورتحال کی کشیدگی کے پیشِ نظر علاقہ کے عوام سابقہ روایت کے مطابق جمع ہوگئے اور ہزاروں کا اجتماع ہوگیا۔ ایس ایچ او بھکّر ملک غلام رسول نے جو ڈیوٹی پر متعین تھے ضلعی انتظامیہ کو حالات کی شدّت اور تصادم کے شدید خطرے سے مطلع کیا تو فوری طور پر ڈپٹی کمشنر بھکّر سیّد محمد حامد شاہ، ایس پی بھکر چوہدری سجّاد احمد، اے سی بھکر سیّد گل بادشاہ بخاری، ڈی ایس پی اور مسلّح پولیس گارد کا دستہ رات کو گیارہ بجے بستی بختاور پہنچ گئے۔ متنازعہ فیہ جگہ کا معائنہ کیا۔ ملک سید امیر انسپکٹر پولیس بھکّر نے انہیں بتایا کہ شیعہ عناصر نے یہ نیا اقدام کرنے کی کوشش کی تو حالات سنگین ہوگئے۔ راقم الحروف اس موقعہ پر موجود تھا ڈی سی اور ایس پی صاحبان سے تفصیلی گفتگو ہوئی اور وہ مطمئن ہوگئے کہ اہلِ سنّت ان حقوق میں ہرگز مداخلت نہیں کرتے جو فریقِ مخالف کو عدالت سے حاصل ہیں البتہ نیا اقدام کسی صورت برداشت نہیں کرتے۔

انتظامیہ کی مداخلت پر رات ایک بجے شیعہ عناصر نے نیا اقدام واپس لے لیا اور یوں تصادم کا خطرہ ٹل گیا۔

Marfat.com

شیعوں کی طرف سے نقضِ امن کی تازہ ترین ناکام کوشش

۱۹۸۹ء میں محرم الحرام کے موقعہ پر شیعوں نے انتظامیہ کو تحریری یقین دہانی کرائی کہ وہ پُرامن رہیں گے اور کوئی نیا اقدام نہ کریں گے۔ مگر دس محرم گزرنے کے بعد انہوں نے پھر نقضِ امن کا منصوبہ بنایا اور پورے علاقے میں بار بار اعلان کرایا کہ ۲۶ ستمبر چہلم کے موقعہ پر وہ امام باڑہ تعمیر کریں گے۔

اہل السنّت والجماعت کی طرف سے شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی، راقم الحروف، عزیز محمد نواز سلّمہ اور عزیز خورشید احمد سلّمہ پر مشتمل وفد نے ضلعی انتظامیہ کے اعلیٰ افسروں سے ملاقات کی اور انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔ ضلعی انتظامیہ نے یقین دہانی کرائی کہ وہ شیعوں کو کوئی نیا قدم نہ اٹھانے دے گی۔

شیعوں کے اعلان سے عوام اہل سنّت کے جذبات برانگیختہ ہوئے اور پورے علاقے میں کشیدگی کی صورتحال پیدا ہو گئی۔ ضلعی انتظامیہ کے حکم پر ۲۶ ستمبر کی رات پورے ضلع بھکر کی پولیس اور پنجاب کانسٹیبلری کے سینکڑوں مسلّح نوجوانوں نے بستی بختادر کو گھیرے میں لے لیا۔ ضلعی انتظامیہ کے اعلیٰ افسر موقعہ پر موجود رہے اور صورتحال کی کڑی نگرانی کی آخر شیعہ عناصر نے ضلعی انتظامیہ کی بھرپور کارروائی اور عوام اہلسنّت سے مرعوب ہو کر فیصلہ کیا کہ وہ کوئی نیا اقدام نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ چہلم کی مجلس بھی منعقد نہ کریں گے۔

شیعوں کی مصالحتی کوشش

شیعوں کی طرف سے ۲۶ ستمبر کا اعلان بُری طرح ناکام ہوا تو انہوں

Marfat.com

نے فوری طور پر مصالحت اور باہمی افہام و تفہیم کی کوشش شروع کر دی۔ اگرچہ شیعہ عناصر کی تازہ ترین اشتعال انگیزی سے عوام اہل سنّت کے جذبات برانگیختہ تھے تاہم اہل السنّت والجماعت کے رہنماؤں نے قیام امن کی خاطر مصالحانہ روش کو مسترد نہ کیا۔ اہل سنّت کے رہنماؤں نے شیعہ رہنماؤں پر واضح کر دیا کہ سابقہ عدالتی فیصلوں کی روشنی میں کوئی باوقار مصالحتی اقدام جو نقض امن کے خاتمے کا ضامن ہو ہمیں اس پر غور کرنے سے انکار نہ ہو گا۔ البتہ ہم ایسا کوئی اقدام برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں جس سے ستّر سالہ فعال تحریک کا وقار مجروح ہو اور عوام اہل سنّت کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

قیامِ امن میں ضلعی انتظامیہ کی دلچسپی

چونکہ بستی بختاور سنی شیعہ تنازعہ ۱۹۱۸ء سے چل رہا ہے اور تھانہ بھکر میں سارا ریکارڈ محفوظ ہے۔ پھر کئی سالوں سے ضلعی انتظامیہ حالات کی نزاکت کا مشاہدہ کر چکی ہے اسلئے پورا سال عموماً اور محرم الحرام کے موقعہ پر خصوصاً بستی بختاور میں قیامِ امن کے بارے ضلعی انتظامیہ دلچسپی لیتی ہے۔ محرم کا چاند نظر آتے ہی بستی بختاور میں مجسٹریٹ انسپکٹر پولیس اور مسلح پولیس کو بھیج دیا جاتا ہے جو متنازعہ فیہ جگہ پر کڑی نگرانی کرتے ہیں اور چار دیواری میں صرف مرثیہ خوانی کی تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ پولیس کے مسلح افراد کو چار دیواری کے باہر دورانِ تقریب چاق و چوبند رہنے کا حکم ہوتا ہے۔

Marfat.com

تعزیراتِ پاکستان ایکٹ میں عقائدِ اہلسنّت کا تحفظ

عوام اہلسنّت کے لئے یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ان کے نقطۂ نظر کو آئینی تحفظ حاصل ہے اور حضرات صحابہ کرام رض، اہلبیت پاک رض، اور ازواجِ مطہرات امہات المومنین رض کی شان میں ذرہ بھر بے ادبی اور گستاخی بھی قابلِ سزا جرم ہے۔

وہ عناصر جو اس قسم کی بے باکی اور ناپاک جسارت کی کوشش کرتے ہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی رُو سے سخت سزا کے مستحق ہیں حکومت نے اپنے گزٹ مجریہ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۰ء کے صفحہ نمبر ۲ پر تعزیراتِ پاکستان ایکٹ (XLV) ۱۸۶۰ء میں دفعہ نمبر ۲۹۸، الف کا اضافہ کیا ہے اس دفعہ کی رُو سے،

"اگر کوئی شخص خواہ زبانی یا تحریری، اشارۃً، کنایۃً یا تہمت لگا کر یا کسی اور قابلِ اعتراض انداز سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (امہات المومنین رض) رُکن خاندانِ نبوّت (اہلِ بیت رض) خلفائے راشدین رض یا صحابہ کرام رض کے مقدّس نام کی بے حرمتی کرے گا تو وہ تین سال قید یا جرمانے یا دونو سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔"

Marfat.com

مذہبی تحریک میں مسلسل احساسِ ذمہ داری

مسلکِ اہل السنّت والجماعت کے تحفظ کی طویل مذہبی تحریک میں فقیر خاندان روحِ رواں کی حیثیت رکھتا ہے اور مسلسل احساسِ ذمہ داری کے عملی ثبوت میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے اکابر کی اس مذہبی تحریک کو تازہ دم اور فعّال رکھنے میں استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد مدظلّہ اور راقم الحروف کے والد فقیر حاجی غلام رسول مرحوم نے جو خدمات سرانجام دیں وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ حضرت مولانا محمد بخش کوندروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مذہبی تحریک کو کامیاب کرنے میں بڑی کوشش کی۔ بوقتِ ضرورت فقیر خاندان کا ہر فرد اپنی بساط کے مطابق اس مذہبی فریضہ کو ادا کرنے میں تعاون کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے، والد ماجد مرحوم کے بعد عزیز حافظ محمد نواز سلمہ اور راقم الحروف پر یہ ذمہ داری زیادہ ہوگئی ہے جس کے سنبھالنے میں حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے عزیز حافظ محمد نواز سلّمہ اس سلسلے میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں پیش پیش رہتے ہیں۔ عزیزم فقیر خورشید احمد، ڈاکٹر حافظ غلام محمد، فقیر حافظ محمد عیسیٰ اور فقیر خاندان کے دوسرے نوجوان بھی اس مذہبی فریضہ کو سرانجام دینے میں قابلِ تعریف کردار ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ان باہمت نوجوانوں کو ہمیشہ مذہبی جذبات سے سرشار رکھے اور شرِّ اعداء سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

فقیر خاندان کے معاشی حالات

دینی و مذہبی روایات کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ فقیر خاندان اپنے معاشی حالات کو سدھارنے کے لئے بھی خاص توجہ دیتا ہے اور معاشی امور میں خود کفیل ہو کر خاندانی وضعداری، عزتِ نفس اور استغناءً کو مدِّنظر رکھتا ہے۔ فقیر خاندان کے زیادہ تر افراد زراعت اور کھیتی باڑی سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسوقت فقیر خاندان پندرہ سو کنال سے زائد زرعی رقبے کا مالک ہے جس میں تقریباً سات سو کنال پر مشتمل رقبہ بستی بختاور سے مغربی جانب ہسپتال اور ہائی سکول کے قریب واقع ہے اسی طرح تقریباً تین سو کنال زرعی رقبہ بستی بختاور سے متصل جنوب مغربی جانب چاہ فقیرانوالا پر واقع ہے۔ باقی زرعی رقبہ جات بھی قریب قریب واقع ہیں۔ مختلف رقبہ جات میں سات آٹھ ٹیوب ویل فقیر خاندان کی ملکیت ہیں۔ باغات اور نرسری کے قطعہ جات زرعی رقبہ کے علاوہ ہیں جہاں بجلی کی موٹریں لگی ہوئی ہیں اور وہ شہری آبادی کی حدود میں واقع ہیں۔ جدید زرعی آلات ٹریکٹر، تھریشر وغیرہ بھی فقیر خاندان کے پاس ہیں اور یوں زراعت کا کام پورے اسباب و ذرائع سے سرانجام دیا جاتا ہے۔ خاندان کے کچھ افراد سرکاری ملازمت سے منسلک ہیں جو زیادہ تر شعبۂ تعلیم میں کام کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ مذہبی اداروں میں بھی خاصی تعداد سرگرم عمل ہے۔ خاندان کے بعض افراد تجارت اور کاروبار میں دلچسپی رکھتے ہیں مذہبی امور میں خاص توجہ کے ساتھ ساتھ نوجوان طبقہ دنیوی ذمہ داریوں کو نبھانے کا بھی احساس رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں جدید

Marfat.com

تعلیم کے حصول کا شوق پایا جاتا ہے جو اس بات کا غماز ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے مختلف شعبہ جات میں کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں حصولِ تعلیم اور معاشی اقدامات کا یہ جذبہ اگر برقرار رہا تو قوی توقع کی جا سکتی ہے کہ خاندان کے نوجوان اپنی معیشت کو سنوارنے میں نمایاں کردار ادا کریں گے اور وقت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے چیلنج کا مقابلہ کرتے ہوئے عزم و ہمت کا مظاہرہ کرینگے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کی توانائیوں، صلاحیتوں اور فکری و عملی قوتوں میں برکت فرمائے اور ان کی کوششوں کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

تکمیلِ کتاب پر اظہارِ تشکر

الحمد للہ کتاب "انوار العارفین" ڈیڑھ سال کی مسلسل محنت و کاوش کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچی اور فقیر خاندان کی اڑھائی سو سالہ تاریخ ضبطِ تحریر میں آگئی۔ راقم الحروف انوار العارفین کی کتابت و طباعت سے متعلقہ بعض امور میں تعاون پر جناب صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی زید لطفہ اور عزیز محترم مولانا محمد امین سعیدی سلمہ مدرس مدرسہ انوار العلوم کا خاص طور پر ممنون ہے۔ انوار العارفین کے کاتب جناب محمد انور سعیدی سلمہ اور جناب منظور احمد سعیدی سلمہ (الخطاط) شاہین مارکیٹ ملتان کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی خوش اسلوبی اور حسنِ اخلاق سے کتابت اور تصحیح کا کام سرانجام دیا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

انوار العارفین

حافظ ممتاز احمد چشتی (ایم اے)

Marfat.com